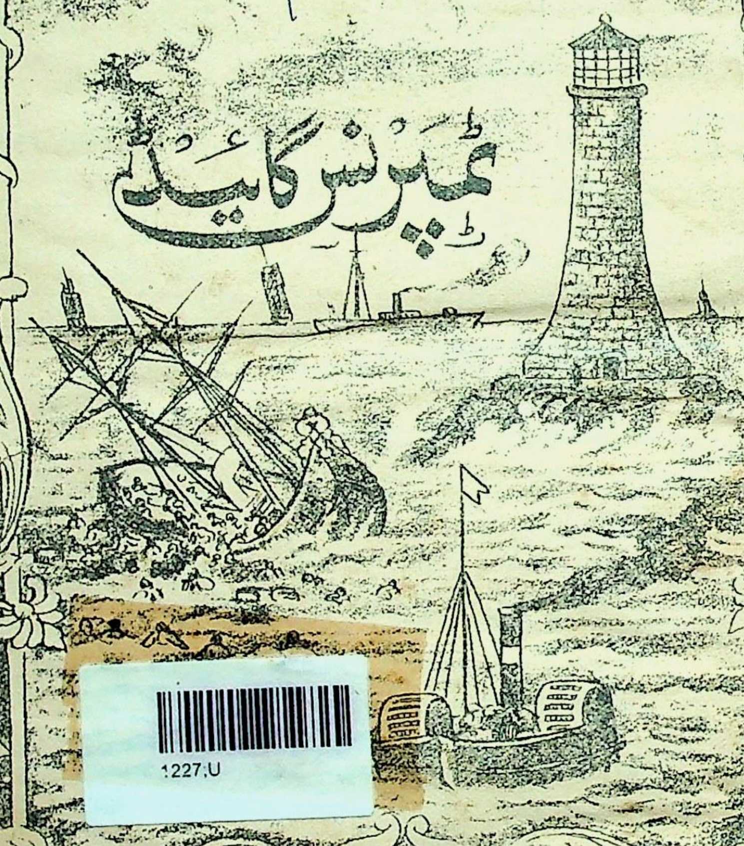
جلد (۱) نمبر (۲)

THE TEMPERANCE GUIDE.

ٹمپرنس گائیڈ



باہتمام نند لعل ہندو میڈیکل ہال امرتسر سے شایع ہوا

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام نند لعل مالک ہندو میڈیکل ہال امرتسر ہونی چاہیے

ٹمپرنس گائیڈ امرتسر

ایک کثیر التعداد خطوط کے علاوہ آئے دن کی بھاری ضروریات محسوس کرنیکے بعد آخر ثابت ہوگیا۔ کہ ٹمپرنس سوسائیٹیوں کے مقاصد کی اشاعت کیواسطے ایک ایسا ماہواری رسالہ ضرور شایع ہونا چاہئے جس سے نہ صرف دور ونزدیک کے ٹمپرنس لٹریچر کی اشاعت ہو بلکہ سوسائیٹیوں کے مختلف ممبروں کو تبادلۂ خیالات کا موقعہ مل سکے۔ عوام الناس کی پوری دلچسپی کا سامان ہو اور ٹمپرنس ریڈنگ میٹر کا ایک خاص گنجینہ۔

بڑی خوشی کی بات ہے کہ حامیان ومعاونان ٹمپرنس کے علاوہ خاص اُن اہل قلم کے بھروسے پر جن کے پاکیزہ خیالات ٹمپرنسی مضامین کیواسطے سند ہو رہے ہیں نیازمندنے ٹمپرنس گائیڈ کے نام سے ایک ماہواری رسالہ جاری کیا ہے۔ اور اس میں علاوہ لحاظ زبان کے بالعموم مندرجہ ذیل اقسام کے مضامین مندرج ہوتے ہیں جو نہ صرف ناظرین ہی کو مفید ہیں بلکہ ٹمپرنسی لکچراروں کیلئے ایک سچے گائیڈ اور معاون!

۱۔ اخلاقی۔ علمی۔ تجارتی۔ جسمانی۔ مذہبی اور قومی اصول کے مطابق مسکرات کے مفید اور غیر مفید ہونے پر بحث

۲۔ علماء فضلاء۔ بزرگان دین۔ مہاتما پُرش۔ دھرم مُورتی حضرات کے خیال واقوال۔

۳۔ نظمیں، بھجن، گیت۔ ترجمے۔ خلاصہ لکچر۔ پاکیزہ مذاق۔ انگریزی رسالوں کا انتخاب۔

۴۔ ہر ایک قسم کی طبابت کے مطابق (جس میں ڈاکٹری۔ ویدک۔ یونانی ہومیوپیتھک وغیرہ شامل ہیں) مسکرات کے نقصانات کا اظہار۔

۵۔ ٹمپرنس سوسائیٹیوں کی رپورٹیں۔ اور اُن کی آئندہ ترقی واشاعت مقاصد کے متعلق تجاویز۔

۶۔ انوکھی طرز کی دلچسپی اور دلبستگی پیدا کرنے والی باتیں۔

۷۔ دیسی صیغہ آبکاری کے متعلق خاص ریمارک۔

۸۔ ہر انگریزی مہینے کے دوسرے ہفتہ میں شایع ہوا کرے گا۔

۹۔ قیمت سالانہ عہ معہ محصول ڈاک۔

پہلا پرچہ مارچ سنہ رواں سے شروع ہوتا ہے۔

جملہ درخواستیں اس پتہ پر آنی چاہئیں۔

نند لعل ہندو میڈیکل ہال امرتسر

ٹمپرنس گائیڈ

امرتسر

بابت ماہ اپریل سنہ ۱۹۰۲ء۔ جلد ۱ نمبر ۲

ٹمپرنس سوسائیٹیوں کی ابتدائی تاریخ

موجودہ مسئلہ ٹمپرنس کا آغاز اُس دن سے شروع ہوتا ہے جبکہ ڈاکٹر بن جے من رش نے اپنا مضمون بعنوان "شراب کا بنی نوع انسان کے دل و دماغ پر اثر" ۱۷۸۵ء میں شایع کیا۔ اور جنٹلمینس میگزین میں مکرر چھپنے کے بعد علی التواتر خاصہ مشتہر ہوا۔ اسمیں اور تو سب باتیں ٹھیک تھیں مگر مقطر اور مخمر شراب میں جو فرق بتلایا گیا تھا کسی قدر بے اصول معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ فرق درجوں کے باعث ہوتا ہے نہ کہ قسم میں۔ ڈاکٹر رش کی تصانیف مطالعہ کرنے کے بعد ڈاکٹر لے من بیچر اور ڈاکٹر بی جے کلارک نے جو سر توڑ کوششیں کی تھیں ان کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۸۰۸ء میں سب سے پہلی مانع مسکرات سوسائیٹی گرین فیلڈ (نیویارک) میں قایم ہوئی اور ابتک برابر اسی اصول پر چلی جاتی ہے۔ یہ مثال دوسرے مقامات کیلئے فوری نظیر ہوگئی۔ ابتدا میں سب کی سب سوسائیٹیاں مقطر شراب کے برخلاف لکچر کرتی تھیں اور مخمر کی نسبت خاموش رہتی تھیں۔ ایک سوسائیٹی نے یہ بھی اصول ٹھیرایا تھا کہ اگر کوئی ممبر شرابنوشی کرتا ہوا پکڑا جائے تو باقی اسکی خاصی سرزنش کریں۔ بعد ازاں جب ۱۸۲۶ء کو امریکہ کے چند ایک مختلف مقامات میں ٹمپرنس سوسائیٹیاں بنائی گئیں تو خاصی ترقی ہوئی اسکے تین برس بعد پروفیسر جان اڈگر نے آیرلینڈ میں اور جان ڈن لوپ نے گلاسگو میں ٹمپرنس سوسائیٹیاں (ممالک برطانیہ میں) قایم کیں۔ اور بعد ازاں ۱۸۳۰ء کو انگلستان کے مشہور شہر بریڈفورڈ میں ٹمپرنس سوسائیٹی قایم ہوئی۔ انگلستان میں مخمر شراب کا استعمال بکثرت تھا جو اکتوبر ۱۸۳۰ء سے "بیر ایکٹ" پاس ہونے کے بعد اور بھی ترقی پر ہوا۔ اس لیے وقت کے مصلحان قوم نے مقطر و مخمر کے جھگڑے کو چھوڑ کر علی الاعلان ہر ایک قسم کی شراب سے اجتناب کرنے کی تعلیم کی۔ اس جدید رائے کے حامی زیادہ تر وہ چھ شخص تھے جنہوں نے یکم ستمبر ۱۸۳۲ء کو

٭ یہ مضمون ٹمپرنس گائیڈ کیلئے انسائیکلوپیڈیا برے ٹانی کا سے ترجمہ کیا گیا ہے۔ (ایڈیٹر)

جوزف لیوزے کے ساتھ ایک ہی وقت میں پلیج پر دستخط کئے تھے پھر حامیان ٹمپرنس کاز کے دو فرقے ہو گئے۔

(۱) وہ جنکا خیال تھا کہ ہمیں اپنے آپکو اسکے استعمال سے بچانا چاہیئے نہ کہ دوسروں کو۔

(۲) وہ جنکی رائے میں چاہے کچھ ہی کیوں نہ ہو قطعی طور پر اجتناب کرنا لازمی ہے۔

اِسکا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ مجلسیں جو اپنے آپ میں یہی سوچ بیٹھی تھیں کہ اعتدال سے پینا مناسب ہے۔ یک قلم معدوم ہو گئیں۔ ہاں! یہ کہنا ناموزون نہ ہو گا کہ سوسائیٹی آف بائیبل کرسچینس نے جو بمقام سالفورڈ ۱۸۰۹ء کو بنی تھی ایک قاعدہ کے رُو سے اپنے ممبروں سے گوشت اور شراب چھڑانے کی ٹھانی تھی۔ اور چونکہ انکی رائے میں ان کے استعمال سے جو کچھ محال سرکار میں داخل ہوتا تھا ناجائز تھا اس لئے وہ ایک کثیر التعداد اشخاص کو اپنا ہمخیال بنانے میں کامیاب ہوئے۔ اس شاخ میں کارک (واقعہ آیرلینڈ) کی ٹوٹل ابسٹی ننس سوسائیٹی کے مشہور ممبر فادر تھی او بالڈ میتھیو کا (جو ۱۸۳۸ء میں پریزیڈنٹ ہوا تھا) ذکر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اسکی انتھک محنتوں کا یہ نتیجہ ہے کہ جب ۱۸۵۶ء میں اُس نے اِس دُنیا کے چھوڑنے کی ٹھہرائی تو اُس وقت اُن اشخاص کی تعداد جنہوں نے اس خدا کے بندے کے ہاتھ سے پلیج لئے تھے چالیس لاکھ تھی۔ بعد ازاں مسٹر بکنگھم ہوس آف کامنز میں ایک مجلس اس غرض سے قایم کرنے میں کامیاب ہوا تاکہ شراب کے متعلق خاص تحقیقات کی جائے۔ چنانچہ اس مجلس کا اجلاس جون ۱۸۳۴ء میں ہوا۔ ٹی ٹوٹل (tee total) کا لفظ جسکے معنی بالکل شراب و مسکرات سے پرہیز کرنیکے ہیں۔ سب سے پہلے ایک جدید تائب شراب رچرڈ ٹرنر نے ستمبر ۱۸۳۳ء میں استعمال کیا تھا۔ مگر یہ امر کہ یہ لفظ اسکی اپنی گھڑنت ہے یا لفظ ٹوٹل سے مشتق ہے۔ ابھی تک فیصلہ نہیں ہوا۔ البتہ اِٹی مالوجیکل ڈکشنری کے مصنف پروفیسر سکیٹ کی رائے میں یہ ایک پُرزور صورت ٹوٹل کی ہے۔ ابتدا میں عقیدت کیش مسیحی پورے ٹی ٹوٹلر (شراب سے بالکل پرہیز کرنے والے) تھے جنکی متفقہ محنتوں۔ کوششوں اور جانفشانیوں کے باعث ٹمپرنس سوسائیٹیاں بنیں۔ ٹمپرنس ایسوسی ایشن قایم ہوئی۔ نشہ ناستک سبھائیں اور مجالس مانع مسکرات بکثرت کھُلیں۔ رسالے نکلے۔ اور سپاہِ طبعی جوش آئے دن کی ناکامیوں اور مخالفتوں کے بھی دن بدن بڑھتا گیا۔

ایک وقت میں عام مزدوری پیشہ اشخاص کی یہ حالت تھی۔ تھوڑی تھوڑی رقم سے چندہ کر کے سچے دوستانہ ارتباط و اتحاد کو قایم کرنیکے لئے خاص سوشیل گیدرنگ بالعموم شرابخانوں میں کرتے جہاں صدہا روپے کی شراب برباد ہو جاتی بڑ ۱۸۳۵ء میں ان لوگوں کی اصلاح کی غرض سے بمقام سلفورڈ ایک سبھا بنام۔ اِن ڈی پن ڈنٹ۔ آرڈر۔ آف۔ ریکابائٹس قایم ہوا اور بعد ازاں اِسی قسم کی دو اور مجلسیں بنیں یعنی سنس آف ٹمپرنس اور سنس آف فونکس ۔۔۔ ان سوسائیٹیوں کے ممبروں میں امراض و اموات کی تعداد دیگر مجالس کے مقابلہ میں نسبتاً کم ہے اور یہ عام طور پر پایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ شراب سے پرہیز کرنے والوں کی عمریں بھی بڑی ہوتی ہیں۔

اور صحت بھی اچھی رہتی ہے۔ چنانچہ یہی بات مختلف بیمہ کمپنیوں کی رپورٹوں سے بھی واضح ہوتی ہے۔ مزید برآں ان بیمہ کمپنیوں کی رپورٹوں سے پایا جاتا ہے کہ جن کمپنیوں کے ہاں شرابیوں کو داخل کیا جاتا ہے انکی اموات بھی نسبتاً زیادہ ہے۔

اس بات سے یہ سوال عام طور پر پیدا ہو گیا کہ آیا مسیحیوں کو عشائے ربّانی میں شراب استعمال کر لی چاہیئے یا نہیں؟ چنانچہ اس انگوری شراب کے متعلق بہت سے رسالے لکھے گئے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ شراب انگوری مخمّر نہیں اسلئے اسکے استعمال میں کوئی زیادہ سختی نہیں پھر اس تجویز کے جملہ پہلوؤں پر غور کرنیکے واسطے سنہ ۱۸۴۲ء میں بمقام لنڈن ورلڈس ٹمپرنس کونونشن ہوئی۔ چنانچہ سکاچ یونائیٹڈ پریسبٹیری ان۔ البسٹی ٹنس سوسائیٹی (جو سنہ ۱۸۴۵ء میں بنی تھی) مسیحی کلیسیاؤں میں سب سے پہلے شراب جمہوری کیونکہ امریکہ اور انگلینڈ میں کوئی ایسا مجمع نہیں جسمیں ایسی مجالس کے اصولوں کا خاص خیال ہو چرچ آف انگلینڈ ٹمپرنس سوسائیٹی میں حقوق ہیں

(۱) وہ جنکے اصول کے مطابق اسقدر پی جائے کہ پینے کے بعد نشہ نہ ہو۔

(۲) وہ جنکے مطابق بالکل اجتناب کیا جائے۔

بعد میں دوسری قسم کی مجلسیں بہت سی ہو گئی ہیں۔ سنہ ۱۸۵۱ء میں جب امریکہ میں لکر لا جاری ہوا تو سنہ ۱۸۵۳ء میں یونائیٹڈ کنگڈم الائینس کی بنا ہوئی جسکی علت غائی یہ تھی کہ شراب کی تجارت کو قانوناً روکا جائے اور اسکی تکمیل کیلئے عام ٹیکس گذاروں کو مقامی امور کے متعلق رائے دینے کا موقع دیا جائے۔ اس تجویز کو یہانتک کامیابی ہوئی کہ سر ولفرڈ لاسن نے ایک مسودہ تجویز کیا جو واپس ہوا مگر اسکی جگہ عام رضامندی سے خاص ریزولیوشن ہوس آف کامنز میں تین دفعہ منظور ہوا۔ جس سے ٹمپرنس کارکی اسقدر اشاعت ہوئی کہ جا بجا ٹمپرنس ہوٹل ٹمپرنس کافی خانے ٹمپرنس ریسٹوران وغیرہ قایم ہو گئے جہاں انگلستان کے عام مزدوری پیشہ بخوشی جمع ہوتے ہیں۔

گڈ ٹمپلر آرڈر پہلے صوبہ جات متحدہ میں قایم ہوا جہاں سے انگلستان میں سنہ ۱۸۶۸ء کو آیا اور برابر ترقی کرتا رہا حبشی کہ حبشیوں کے سوال نے رکاوٹ ڈالدی اور پھر یہ دونوں حصے سنہ ۱۸۸۷ء میں مل گئے۔ گڈ ٹمپلری گویا ٹمپرنسیوں کا ایک خاص مجمع ہے جسکے فری میسنوں کے اصول پر پاس ورڈ وغیرہ ہوتے ہیں۔ اسوقت ان کے ممبر گریٹ برٹن۔ صوبجات متحدہ۔ برٹش کالونی۔ سکینڈینیویا (اور ہندوستان) میں ہیں۔ اب انکی تعداد کروڑوں تک ہے۔ انکا ایک یتیم خانہ بھی دریائے ٹیمز کے کنارے پر بیوری میں واقع ہے۔ اسکے پہلو بہ پہلو یہ خیال بھی ہو رہا ہے کہ شراب کا دوائی کے طور پر استعمال کرنا نہایت ہی مضر ہے۔ چنانچہ ایسے ہزاروں خرابیوں کا موجب خیال کرکے قطعی طور پر اجتناب کرنے کی راہ ہے۔ اور لنڈن ٹمپرنس ہسپتال سنہ ۱۸۷۳ء میں کھولا گیا جسمیں جملہ دوائیاں شراب کی لاگ کے بغیر دی جاتی ہیں۔ پھر یہ خیال ہوا کہ بچوں کو ٹمپرنس رضامندی کی تعلیم دیجائے۔ چنانچہ ڈاکٹر آر بی گونڈراڈ (ساکن منچسٹر) اور مس کارلائل (ساکن ڈبلن) کی خاص کوشش سے بینڈ آف ہوپ کھولے گئے جو اب مختلف عبادتگاہوں کے قریب ملتے ہیں۔ گڈ ٹمپلرز کے متعلق نوجوانوں کی شاخ ہے اسی اصول پر برابر ترقی کر رہا ہے صوبجات متحدہ میں سنہ ۱۸۶۹ء کو ویمنس کرسچن ٹمپرنس یونین ان۔ بنی تھی اسکی شاخ سنہ ۱۸۷۶ء میں گریٹ برٹن کے اندر کھولی گئی اور سنہ ۱۸۸۰ء میں ورلڈس ٹمپرنس یونین ان قایم ہوئی۔

خبطی کا خبط یا مجنوں کا جنوں

گریٹ برٹن کے شیخ الاسلام عبد اللہ کوئلیم صاحب نے ورنرو ٹمپرنس ہال (لورپول)

میں ایک لکچر دیا تھا جسکا خلاصہ ناظرین کی دلچسپی کے لئے یہاں لکھا جاتا ہے:-

یہ عام قاعدہ ہے کہ جب لوگ کسی کو اپنے ڈھب کا نہیں پاتے تو اسکو ہٹنے پر جبر ڈھانے میں کبھی ترغیب و تحکم سے کام لیتے ہیں۔ کبھی گذشتہ زمانے کے کٹّے مسیحیوں کی تقلید پر اس قسم کی عام ضرر رسانی اور تکالیف جسمانی میں ایک دقیقہ بھی نہیں چھوڑتے۔ جو غیر مسیحیوں کے واسطے اختیار کی جاتیں۔ اور جو اس سے بھی کام نہ چلے تو موجودہ زمانہ کے پولیٹکل دنگل کے خم ٹھونک جوانوں کی طرح طعن و تشنیع عمل میں لائے جاتے ہیں۔ اکثر یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ لوگ صدمے سہتے سہتے تکلیف کے خوگر ہو رہتے ہیں اور جو انہیں بھی وقتاً فوقتاً ٹوک جھونک کی جائے تو ضرور راہ پر آجاتے ہیں۔ اس لئے میرے خیال میں اگر شراب کی عادت چھڑانے میں اسی اصول کو برتا جائے تو بات بن جائے۔ باوجودیکہ شروع ہی سے ٹمپرنسی شراب نوشوں کے تیر مطاعن کا نشانہ بن رہے ہیں۔ اور مخالفوں کے طعنہ زنی کے زہر سے بجھے ہوئے خنجر بھی کھاتے ہیں مگر یہ اُن کی تضحیک و تحقیر کو کچھ بھی وقعت نہیں دیتے۔

میرے طالب علمی کے زمانہ میں اکثر مجھے اور میرے ساتھ اَوروں کو بھی جو شراب سے نفرت کرتے تھے تمسخر سے کہا کرتے تھے کہ پلیج دھاوت شرابی کے سوا اَور کسی کو ضروری نہیں۔ البتہ بُزدل اور کمزوروں کو اس بہادروں کی خوراک سے دُور بھاگنا چاہئے۔ اسکے ساتھ ہی وہ نہ پینے والوں کے نام خبطی۔ مجنوں۔ سڑی۔ دیوانہ۔ پاگل۔ مخبوط الحواس اور کیا کیا کچھ رکھتے اور اٹنک رکھے چلے جاتے ہیں۔ پھر میں نے سوچا۔ کیا ان خطابوں کے اَور بھی کوئی لایق ہیں یا صرف ہمیں مطعون خلایق ہیں مگر تھوڑے غور کے بعد معلوم ہو گیا کہ زمانہ نے ہمیشہ نیکوں کے لئے اُنکے مخالفوں کی زبانی یہی خطاب نکلوائے ہیں۔ کلورکسن[1]۔ ولبرفورس[2]۔ جارج سٹیفنس[3]۔ رولنڈہل[4]

---

[1] ٹامس کلورکسن (۱۷۶۰ء سے ۱۸۴۶ء) ایک مستعد آدمی جس نے حبشی غلاموں کی تجارت روکنے میں کوشش کی

[2] ولیم ولبرفورس (۱۷۵۹ء سے ۱۸۳۳ء) انگلستان کے حب الوطنوں میں سے ایک جس نے بردہ فروشی اور غلاموں کی تجارت کو روکا

[3] جارج سٹیفنس (۱۷۸۱ء سے ۱۸۴۸ء) ریل کا موجد۔ سب سے پہلے اس نے ۱۵ ستمبر ۱۸۳۰ء کو لورپول سے مانچسٹر تک ریل جاری کی

[4] رولنڈہل (۱۷۹۵ء سے ۱۸۷۹ء) صیغہ ڈاک کے محصول خطوط میں تخفیف اور دیگر اصلاحیں انہی کی کوشش کا نتیجہ ہیں۔

سے علاوہ اس جلیل القدر الوالعزم خدا کے پاک بندے کی نسبت بھی یہی الفاظ بولے گئے جسکو انگلستان کے خودبین ۔ جہالت مجسم ابتک بھی بہت مکروہ الفاظ سے یاد کرتے ہیں ۔ حالانکہ انیسویں صدی کے مشہور نکتہ رس مسٹر کارلائل نے ایک عجیب انداز سے انہیں ڈنکے کی چوٹ کہدیا کہ جسکو تم کاذب ۔ مکار ۔ چالباز ۔ اور لاف زن کہتے ہو اور اسکے مذہب کو دھوکے کی ٹٹی سمجھتے ہو یہ تمہاری اپنی ہی سمجھ کا قصور ہے ۔

گر نہ بیند بروز شپّرہ چشم   چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

بھلا جس شخص کے کلمہ کو صدیوں سے ۱۸ کروڑ آدمی پڑھتے ہوں یہ کبھی ممکن ہو سکتا ہے کہ اسکی نسبت اس قسم کا خیال کیا جا سکے ۔ یا خدا کی خدائی کا ایک بڑا حصہ اپنا اوڑھنا بچھونا سمجھتا ہو بھان متی کا کھیل کہا جا سکتا ہے ۔ توبہ! توبہ!! ہرگز نہیں ۔ اور جو سچ پوچھو تو میں علی رؤس الاشہاد کہدونگا کہ مجھے اسکی صداقت سے کوئی انکار نہیں اور اسی طرح دوسروں کو بھی یک قلم اپنی رائے بدلنی چاہیئے “ ذرا سوچو تو سہی! کیا ایسا شخص خبطی ہو سکتا ہے جسنے خود بھی مسکرات سے پرہیز کیا ہو اور جو اپنے پیروؤں کو اسکی سخت ممانعت کرے اور کوئی تیرہ سو برس سے زیادہ عرصہ سے وہ اس بات پر برابر تُلے ہوئے ہیں اور ابتک منشیات سے مسکرات سے اور لغو چیزوں سے برابر پرہیز کر رہے ہیں اور کرینگے ۔

بھلا شراب سے پرہیز کرنے والے وہمی ۔ خبطی یا شیخ چلی کے بھائی ہیں ۔ تمہیں کہو یہ مناسب ہے کہ ہمکو من حیث القوم منشی اشیا کی تجارت اپنے ملک میں رائج رکھنی چاہیئے ؟ کیا شراب اور دیگر منشیات اپنے بُرے نتائج میں اُن بدعتوں سے کم ہیں جنکے دفعیہ کیواسطے کلارکسن اور ولبرفورس نے کمریں باندھی تھیں ۔ شراب کی غلامی غلاموں کی تجارت سے بدرجہا بدتر ہے کیونکہ حبشی کو تو جبراً غلام بنایا جاتا ہے اور پینے والے خود غلام بنتے ہیں ۔ مانا اسکی عادت جلدی نہیں چھوٹتی مگر یہ بنی نوع انسان کی رسوائی ۔ بے حرمتی اور ہتک کے علاوہ اشرف المخلوقات کو حیوانات سے بدتر بنا دیتی ہے ۔ یہ پہلے گاہے ماہے تھوڑی تھوڑی پینے سے شروع ہوتی ہے پھر اتفاقاً روزانہ کی نوبت آتی ہے ۔ رفتہ رفتہ ایک سے دو اور دو سے چار اور چار پیگ سے بوتل استعمال ہونے لگتی ہے اور ممکن ہے کہ اس سے اور بھی بُرے آثار پیدا ہوں ۔ ان کے لئے یہ عادت گویا ناممکنات سے ہے ۔ مزا یہ ہے ۔ جب انہیں پلیج پر دستخط کرنے کو کہتے ہیں تو بڑے نعرے کہتے ہیں کہ یہ کونسی انسانیت ہے کہ ہم اپنے آپکو مفت کی قید میں جکڑیں اور آزادی کو کھوئیں ۔ اگر ہم خودغرضی کو وتیرہ بنائیں تو سخت مصیبت کا شکار ہونگے ۔ شراب پینے والے نہیں جانتے کہ اسکا پہلا گھونٹ حظ روح ہے اور دوسرا سوہان روح ۔ انہیں اسکی علامت پہلے خوشکن معلوم ہوتی ہے مگر بعد میں وہ خوشی عالم خیال میں بھی نہیں ملتی ۔ اسکی راحت ایسی کراہت سے بدلتی ہے جس سے ہزاروں قسم کی مصیبتیں پیدا ہوتی ہیں ۔ ستم تو یہ ہے ۔ کہ

جام شراب میں خطرہ اور شراب کے پینے میں موت ہوتی ہے۔ ہمارے فرایض سیدھے سادے ہیں۔ ہمیں اسکے ہولناک نتیجے مدّنظر رکھ کر اس سے دُور بھاگنا چاہیے۔ ہمارے ملک پر شرابخوری کا مکروہ دھبّا صدیوں سے چلا آتا ہے۔ اسی لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مہم عظیم کی فتح کے لئے تیّار ہونیکے واسطے پہلے ہم خود منشیات سے پرہیز کر کے ایک نمونہ بنیں اور پھر اوروں کے لئے ایک عمدہ نظیر قایم کریں۔ اِسلیئے دُنیا کے مطاعن و تحقیر کے لئے رفادمروں کی طرح سینہ سپر ہو کر اس مہیب دشمن کا سر کچلنے کیلئے تیّار ہو جاؤ۔

بہر کارے کہ ہمت بستہ گردد		اگر خارے بود گلدستہ گردد ———— (میر)

فانوسِ خیال

۲
خمیر

جس طرح دوسرے ملکوں میں کیمیائی ترکیب اور بیدک تجربات سے خمیر بنانے کا کوئی خاص طریق ثابت نہیں ہوتا اُسی طرح ہمارے بھارت ورش میں بھی کشید شراب کا کوئی معیّنہ اصول نہ تھا۔ اسمیں کچھ شک نہیں کہ شہروں کے باشندے مہذّب ہونے کی وجہ سے اس بلائے مبرم کے اتنے وارفتہ نہ تھے جتنے کہ وہ دیہاتی اُجڈ جو اپنی ضروریات کے مطابق کچھ سیدھی اُلٹی ترکیب کو عمل میں لاکے اپنا کام نکالتے تھے۔ اگرچہ اُن کے خمیر بنانے کی ترکیب کا کہیں سے بھی کچھ پتہ نہیں چلتا۔ مگر دیسی شراب کی ساخت کے متعلق پنجاب کے اس گمنام شاعر نے (جسکے شاگرد کے شاگرد وارث شاہ کی ہیر بہ شاعری۔ فصاحت۔ بلاغت اور انشا کے لحاظ سے یہاں اعلیٰ درجہ کی کتاب مانی گئی ہے) کسی قدیم زمانہ کے چودھری گنگو نامی کی ایک وارؔ میں اپنے ہیرو کی سیہ مستی کے حالات میں جو کچھ لکھا ہے دلچسپی سے خالی نہ سمجھ کے ہم اپنے لفظوں میں یہاں لکھتے ہیں:۔

"گنگو ایسا جیدار بہادر تھا کہ خانہ ساز شراب کے خُم کے خُم چڑھا جاتا۔ شراب بنانے میں اُسے کسی قسم کی دقّت نہ ہوتی تھی۔ کیونکہ اسکی اپنی زمین میں گنے کی خاصی کاشت ہوتی تھی جو اُسے قند سیاہ (گڑ)

---

(۱) وار پنجاب میں اس تعریف کو کہتے ہیں جسمیں رہانوں جیسے فقیر یا ملّا نے اپنے ہاں کے چودھریں۔ سرداروں اور رئیسوں کے ذاتی اور خاندانی محاسن کو خوب غلو کے ساتھ بیان کیا کرتے تھے۔

شکر کھانڈ کے علاوہ چار سو من گڑ شراب کیواسطے بھی بہم پہنچاتی ۔ شراب کے خمیر بنانے میں وہ دو حصے پانی اور ایک حصہ گڑ مٹکوں میں ڈال کر خوب آمیزش کرنیکے بعد ایک تاریک کوٹھڑی میں بند در رہنا جہاں خود بخود کیڑے پڑ کر جب مر جاتے تو گلاب اور کیوڑے کی طرح عرق کھینچا جاتا اور گھڑوں میں بھر کے کبھی گیہوں کے اور کبھی چنوں کے کوٹھے کے اندر اور کبھی زمین میں دبا کر رکھتا ۔ اور جب اس پر دو دو تین مہینے گذر جاتے تو بھرے جلسے میں آپ بھی پیتا اوروں کو بھی پلواتا مگر باوجود سب میں زیادہ پینے کے وہ کبھی بدمست معلوم نہ ہوتا ۔"

اس وار کے بنانے والے نے اپنی سیدھے سادے پنجابی لفظوں میں جس قدر واقعات کو بلا تصنع بیان کیا ہے اگرچہ فرضی اور گھڑنت ہیں مگر مختلف واقعات کو پہلو بہ پہلو رکھ کے فلسفہ تاریخیہ کے اصول پر جو نتائج استدلالاً پائے جاتے ہیں صاف کہتے ہیں کہ شراب نکالنے کا یہ طریق ہندوستان میں نہ صرف اس بھاری محاربہ کے بعد ہوا ہے جس نے آریہ ورت کو رزم بزم کا نقشہ بنا کے پرتھوی راج کے سنگھاسن پر شہاب الدین غوری کے غلاموں کو متمکن کر دیا ۔ اور نہ اسوقت سے جبکہ کاتک کی دوادشی کو دیوتاؤں نے جمع ہو کر بیش بہا کار آمد چیزوں کے حاصل کرنے کیواسطے سمندر کو بلونا شروع کیا تھا اور اگر قدرتِ کاملہ حضرت باری تعالیٰ کچھوے کی شکل میں نمایاں نہ ہوتی تو سارا کھیل بگڑ جاتا[2] ۔ بلکہ ایک ایسے غیر معیّن وقت سے ہے جب چپّے چپّے پر گھرانوں کے گھرانے آباد تھے اور سن رسیدہ کوزہ پشتوں کو ایسے سیاہ و سپید پر اختیار تھا جسکا اثر روئے زمین کی موجودہ نسلوں میں اب بھی پایا جاتا ہے یا ایسے وقت سے جبکہ بھارت نواسیوں کو اپنے گرد و پیش کی چیزوں کی مصروفیتوں اور صحیفۂ قدرت کے مطالعہ سے ثابت ہو گیا تھا کہ اس محنت سرا میں کسی چیز کا عدم وجود بے سبب نہیں اور ہر ایک سبب میں حکمت اور تدبّر کا مخفی راز ہے ۔

برگِ درختانِ سبز در نظرِ ہوشیار   ہر ورقے صنعتے ست معرفتِ کردگار

چونکہ اس طریق خمیر میں کسی قدر زیادہ عرصہ لگتا تھا اطبّائے یونان نے ادھر توجّہ کی اور کسی قدر غور کرنے

[2] بعض مؤرخوں کے خیال میں سمندر سے چودہ چیزیں نکلی تھیں ۔ لچھمی[1] (آرام و آسائش کی دیوی) اُس تب منی[2] (قیمتی موتی) پاری جاتک[3] برچھ (عجیب الخلقت درخت جسکے پھول پتے کبھی نہ مرجھاتے اور جو پھل چاہتے دیتا) سرا[4] (شراب معرفت) دھن ونتر بید[5] (ایک طبیب جسکے ایک ہاتھ میں جونک اور دوسرے میں ہلیلہ تھا ۔ اور جسکے علاج سے کل داخلی اور خارجی بیماریاں معدوم ہوتی تھیں) چندرماں[6] ۔ کام دھن[7] (عجیب الخلقت گائے) ۔ ایراپت[8] (چار دانت والا سفید ہاتھی) ۔ سنکھ[9] ۔ بکھ[10] (زہر قاتل) امرت[11] (آب حیات) رن بہا[12] (خوبصورت عورت) اسو[13] (سات رنگ کا گھوڑا) سارنگ دہنک[14] (کمان جو اپنے کماندار کے خیال کے مطابق تیر کو نشانہ پر سے ہٹائے) زیادہ تفصیل کے لئے کورم اوتار کتھا دیکھو ۔ (ایڈیٹر)

بعد یہ ایزادی کی کہ مٹکوں کو گڑ اور پانی سے بھرنے کے بعد جب بند کوٹھریوں میں رکھنا ہو تو آگ جلا کے اُن کی حرارت اور بھی تیز کردی جایا کرے ۔ اسمیں گونہ کامیابی ہُوئی اور شاہانِ اسلام کے دَور سے سینکڑوں برس پہلے عرب ۔ ایران ۔ یونان ۔ مصر ۔ رومتہ الکبرےٰ اور ہندوستان میں خانگی طور پر شراب نکلوانے والے یہی طریق برتتے رہے ۔ گورنمنٹ انگریزی کے زمانہ میں جب سرکاری طور پر آبکاری کو ایک خاص آمدنی کا صیغہ سمجھا گیا تو سب سے پہلے ایک قسم کے لائسنس نکلے (جو صوبہ پنجاب کے بنگال پریزیڈنسی میں ملحق ہونیکے باعث بنگال لائسنس کہلاتے تھے) جنکے رُو سے صرف پچیس روپے سرکاری خزانہ میں داخل کرکے سال بھر تک مزے سے شراب نکالا کرتے تھے ۔

امرتسر میں سب سے پہلے اس طرح کشید کرنے والوں میں ایک چندن لعل تھا جس نے اپنے کام کو فروغ دینے اور شراب کی کشید کیلئے کوہستان کانگڑہ سے خاص آدمی منگوائے تھے ۔ ان کے خمیر اُٹھانے کا وہی طریق تھا ۔ جسکا اوپر ذکر ہُوا ۔ مگر جب لگے آئے دن مٹکوں پہ مٹکے ٹوٹنے تو یہ ترکیب کی " کوٹھری کے اندر زمین میں ایک کثیر التعداد مٹکے دبا کے اُن کی تقسیم اس طرح کی کہ دس دس مٹکے ہر روز پندرہ دن تک بھر دیئے جائیں اور دور مسلسل میں کشید ہو ۔ اس طرح سے جو دس مٹکے آج خالی کرکے بھر دیئے جائیں پھر اُن کی دو ہفتہ کے بعد باری آئے " ۔ اسکے تیسرے سال امرتسری شراب کشید کرنیوالوں نے یہ سوچی کہ گُڑ سے زیادہ لاگت آتی ہے اگر شیرہ بھی برتا جائے تو غالباً فائدہ ہو اور امتحاناً یہ تجویز ہوئی ۔ تین دن تک (۱) گُڑ کا (۲) خالص شیرے کا (۳) نصف گُڑ نصف شیرے کا (۴) ۳ حصے گُڑ ایک حصہ شیرے کا (۵) ایک حصہ گُڑ اور تین حصہ شیرے کا خمیر اُٹھا کے شراب نکلوائی جائے ۔ چنانچہ ان میں سے صرف تیسرے اور چوتھے طریق کو ایسی کامیابی ہُوئی کہ پنجاب بھر میں رواج پا گئے ۔

جب اُدھر سے فراغت ہُوئی تو یہ خیال ہُوا کہ خمیر اُٹھانے میں پندرہ دن کا انتظار کرنا بڑا بھاری انتظار ہے ۔ ہو نہ ہو کوئی ایسی ترکیب ہو جس سے تھوڑے ہی دنوں میں کام بنجائے ۔ ڈاکٹر محمد اکبر میڈیکل سکول لاہور کے سند یافتہ سے (انکے داروغہ آبکاری مقرر ہونے پر) جو کشید کاروں نے یہ بات کہی تو اُنہوں نے اپنے کالج کے ایک پروفیسر سے دریافت کرنے کے بعد ایک نیا طریق بتلایا ۔ یعنی خمیر بناتے وقت لاہن (کشید کردہ شیرا یا گڑ جسے فضلہ یا [illegible] کہتے ہیں) ڈالی جائے تو خمیر جلدی ہوگا ۔ اس میں نہ صرف کامیابی ہُوئی بلکہ شراب بھی نسبتاً زیادہ نکلنے لگی اور سارے پنجاب میں جاری ہو گئی ۔ اکثر کیکر کے درخت کی چھال بھی بحساب چار سیر فی من کے حساب سے ڈالی جاتی تھی ۔ ہاں سرکاری بھٹیاں بند ہونے پر ڈایر صاحب نے اپنی ڈسٹلری (شرابخانہ) میں بیر کا خمیر اور نوشادر استعمال کرنا شروع کیا ہے ۔ جس سے دوسرے ہی دن خمیر اُٹھ جاتا ہے اور تیسرے دن شربت کشید کاری کے قابل ہو جاتا ہے ۔

ابو القاسم

مسکرات کا استعمال فطرت عقل مذہب اور اصول کے برخلاف ہے

پنجاب کے اُن باکمالوں میں جنہوں نے اپنے قلم کے زور سے خاصہ نام پایا ہے ایک ہمارے امرتسر ڈسٹرکٹ کورٹ کے کلارک منشی عطا محمد صاحب عطا بھی ہیں۔ آپکو تین دفعہ خاص خلعت اور انعام کے باعث وہ امتیاز حاصل ہوچکا ہے جو ابتک نہ کسی ناثر کو نصیب ہوا ہے نہ ناظم کو۔

(۱) فارسی کے اس خاص صنعتی قصیدہ کے باعث جو گورنمنٹ کے مہمان امیر شیر علی خان۔ والی کابل کی خدمت میں بمقام امرتسر پیش کیا

(۲) نظام قومی وہ رسالہ جسمیں مسئلہ حقوق زمینداران پر خاص بحث کی اور جسکے مضامین پر گورنمنٹ نے خاص غور کی (اور اسی وجہ سے مسودہ انتقال اراضی کے موقعہ پر آپ سے خاص رائے طلب کی گئی تھی)

(۳) انعامی مضمون مجوزہ آنریبل سر سید احمد خاں مرحوم دربارۂ تعلیم اہل اسلام۔

منشی صاحب نے ٹمپرلنس گائیڈ کی ضرورت محسوس کرکے اسکی اشاعت پر نہ صرف خوشنودی ظاہر کی بلکہ ایک قابل قدر مضمون معہ ایک پیش بہا رائے کے عنایت کیا ہے۔ رائے کے پہلے حصہ میں چونکہ آپنے "نعمت غیر مترقبہ" وغیرہ الفاظ لکھے ہیں اُن کو چھوڑ کے باقی حصہ کو اقتباساً درج کرتے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں: "ایسے ملک میں جہاں مسکرات کا استعمال روز افزوں ترقی کر رہا ہے اسکی نہایت ہی ضرورت ہے۔ اسکی اشاعت اس کثرت سے ہونی چاہیئے کہ کوئی گھر۔ کالج۔ مدرسہ۔ لائبریری اس کے بغیر نہیں رہنا چاہیئے۔ اسکے اغراض صرف مسکرات پر ہی محدود نہیں ہونے چاہیئیں بلکہ ہر ایک بے اعتدالی کے دفعیہ پر اسکے مضامین نہایت غور و فکر کے بعد درج ہونے چاہیئیں۔ امید ہے جب یہ رسالہ ذرا نشوونما پائیگا اور اپنی عزت قایم کریگا تو بہت سے ذی علم اصحاب اسمیں اپنے مضامین لکھنا اپنے فخر و عزت کا باعث سمجھیں گے۔" اسکے متعلق ہم صرف اتنا عرض کئے دیتے ہیں کہ اشاعت میں اپنی طرف سے حتی الوسع کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا جائیگا اور سردست مقتضائے وقت کے باعث ہم اغراض کو محدود کرنے میں مجبور ہیں البتہ اگر کثرت رائے نے یہی فیصلہ دیدیا تو فوراً تعمیل ہوگی مگر اس صورت میں جن باتوں کو مدنظر رکھا گیا ہے ہمیں ڈر لگتا ہے پوری نہ ہونگی۔ آپکے آخری الفاظ کی نسبت صرف اسی قدر عرض کر دینا کافی ہے کہ جب آپ جیسے اہل قلم اسکے حال پر عنایت کرینگے تو کوئی وجہ نہیں یہ ملک کے حق میں ابر رحمت نہ ہو۔ بلکہ (بالقول میر سلمہ القدیر) پر نکل آئیں گے اور دیکھنا پرواز کیا۔ الہٰی چند کلمات کے بعد ہم آپکے اصلی

کو کسی قدر اختصار کے ساتھ درج کرتے ہیں جنہیں آپنے فطرتاً - عقلاً - مذہباً اور اصولاً مسکرات کے استعمال کو ناجائز اور ناواجب ثابت کیا ہے :-

سوائے انسان کے خداوند تعالیٰ کی جتنی مخلوق ہے فطرت نے اسکی تمام حوائج ضروری ساتھ ساتھ پیدا کی ہیں یا ان کے حصول کے واسطے انکو کوئی تکلیف و زحمت اُٹھانی نہیں پڑتی - حیوانوں میں اُنکے سردی اور گرمی سے بچنے کے سامان خود ان کے بدن پر موجود ہیں - دشمنوں سے بچنے کیلئے جن اسلحہ کی انکو ضرورت تھی فطرت نے اُنکے ساتھ پیدا کئے ہیں - انکی غذا خودرو جنگلوں میں بکثرت پائی جاتی ہے - نہ انکو جولاہے کا فن سیکھنا پڑتا ہے نہ حدادی اور موچی گری کی ضرورت ہے - بلکہ وہ سارے سامان خود بخود قدرت نے ان کو مہیا کر دیئے ہیں - لیکن انسان کا ایسا حال نہیں ہے - فطرت نے اسکو ننگا مادر زاد پیدا کرکے دنیا میں چھوڑ دیا ہے اور ایک جوہر عقلی عطا کرکے اسکو کہدیا ہے کہ خواہ تم اس جوہر عقل سے دنیا اور دین کے تمام کمالات حاصل کرو اسی سے سردی اور گرمی اور برسات میں اپنے آپکو محفوظ رکھنے کیواسطے سرمائی گرمائی پوشاک اور مکانات تیار کرو - طرح طرح کی غذائیں اُگاکر اپنے کام و دہان کو شیریں کرو - خواہ اس سے کچھ کام نہ لو - سردی گرمی میں ننگے اور بھوکے پیاسے رہکر جان دیدو - یہ ایسا جوہر شریف ہے جس نے انسان کو اس ترقی کے درجہ پر پہنچایا ہے کہ اور کسی

[illegible]



[illegible]

مخلوق میں اسکا شمہ تک بھی نظر نہیں آتا۔ اسی نے فطرت کے راز سربستہ کی مُہر کو توڑ کر کچھ کچھ اس مدفون خزانہ میں سے حاصل کر کے دُنیا کو اس آب و تاب پر پہنچایا ہے۔ صرف یہی ایک جوہر شریف ہے جس نے انسان کو اشرف المخلوقات کا خطاب دلوایا۔ صرف اسی سے انسان حیوانوں سے ممیز ہو کر ان کا بادشاہ بنا۔ پس جو چیز اس جوہر شریف کے زایل کرنے یا کم کرنے میں ممد ہوگی وہ بیشک قانون فطرت کے رُو سے نہایت قبیح ہوگی۔ بلکہ یُوں کہو کہ انسانوں کے ساتھ جن میں یہ جوہر شریف ودیعت ہے کیسے بیجا ہوگی۔

میرے خیال میں بانیان مذاہب نے جو مسکرات کے حرام کرنے میں یہ جدوجہد کی ہے یہ صرف قانون فطرت کے مدرسہ کی تعلیم تھی۔

مسکرات کے استعمال سے صرف یہی نقصان نہیں ہے کہ انسان اشرف المخلوق کے درجہ سے گر جاتا ہے بلکہ جملہ خلقی قوائے میں بھی اس سے کمال درجہ کا ضعف آجاتا ہے اور بتدریج دُنیا کو بے نیل مرام قبل از وقت چھوڑ دیتا ہے۔ مجھکو اسکی بہت سی چشمدید مثالیں معلوم ہیں کہ جن اصحاب نے جوانی کی ترنگ میں آکر اسکا استعمال شروع کیا۔ چند ہی دنوں میں عین عالم شباب میں دُنیا سے چل بسے۔ اور اوّل تو وہ قابل اولاد پیدا کرنے کے ہی نہیں رہے تھے اور اگر کسی کے اولاد تھی تو وہ بیچارے یتیم کس مپرسی کی حالت میں بلا پدر رہ کر نہایت ذلیل حالت میں بسر کرتے ہیں۔

عقل اور مسکرات کا استعمال کبھی یکجا نہیں ہو سکتا۔ بعض لوگ کہیں گے کہ کیا وجہ ہے کہ یورپ سے عقلمند براعظم کے لوگ کیوں اسکا استعمال کرتے ہیں۔ یہ سچ ہے لیکن اسکے استعمال کرنے والے عقلمند نہیں ہوتے بلکہ وہ جاہل ہیں۔ وہاں کے عقلمندوں نے مسکرات کی پھیل پڑنے والی بُرائیوں اور قباحتوں کو جب مشاہدہ کیا تو جابجا اسکے دفعیہ کے واسطے انسوسائٹیاں قایم کیں اور بڑے زور شور سے مسکرات کے استعمال کی مخالفت کر رہے ہیں

مجھکو دیگر مذاہب کے تفصیلی احکام دربارہ وعید استعمال مسکرات تو معلوم نہیں لیکن اسلام میں اس کی مخالفت بڑی شدومد سے کی گئی ہے۔ یہاں تک کہ اسکی خرید و فروخت حرام کی گئی ہے۔ جو شخص اسکی ساخت میں کسی طرح بھی خواہ تھوڑا یا بہت شریک ہو اسکے لئے وعید جہنم موجود ہے۔ بعض حکمانے باعتدال اسکے استعمال کو جایز رکھا ہے لیکن یہ بھی غلطی ہے کیونکہ کسی شئے کو استعمال کر کے اعتدال رکھنا سخت مشکل ہے بہ نسبت اسکے کہ قطعاً اسکو ممنوع قرار دیا جائے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ جب شراب کا استعمال اعتدال سے بھی کیا جائیگا تو پھر پینے والا اس حد سے متجاوز نہ ہوگا۔ بلکہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ جب کسی ڈاکٹر نے کسی مریض کو تھوڑی شراب پینے کیلئے اجازت دی تو اس سے اعتدال نبھ نہ سکا۔ اور آخر کار کثرت شراب خوری سے وہ اس مرض سے سخت مرض میں گرفتار ہو کر راہی عدم ہُوا جسکے دفعیہ کیلئے اس نے شراب کا استعمال شروع کیا تھا۔

بانی اسلام نے ایک قطرہ تک کو بھی حرام کیا ہے۔ اگر شراب کا ایک قطرہ کسی برتن میں پڑ جائے تو وہ پانی اور برتن دونوں نجس ہو جاتے ہیں۔ کپڑے پر اگر اسکا ایک قطرہ گر جائے تو وہ بھی نجس ہو جاتا ہے اور بغیر دھونے کے پاک نہیں ہو سکتا۔ یہ سب اہتمام اسی واسطے تھے کہ انسان کبھی اسکے پاس نہ بھٹکے۔ پس جب فطرتاً اور مذہباً اسکا پینا ایسا برا ہے تو جو لوگ اسکے استعمال کی جسارت کرتے ہیں سوا اسکے انکو کیا کہا جائے کہ فطرت نے جوہر عقل ان میں ودیعت نہیں رکھا۔

مجھکو یاد ہے کہ ابتداءِ انگریزی عملداری میں اسکا استعمال نہایت محدود تھا اور ایک روپیہ کو نو بوتل ملا کرتی تھیں۔ اسوقت کوئی بھلا مانس باوجود اسقدر ارزاں ہونیکے استعمال نہیں کرتا تھا صرف چوہڑے اسکا استعمال کیا کرتے تھے۔ لیکن جیوں جیوں انگریزی عملداری کی بدولت آزادی بڑھتی گئی اور جیوں جیوں مہنگی ہوتی گئی تیوں تیوں اسکا استعمال شریفوں اور پڑھے لکھوں میں بھی جاری ہُوا اور تب سے ہندوستان میں ایک بلائے عظیم کا تسلط ہُوا۔ اسکے انسداد کیلئے صرف محصول کا بڑھا دینا ہی کافی ثابت نہیں ہُوا۔ گو اس سے ایک گونہ آزادی میں خلل آئیگا۔ لیکن شراب کا استعمال قانوناً بند ہونا چاہیئے۔ کیونکہ پہلی سلطنتوں میں جب اسکا استعمال قانوناً بند تھا تو لوگ اسکے کبھی شائق نہیں ہوئے۔ بیشک اس سے تجارت کو بڑا صدمہ پہنچیگا۔ لیکن کیا لوگ کسی اور کاروبار کے قابل نہیں رہے کہ شراب کی تجارت پر ہی ان کی بسر اوقات ہو سکتی ہے؟ افسوس ہے کہ ہمارے ملک میں ابھی تک رجسٹر اموات کے اندراج کا پورا پورا اہتمام نہیں ہے ورنہ معلوم ہو جاتا کہ اس شراب خانہ خراب سے فیصدی کس قدر اموات وقوع میں آتی ہیں۔ شاید یورپ میں اموات کی رجسٹری کا خاصہ اہتمام ہے۔ میں نے چند روز ہوئے کسی رسالہ میں دیکھا تھا کہ وہاں فیصدی ساٹھ موتیں شراب کے ذریعہ سے ہوتی ہیں۔ جب یہ حالت ہے تو کیا گورنمنٹ کا فرض نہیں ہے کہ شراب کا استعمال قانوناً بند کرے۔

بیشک طاعون جھٹ پٹ اپنا عمل کر کے جان سے کھو دیتی ہے۔ لیکن شراب کا استعمال بھی وہی کام کرتا ہے مگر بتدریج۔ فرق صرف یہ ہے کہ طاعون فوری موت ہے اور شراب کا استعمال انسانوں کو دیر میں مار ڈالتا ہے۔ مار ڈالنے میں دونوں مساوی ہیں۔ ایک سریع العمل دوسرا بطی العمل۔ پس ایسی مکروہ چیز سے جو ایک طرح ملک الموت کی نائب ہے اشد پرہیز کرنا چاہیئے۔ لوگوں کو اپنے بال بچوں اور اپنی جوانی پر رحم کرنا چاہیئے۔ وہ اس مردار کو ہاتھ تک نہ لگائیں۔ بلکہ یہ اہتمام کریں کہ شرابیوں کے ساتھ ملنا جلنا رشتہ ناطہ۔ دوستی۔ مدارات یک قلم قطع کر دیں۔ اپنی اولاد کے اخلاق پر ہر وقت نظر رکھیں۔ وہ کبھی بھولے سے بھی شرابی کے ساتھ نہ ملنے پائیں +

جلوۂ برق

امرتسر ٹمپرنس سوسائیٹی کے بانیوں میں ایک منشی محمد سردار خاں برق بھی تھے جنہوں نے ۱۹۲۶ء کو عین عالم جوانی میں بعارضۂ سل انتقال کیا۔ آپ ہندو ہائی سکول امرتسر کے معلّم تھے۔ حکیم رحیم بخش صاحب صاعق سے تلمذ تھا۔ طبیعت اچھی پائی تھی۔ صنایع لفظی۔ جدت۔ مشکل پسندی میں آپ کو خاص مہارت تھی۔ اردو کے علاوہ فارسی اور پنجابی میں بھی آپکا کلام موجود ہے۔ بلحاظ اُن خدمات کے جو آپنے ٹمپرنس سوسائٹی کے لئے کی تھیں سوسائیٹی نے ایک ماتمی جلسہ کیا تھا جس میں مرحوم سے پوری ہمدردی ظاہر کی گئی تھی۔ آپکے شاگردوں میں صبا۔ مہر۔ تنویر۔ لمع۔ اسد۔ عزیز اور خورسند وغیرہ تھے۔ مگر سب سے بڑھ کر منشی غلام قادر صاحب فرخ نے ٹمپرنسی مضامین میں شہرت پائی ہے۔ آپ کی یاد تازہ کرنے کی غرض سے آپ کی نظم شایع کی جاتی ہے:۔

ہیں کہاں مثل ہوا عیش اُڑانے والے
آبرو خاک تجاہل میں ملانے والے

تیرہ بختی کے سبب شور مچانے والے
آگ۔ بارود کے تودے کو لگانے والے

آئیں تو سامنے بےسرگرمی سے ہم سرد کریں
صندل عقل سے سب محو تپ و درد کریں

متقی نام کو ہم۔ تم میں حذر کس کو ہے؟
راہ در پیش ہے۔ آہنگ سفر کس کو ہے؟

یونہی ہیں خوف زدہ اصل میں ڈر کس کو ہے؟
مبتدا ہو کے بھی پھر ربط خبر کس کو ہے؟

فعل ناقص ہے یہ ترکیب نہ بگڑے کیونکر
منتشر طبع ہے۔ ترتیب نہ بگڑے کیونکر۔

ساودھ کہلاتے تھے جو۔ چور ہوئے جاتے ہیں
آنکھیں موجود ہیں۔ پر کور ہوئے جاتے ہیں۔

جو قوی دست تھے۔ کمزور ہوئے جاتے ہیں
صورت فیل تھے جو۔ مور ہوئے جاتے ہیں۔

آبرو پانے میں کچھہ ساعی نہیں سُستی سے
ہاتھ دھو بیٹھے ہیں افسوس سبھی ہستی سے۔

گلشن ہند کو اس وقت خزاں بھائی ہے
جسجگہ پھول تھے خاشاک کی بن آئی ہے۔

ہوش والا بھی ہر اک صورت سودائی ہے
عقل و دانائی کے سورج پہ گھٹا چھائی ہے۔

نور تو غیب ہُوا۔ اب ہے ظہور ظلمت
تیرہ بختی نے عجب طرح سے پکڑی کثرت

تیز رفتار ہیں سب۔ نقش قدم کی صورت
بن گئے مثل کہاں جو تھے علم کی صورت

جو کہ تھے شہد و شکر۔ بن گئے سم کی صورت
اہل تقریر تو چپ صورت تصویر ہوئے
بڑھ گئے بوڑھوں سے۔ اسوقت جواں جتنے تھے
ہو گئے بند کنوئیں۔ بحر رواں جتنے تھے
گم ترقی ہے۔ تنزل ہی نظر آتا ہے
شادماں جو تھے۔ الم ناک ہوئے ہیں ابتو
سرو جو سبز تھے۔ خاشاک ہوئے ہیں ابتو
علم خواہاں ہے جہالت کی عملداری کا
کافریں! اسمجھا!! یہ کیوں حال ہوا ہے ایسا
اُن کی آمد سے اُٹھاتی ہے خلایق ایذا
لے روپیہ نگر رکھتے ہیں کوڑی تک کی
مختلف رنگ ہیں۔ اک سُرخ بدن والا ہے
بے لساط عقل کو ہر ایک نے کر ڈالا ہے
جیت لیں۔ جان کھلاری کی۔ نہ چھوڑیں ہرگز
یار رہ مار نشے بھنگ و شٹے و افیموں ہیں
قاطع زلیت کہو۔ خشک جو کرتے خوں ہیں
اسکی سرداری مسلسل میں بیاں کرتا ہوں
وضع ہے واضع کامل نے کیا لفظ شراب
معنی تقدیم سے۔ تاخیر سے ہو جائیں خراب
شر کے معنی ہیں بدی خوب سمجھ لیجے گا
نوش کرتا ہے اسے جو کہ۔ وہ کیا کرتا ہے
سامنے شیر کے ہو جانے کا دم بھرتا ہے
اسکا انجام ہے ہمرنگ حباب دریا
استخواں مثل ہما کھاتی ہے بادہ خواری
راہ اموات میں لیجاتی ہے بادہ خواری

اب موجود ہے ہستی میں عدم کی صورت
رنج و حسرت کی سپر صاحب شمشیر ہوئے
فوج سستی نے لئے چھین نشاں جتنے تھے
مل گئے خاک میں دولت کے مکاں جتنے تھے
مثل ذرات کے خورشید ہوا جاتا ہے
آتش تیز جو تھے۔ خاک ہوئے ہیں ابتو۔
دامن آلودہ سبھی۔ پاک ہوئے ہیں ابتو۔
جوش ہے عہد سفیدی میں سیہ کاری کا
ہند میں تین غنیموں کا ہے دھاوا رہتا
لوٹ اور دھاڑوں کا اب چار طرف ہے چرچا
بلکہ کم ظرف نہیں چھوڑتے آدھی دمڑی
دوسرا سبز قدم۔ تیسرا منہ کالا ہے۔
ایسے شاطر ہیں عجب تینوں کا اک چالا ہے۔
باوفا یار ہیں۔ یارانہ نہ توڑیں ہرگز
تینوں قزاق یہ ایماں کیلئے ملعوں ہیں
اِن میں سردار ہے مے اور یہ دو نو دل ہیں
اسکے اوصاف نہفتہ کو عیاں کرتا ہوں
کر کے دو حصے پڑھو۔ ہے یہ مرکب شر۔ آب
آب شر عام میں کہنا ہے اِسے خاص ثواب
پالی التسلیم برائیوں کا اِسے کیجے گا :
میں نے یہ مانا کہ مرنے سے نہیں ڈرتا ہے۔
پوچھ لو اس سے جس انساں نے اسے برتا ہے۔
نکلے جسوقت ہوا پھولنا سب آب ہوا
آگ سی خوں میں بھڑکاتی ہے بادہ خواری
منزل گور پہ پہنچاتی ہے بادہ خواری

نوہلم

یہ طبیبوں نے ہے انجام نکالا اس کا — دور دانائی سے دانا نوں نے ٹالا اسکا

اور بھی نشے ہیں گو دیتے بہت ہیں نقصان — وہ تو ہیں وحشت کی مانند یہ مثل بستان

وہ رعایا کی طرح اور یہ بشکل سلطان۔ — گر یہ دلگو گل ہیں وہ اور یہ شیر غزان

اس طراوت پہ بھی اور شان و شجاعت پر بھی — اسکے مشتاق کو ہیں لعنتیں حاصل ہوتیں

دل ہے خرمن کی طرح برق کی مانند شراب — تشنہ کاموں کے لئے خاص ہے دریائے سراب

شکل دیوار طبیعت ہے وہ مثل سیلاب — محو کر دیجئے سبھی اسکے خیالات ہیں خواب

چونکئے نیند سے بیداری ہمیں لازم ہے — غفلتیں چھوڑئیے ہشیاری ہمیں لازم ہے

دشمن جان ستاں ہے بوتل
عما تگر گردشاں ہے بوتل
ہلکا ہو پر ایک کی نظر میں
کر دیتی ہے ناتواں بوتل
پیتا ہے جو کہ بے جس ہو
وہ فصیح ہے کہ بے زباں ہے بوتل
محفل کا بگاڑ دیتی ہے رنگ آجاتی جو درمیاں ہے بوتل
ہوتا نہیں پاس جس کے کوئی۔ وہ رحیم یہ مہرباں ہے بوتل
قلقل نہیں کان دیکے سن لو۔ میخوار کی نوحہ خواں ہے بوتل
رکھتی نہیں نام کو نشاں بھی کر دیتی وہ بے نشاں ہے بوتل
متوالوں کے واسطے جہاں میں۔ زنداں تہ آسماں ہے بوتل
وہ کھیر جو سر پہ چڑھ کے بولے۔ پر از مئے ارغواں ہے بوتل
میخوار خیال اس کا چھوڑو۔ کر دیتی کباب جاں ہے بوتل
دیکھا ہے جہاں میں سیر اکثر۔ کھا جاتی جواں جواں ہے بوتل

(از ملفوظات مسیح مسلہ القدیم)

ڈاک

(۱) ہردیال صاحب (ہریانہ) امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی کی طرف سے یوں تو لٹریچر کی ہر ایک شاخ میں کتابیں لکھی ہوئی ہیں مگر ناول صرف ایک ہی ہے جسکا نام "شرابی کی اماں" ہے اسکے مصنف ہمارے مہربان میر کرامت اللہ صاحب ہیں۔ پنڈت سروپ نرائن صاحب بی اے کی سب سے آخری تصنیف ایک ڈرامابنام انقلاب زیر طبع ہے یہ دونوں آپکو عنقریب بھیجی جائینگی دیکھکر آپ معلوم کرلیں گے کہ دونوں کی دونوں دو دکھے ہوئے دلوں کا سچا فوٹو ہے۔

——(۲) جواہر لال صاحب (لدھیانہ) اگر آپ صیغہ آبکاری کی تازہ رپورٹ پڑھ لیتے تو سب باتوں کا آپ کو کافی جواب ملجاتا۔ مگر پھر بھی آپکے اطمینان کیواسطے ہر ایک امر کا مختصر جواب لکھا جاتا ہے۔

(ا) سال ۱۹۰۲-۳ء میں صیغہ آبکاری کی آمدنی ۲۶۷۵۲۳۹ روپیہ تھی جو بعد منہائی رقم اخراجات ۹۰۷۷۸ روپیہ۔ خالص آمدنی ۲۵۸۴۱۶۱ روپیہ ہوئی۔

(ب) پنجاب میں تھوک فروشی کی ۷۲ اور خوردہ کے ۱۲۵۶ لائسنس ہیں۔

(ج) پنجاب کی کل آبادی ۲۰۳۰۶۲۵۲ ہے اور دس ہزار چھپے قریباً ۳ ۱۲۷ روپیہ پھیلتے ہیں یعنی قریباً ۲ ر فی کس۔

——(۳) ہر ساسنگھ صاحب (میانوالی) مسٹر جسٹس گروز کا مقولہ جو آپنے دریافت کیا ہے حسب ذیل ہے۔ "لوگ شرابخانوں میں عزت سے جاتے ہیں مگر بری حالت میں نکالے جاتے ہیں"

——(۴) غلام علی (آگرہ) اسمیں کچھ شک نہیں کہ ٹمپرنس کے لفظی معنی اعتدال کے ہیں مگر آپ کو یاد رہے کہ ہر ایک علم کی خاص اصطلاحات ہوتی ہیں۔ جیسے نقطہ چاہے کتنا ہی قلیل المقدار کیوں نہ ہو کچھ نہ کچھ طول عرض رکھتا ہے۔ مگر اقلیدس کی اصطلاح میں نقطہ وہ ہے جسکا طول۔ عرض۔ عمق کچھ نہ ہو۔ اسی طرح ٹمپرنس سوسائٹی والوں کی اصطلاح میں اس لفظ سے ہر ایک قسم کی مسکرات کے استعمال سے بالکل اجتناب کر کے تقویٰ شعاری سے زندگی بسر کرنا مراد ہے۔

——(۵) رگھناتھ سہائے (دہلی) بھئی کس کس کو روئیے۔ تم ایک ..... کا حال لکھکے کہتے ہو کہ کثرت مئےخواری سے اسکی نوکری جاتی رہی۔ اس خانماں خراب نے ہمیشوں کا بنابنایا روزگار کھودیا۔ اسی قسم کی ضرورتوں کو محسوس کرکے یہ رسالہ نکالا گیا ہے۔

——(۶) جواہر سنگھ (کانکا) آپ تازہ خبر پوچھتے تھے۔ سنئے اس سے بڑھکر اور کیا تازہ خبر ہوگی کہ امریکہ کی کانگرس نے پچھلے سال ایسی تین باتیں پاس کی ہیں جو ہر ملک میں قابل غور ہیں۔

(۱) جزائر نیوہیب ری ڈیز میں شراب - افیون اور اس قسم کے اوزار کی خرید و فروخت جن سے بنی نوع انسان پر گولی چھوڑی جائے قانوناً بند کی جائے - (اس مسودہ کا نام گل لٹ لاج بل ہے)

(ب) شراب خانوں کی بجائے فوجی سپاہیوں کے دل بہلاؤ اور تفریح کیلئے مکانات اور دیگر ضروریات بہم پہنچانیکے واسطے پانچ لاکھ ڈالر وقف کئے جائیں - (اسکا نام ہنس بروبل ہے)

(ج) تنباکو اور سگار سگریٹ بیچنے والوں کو قانوناً بند کر دیا جائے تاکہ سگریٹ کیس وغیرہ میں اس قسم کی تصویریں نہ رکھا کریں جو قمار بازی اور بد اخلاقی پھیلانیوالی ہوں -

(۸) ورن (میسوری) آپکو واضح ہو کہ ولایت میں مدت سے اس بات کا جھگڑا چلا آتا تھا کہ عشائے ربانی میں جو روٹی اور شراب آو دا استعمال کی جاتی ہے یہ شراب موقوف ہونی چاہیئے چنانچہ گڈ ٹمپلر لاج لنڈن (وسٹ انڈ) نے بحوالہ چرچ سنٹ سے تھیو (میرا ایل بون) غیر مخمر وائن کے استعمال کو جائز رکھا ہے مگر ایک دوسری سبھا نے اس کا قطعی استعمال روک دیا ہے -

ہائے شراب!

نہ کرے بھولے سے بھی کوئی تمنائے شراب　　دربدر خاک بسر ہوتے ہیں شیدائے شراب
صاحب ہوش کو دیوانہ بنا دیتی ہے　　جبکہ شیشے میں پری بنکے اُتر آئے شراب
یک بیک ہند میں آئی ہے یہ آندھی بنکر　　خوب ہو اب جو بگولے کیطرح جائے شراب
جو نہ آنکھوں کبھی دیکھے تھے نہ کانوں سے سُنے　　تو نے وہ وہ ستم ایجاد کئے - ہائے شراب
جان کر ابر کرم اس کو جو سیراب ہوئے　　اُن کو بجلی کی طرح خوب ہی تڑپائے شراب
دل چلے - جان چلے - عقل چلے - ہوش چلے　　جسم میں آتش تاثیر جو بھڑکائے شراب
بیٹھے خاموش ہو فرخ! تمہیں کچھ فکر نہیں -
ہر دم اللہ کے بندوں پہ غضب ڈھائے شراب -

فرخ (رانندری)

ٹمپرنس گائیڈ جن معزز اصحاب کی خدمت میں بلا درخواست حاضر ہوتا ہے بواپسی ڈاک جواب سے مطلع فرمائیں ورنہ خریدار متصور ہوں گے اور مینجر کو اختیار ہوگا کہ جب چاہے رسالہ بذریعہ وی پی بھیجکر قیمت وصول کرلے - (مینجر)

سوسائٹیوں کی رپورٹیں اور نوٹ

امرتسر۔ (۱) موسم کی تبدیلی کے باعث بدھ اور اتوار کے جلسوں میں زیادہ رونق ہونے لگ گئی ہے۔ ۲۱ اپریل کا جلسہ خاصکر ذکر کے قابل ہے جسمیں علاوہ سکرٹری کے دو ڈیلیگیٹان کھتری کانفرنس میں سے مہاشا بلی ڈی سنگھا (کلکتہ) اور بابو لچھمنداس صاحب (انبالہ) نے منوہر سپیچیں کیں۔ (۲) لالہ دیوا چند صاحب احسن (کمپ کلرک اگزکٹو انجینر) کوئی نوسال تک سوسائٹی کے کام میں سرگرمی سے حصّہ لیتے رہے ہیں۔ تصنیف۔ بھجن منڈلی۔ ڈراما اور لیکچروں میں برابر کام کرتے تھے۔ انکی یک بیک تبدیلی پر سوسائٹی کی طرف سے ایک پارٹی دیگئی جسمیں نند لعل سکرٹری امرتسر ٹمپرنس سوسائیٹی منشی غلام قادر فرخ۔ لالہ امرناتھ صاحب محسن اور لالہ دیوی دیال صاحب (دفتر نہر) نے انکی جدائی پر اظہار افسوس اور خدمات کا اعتراف کیا۔ بعدمیں سکرٹری نے انہیں ایک سادہ پاکٹ بک نذر کرکے کہا کہ منٹگمری میں جاکر اسکی تکمیل کرنا۔ جسکے جواب میں احسن صاحب نے کہا کہ اگر ایشر پرماتما کو منظور ہوا تو یہ ایک کتاب کیا کئی کتابیں بھرنے کی کوشش کرونگا۔ احسن صاحب بہت ہی ہر دلعزیز تھے۔ منٹگمری لوج اور آریہ دوآب سرکل ریکری ایشن کلب امرتسر کی طرف سے بھی اُن کو پارٹیاں دیگئیں۔ (۳) بساکھی کے میلہ پر خاص طور پر پرچار ہُوا۔ ٹریکٹ تقسیم کئے گئے۔

پالمپور۔ لالہ سکھہ چین ناتھ صاحب کی کوشش سے لدھڑ کے میلہ کے موقعہ پر ایک ٹمپرنس ڈراما کیا گیا جو عام پسند ہُوا۔ انکے استقلال کی خاص تعریف ہے۔ معزز دیسی و انگریزی سرکاری افسران اور عوام الناس ڈراما سے بہت محظوظ ہوئے امرتسر سے ٹمپرنس لٹریچر بہم پہنچایا گیا۔

جالندھر۔ گذشتہ مہینہ میں ایک بڑا بھاری جلسہ اینگلو سنسکرت ہائی سکول میں بصدارت خواجہ محمد شاہ صاحب ہُوا۔ امرتسر سے پنڈت گھنشامداس اور سکرٹری معہ میجک لنٹرن کے گئے تھے۔ اس تماشہ سے لوگ زیادہ محظوظ ہوئے بابو آمر سنگھ صاحب بی اے وکیل بیرسٹر ہاگ اور خواجہ صاحب کی مجموعی کوشش سے خاصی ترقی کی امیّد ہے۔ ہیڈ ماسٹر صاحب کی توجہ قابل تعریف ہے۔ اِس ماہ کا پندرہ روزہ جلسہ بباعث پلیگ ملتوی ہُوا۔

جنڈیالہ۔ لالہ میلارام صاحب ٹمپرنس پرچار کی ضرورت محسوس کررہے ہیں۔ ٹمپرنسی توجہ دیں۔

جہلم۔ پنڈت لبھن نرائن صاحب اور ڈاکٹر میر ہدایت اللہ صاحب اور چند اور صاحبان موضع کالا میں گئے۔ ٹمپرنس پرچار کیا۔ ڈاکٹر صاحب نے تمباکو اور سگار کے نقصان بیان کئے۔ امرتسر سے پانچسو ٹریکٹس تقسیم کرنیکے واسطے منگوائے گئے۔

سماہی نگر۔ پنڈت جیا لعل صاحب تکو بی اے (سکرٹری ٹمپرنس سوسائیٹی سرینگر) معہ پنڈت برج کشن اوران کے ہم جلیس اپنے فرائض منصبی بخوبی ادا کرتے ہیں۔ ٹمپرنس سوسائیٹی امرتسر سے انہیں ہر قسم کا ٹمپرنس لٹریچر بہم

پہنچایا گیا۔ پنڈت صاحب اور ان کی پارٹی کی کوشش قابل تعریف ہے۔

نوشہرہ۔ ٹمپرنس سوسائٹی کا سالانہ جلسہ ۱۔۲۔۳۔ اپریل کو ہُوا۔ ۳ ر اپریل کو ہمارے مخدوم پنڈت بشن نرائن صاحب (جہلم سے) وہاں رونق فرما ہُوئے۔ مقام جلسہ خوب آراستہ تھا۔ فونوگراف کے ذریعے بھجن سنوائے گئے۔ جس سے حاضرین بہت محظوظ ہُوئے۔ سوامی شیوا نند جی کی دُختر نے اوّل ایک بھجن گایا۔ پھر مؤثر الفاظ اور دردآمیز لہجہ میں پرارتھنا کی اور بعد ازاں ٹمپرنس کے بارے میں تقریر کی۔ پنڈت بشن نرائن صاحب نے ایک گھنٹہ کے قریب مؤثر۔ مدلّل اور عالمانہ لکچر دیا۔ جسکے اثر سے حاضرین میں سے تین معززین نے پلیج لیا اور بصدق دل شراب اور دیگر منشیات سے پرہیز کرنیکا اقرار کیا۔ دوپہر کے بعد دوسرا اجلاس شروع ہُوا۔ پنڈت بشن نرائن صاحب نے حاضرین کی خاص استدعا سے اپنے لائق فرزند پنڈت سروپ نرائن صاحب بی اے ایمن کی نظم موسومہ مکتب شیطان پڑھی جس سے اہالیان جلسہ نہایت محظوظ ہوئے۔ رائے بہادر گوبند لعل صاحب (اسسٹنٹ انجنیر) پریذیڈنٹ اور لالہ منصدی لعل صاحب جینی سکرٹری ٹمپرنس سوسائٹی کی خدمات واقعی قابل قدر ہیں۔ جلسہ کی کامیابی مُبارک!

پشاور۔ پنڈت بشن نراین صاحب نوشہرہ سے فارغ ہو کر پشاور تشریف لے گئے۔ آپ افسوس کرتے ہیں کہ وہاں شرابخوری کا نہایت زور ہے۔ تعلیم یافتہ اور تارکان منشیات اصحاب کی توجہ درکار ہے۔

سیستان۔ سردار بسنت سنگھ صاحب رسالدار ممبئی کیویلری کوئٹہ ٹمپرنس کاز کے شیدائی ہیں۔ سیستان (ایران) کے راستہ میں بھی انہوں نے اپنے حلقہ میں ایک ٹمپرنس میٹنگ کی۔ آپکی ہمت سے بہت اشخاص منشیات کی عادت سے بچ گئے۔ خدا اُن کے کام میں برکت دے۔

ڈیرہ دون۔ الف (۹) لالہ گوکل چند صاحب چوپڑہ (معاون امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی) نے سر بازار ایک لکچر دیا عوام الناس نے نہایت شوق سے سنا۔ سکرٹری ٹمپرنس سوسائٹی ڈیرہ دون کی امداد قابل تعریف ہے۔

مردان۔ پنڈت بسنداس صاحب نہایت خوش اسلوبی سے اپنا کام کر رہے ہیں۔

حیدرآباد سندھ۔ پنڈت جیدیال صاحب سب اوورسیر جمراؤ نہر نے ٹمپرنس پرچار کی ضرورت محسوس کرنے کے بعد امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی کو لکھا۔ اُن کو یہاں سے ٹریکٹ اور تصویریں بھیجی گئیں۔ پنڈت جی کی کوشش مفید ثابت ہوگی۔

ھوشیارپور۔ انٹرنس کے امتحان کے بعد مسٹر بروکس صاحب ہیڈ ماسٹر ہائی سکول نے امیدواران امتحان کے سامنے ایک ٹمپرنس لکچر دیا۔ یہ نہایت ہی عمدہ مثال ہے۔ ہمارے خیال میں اگر جملہ امتحانات کے بعد افسران نگرانی کنندہ امتحان اپنے سینٹر میں اسی طرح کوئی اخلاقی لکچر دیا کریں تو طلبا پر خاص اثر ہوگا۔ اور علاوہ اخلاقی تعلیم کی اشاعت کے طلبا کے تلفظ کی غلطیوں کی اصلاح بھی ہوگی اور معلومات بھی بڑھیں گے۔ بہت سے طلبا نے پلیج لئے۔

کرنال میں پنڈت لالو رام صاحب ہیڈ کلارک دفتر نہر معتمد ممبر جنرل کمیٹی امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی ٹمپرنس کاز کے پھیلانے میں بہت کوشش کر رہے ہیں۔ امید ہے کہ اُن کی ہمّت سے وہاں جلد ٹمپرنس سوسائٹی قائم ہوگی۔

ٹمپرنس کا روشن اور تاریک پہلو

ان ٹے ری او (رکنیڈا) میں آٹھ ایسے مقام ہیں جہاں شراب کی دوکان کھولنے کی قطعی ممانعت ہے۔ بعض مقامات پر تو خاص مقامی قوانین کے رُو سے اور بعض مقامات پر عوام الناس کی رائے کے مطابق لائسنس روکے جاتے ہیں۔

سنٹ مونیکا ۔ (کیلی فورنیا) میں سب شراب کی دوکانیں بند کی گئی ہیں۔ اسکا نتیجہ یہ ہُوا کہ تین مہینہ میں سکوّں کی مدِ امانت میں ۴۶ ہزار ڈالر بڑھ گئے۔ اور ۸۰ فیصدی جرایم بدمستی کم ہو گئے۔

اوہیو کی قسمت کے ۴۵ ضلعوں نے بیر لاء کے رُو سے شراب کی دوکانیں بند کر دیں۔ مگر صرف ۳۲ نے ابھی جاری رہنے دینے کی درخواست کی ہے۔

بمبئی میں ایک شخص کو پھانسی کا حکم ہُوا۔ اُسنے ازتکاب جرم بحالت بدمستی وجہ قرار دیکر اپیل کیا۔ نامنظور ہُوا۔ پھر حضور وائسرائے سے درخواست کی۔ آپنے سپرنٹنڈنٹ جیل کے نام ایکدن تک پھانسی روکنے کا تار دیا اور پھر دوسرے دن اُسی طرح تار کے ذریعے اطلاع دی کہ پھانسی نہ روکی جائے عُذر قابل سماعت نہیں۔ عبرت!

وائنا کے شاہی چھاپہ خانہ میں پچھلے سال تین سو آدمی نے جو پہلے بیر شراب پیا کرتے تھے درخواست دی کہ انہیں بیر کے بدلے دُودھ ملے جسکی وجہ سے ۳ ہزار گیلن دودھ زیادہ خرچ ہُوا اور ۲۴۰۰ گیلن بیر کم ہو گئی۔

جرمن کے مشہور گرجا سنٹ جان میں عشائے ربانی کے موقعہ پر مخمر شراب کے بجائے صرف تازہ انگوروں کا شیرہ (جسمیں نشہ نہیں ہوتا) برتنے لگے ہیں۔

سویڈن کے پارلیمنٹ میں ۸۰ ممبر ٹمپرنسی ہیں جنہوں نے آخر شِ یہ پاس کرا لیا ہے کہ ۴ ہزار کرونر مدارس میں ٹمپرنس لٹریچر بہم پہنچانے کیلئے منظور کیا جائے۔ (ایک کرونر = ۱۳/۶ پائی)

امرتسر ۔ کھتری کانفرنس کے جلسہ میں پریذیڈنٹ صاحب کی تقریر کا حوالہ دیتے ہُوئے نند لعل سکرٹری امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی نے مندرجہ ذیل ریزولیوشن پیش کیا: "کھتری قوم میں شرابخوری کا بند کیا جانا محض ازروئے دھرم شاستر ہی ضروری ہے بلکہ اخلاقی لحاظ سے بھی اسکی ممانعت نہایت مناسب ہے۔ لہذا کانفرنس ہذا تحریک کرتی ہے کہ کھتری قوم میں شرابخواری کو ممنوع سمجھا جائے۔ خاصکر شادی کے موقعہ پر اسکا استعمال بالکل نہیں ہونا چاہیے۔" اور بتائید لالہ دھرمداس صاحب سُوری بی اے وکیل (لاہور) پاس ہُوا۔

بیڈلے میں ۱۸۱ آدمیوں اور ۷۵ لڑکوں اور ۵۱۹ عورتوں اور لڑکیوں کو ایک سال تک تمباکو نوشی سے پرہیز کرنے کیلئے ۱۰ ہزار روپیہ انعام ملا۔ ان میں سے پچاس شخصوں نے بالکل تمباکو پینا ترک کر دیا ہے۔

رنپت انٹی پلیگ میڈیسن
کا
استعمال بیماران طاعون کیواسطے بمنزلۂ آب حیات ہے

آجتک کوئی بھی انگریزی ہندی یا یونانی دوائی ایسی پُر تاثیر دوائی دستیاب نہیں ہوئی کہ جسکے مقابلہ میں طاعون ایک معمولی مرض قرار دی جاسکے۔ گذشتہ ۳ سال کے عرصہ میں بڑی جستجو اور عرقریزی کے بعد مشہورہ سنیاسیاں پرانے ہندی ویدک گرنتھوں کے انوسار صرف یہ ایک "رنپت انٹی پلیگ میڈیسن" ہی ایسی تیار ہوئی ہے کہ جسکے چندروزہ استعمال نے پبلک پر روشن کردیا ہے کہ ہندوستان کی جڑی بوٹیوں میں قدرت نے کیا کیا بے نظیر فواید کوٹ کوٹ کر بھرے ہیں۔ یہ دوائی مختلف صورتوں میں مختلف اعضاؤں پر مختلف طریق سے استعمال کی جاتی ہے۔ جسکی مفصل تشریح معہ ہدایات ضروری پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ دوائی میں درج ہے۔

گذشتہ ایام وبا میں پنجاب کے طاعون زدہ مقامات میں "رنپت انٹی پلیگ میڈیسن" نے نہایت ہی تعجب خیز نتیجے دکھلائے ہیں جسکے واسطے پبلک نے اپنی کمال قدردانی سے کئی سرٹیفکیٹ عطا فرمائے جو بوجہ عدم گنجائش یہاں درج نہیں ہوسکے جس سے رائے زادہ برکت ملّے صاحب ویدکی خدمات کا ثبوت ملتا ہے۔ جن کے ہاتھ سے ہزاروں مریض شفایاب ہوئے ہیں اور جنہوں نے عوام کی بھلائی کیلئے امرتسر میں شفاخانہ جاری کیا ہے۔

رنپت انٹی پلیگ میڈیسن بکس نمبر ۱ جس میں ایک مریض کیواسطے کافی دوائی بند ہے قیمت عہ/

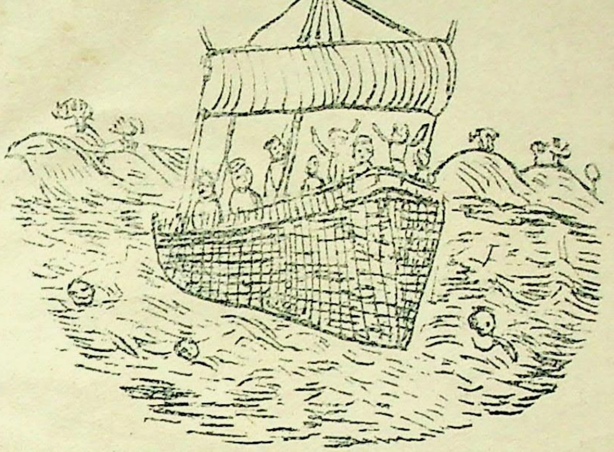
رنپت انٹی پلیگ میڈیسن بکس نمبر ۲ جسمیں ایک تندرست آدمی کو ۲ ماہ تک پلیگ سے محفوظ رہنے کیلئے کافی دوائی بند ہے قیمت فی بکس صرف عہ/

المشتہر

مینیجر پلیگ اوشدیالہ (بیٹھک بر دوکان پنڈت تلسی رام بالمکند) کٹڑہ جیمل سنگھ امرتسر

بھارت انشیورنس کمپنی لمیٹیڈ

کیا بھروسہ ہے زندگی کا -



اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ بعض خدا کے بندے کم بضاعت قلیل تنخواہ ۔ اور کثیر اخراجات کے باعث اپنے پسماندوں کیلئے کچھ رقم بھی نہیں چھوڑ جاتے جس سے وہ انکی مرادوں مانگے ننھے مُنّے ۔ وہ انکی چہیتی بیویاں ۔ وہ انکے پیارے قریبی رشتہ کے آدمی انکے آنکھیں بند کرتے ہی اپنی روزی کا پورا سہارا اور کافی وسیلہ نہ ہونیکے باعث ایک ناگفتہ بہ حالت میں پڑ جاتے ہیں۔ بھارت بیمہ کمپنی نے جب یہ دیکھا کہ اس سے تو دیس کے نونہالوں کی ایک بھاری تعداد کی آیندہ ترقیوں پر پانی پھر جاتا ہے نہایت ہی باکفایت مواجب پر بیمہ کا کام شروع کیا ۔ اور مندرجہ ذیل مختلف شاخیں نکالیں :-

ا ۔ زندگی کا بیمہ جسکی رقم وفات کے بعد پسماندوں کو دی جائیگی اور چندہ برابر عمر بھر میں دینا ہوگا ۔

ب ۔ زندگی کا بیمہ ۔ جسکے مواجب ایک مقررہ میعاد تک دینے ہوں گے ۔

ج ۔ معمولی بیمہ ۔ جسکی رقم ۴۵ یا ۵۰ یا ۵۵ یا ۶۰ برس کی عمر ہو لینے یا موت واقعہ ہونے پر حاصل ہوگی ۔

د ۔ زندگی کی میعاد کیلئے بیمہ ۔ جسکی رقم یکمشت ادا کرنی ہوگی ۔

ھ ۔ بچوں کی ضروریات تعلیمی اور شادی اپیدا کرنے کا سرمایہ ۔

و ۔ ملازمت کرنیوالے کی ضمانت و بڑھاپے میں پنشن دینے کا انتظام وغیرہ بھی ہوتا ہے ۔

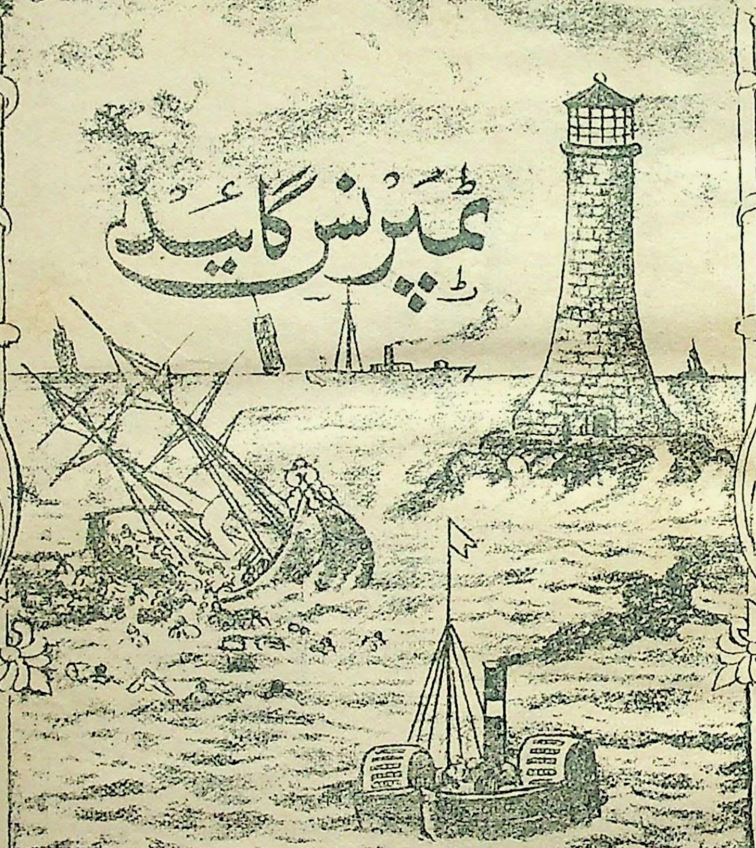
اس کے کُل کارکن دیسی ہیں اور دیسیوں کا سرمایہ ہونیکی وجہ سے دیسی صنعت و حرفت کی ترقی میں لگایا جاتا ہے ۔ یہ کمپنی بہر صورت دیسیوں کیلئے ابر رحمت ہے ۔ انجام پر غور کرکے کمپنی میں شامل ہونیکی ٹھہرائیے اور وقت غنیمت سمجھ کے اپنا صحیح پتہ لکھئے تاکہ بھارت انشیورنس بیمہ کمپنی کے متعلق ہر ایک قسم کی واقفیت اور قواعد آپکو بہم پہنچادے ۔

(درخواست بھیجتے وقت ٹبرلس گائیڈ کا حوالہ ضرور دیں ۔) ——— **مینیجر بھارت بیمہ کمپنی لیمیٹڈ لاہور**

جلد (۱) نمبر

THE TEMPERANCE GUIDE

ٹمپرنس گائیڈ



باہتمام نند لعل ہندو میڈیکل ہال امرتسر سے شایع ہوا

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام نند لعل مالک ہندو میڈیکل ہال امرتسر ہونی چاہئے

ٹمپرنس گائیڈ امرتسر

ایک کثیر التعداد خطوط کے علاوہ آئے دن کی بھاری ضروریات محسوس کرنیکے بعد آخر ثابت ہو گیا۔ کہ ٹمپرنس سوسائیٹیوں کے مقاصد کی اشاعت کیواسطے ایک ایسا ماہواری رسالہ ضرور شایع ہونا چاہئے جس سے نہ صرف دور و نزدیک کے ٹمپرنس لٹریچر کی اشاعت ہو بلکہ سوسائیٹیوں کے مختلف ممبروں کو تبادلۂ خیالات کا موقعہ مل سکے۔ عوام الناس کی پوری دلچسپی کا سامان ہو اور ٹمپرنس ریڈنگ میٹر کا ایک خاص گنجینہ۔

بڑی خوشی کی بات ہے کہ حامیان و معاونان ٹمپرنس کے علاوہ خاص اُن اہل قلم کے بھروسے پر جن کے پاکیزہ خیالات ٹمپرنسی مضامین کیواسطے سند ہو رہے ہیں نیاز مند نے ٹمپرنس گائیڈ کے نام سے ایک ماہواری رسالہ جاری کیا ہے۔ اور اس میں علاوہ لحاظ زبان کے بالعموم مندرجہ ذیل اقسام کے مضامین درج ہوتے ہیں جو نہ صرف ناظرین ہی کو مفید ہیں بلکہ ٹمپرنسی لکچراروں کیلئے ایک سچے گائیڈ اور معاون!

۱۔ اخلاقی۔ علمی۔ تجارتی۔ جسمانی۔ مذہبی اور قومی اصول کے مطابق مسکرات کے مفید اور غیر مفید ہونے پر بحث۔

۲۔ علماء، فضلاء۔ بزرگان دین۔ مہاتما، رشی۔ دھرم مورت حضرات کے خیال و اقوال۔

۳۔ نظمیں، بھجن، گیت۔ ترجمے۔ خلاصہ لکچر۔ پاکیزہ مذاق۔ انگریزی رسالوں کا انتخاب۔

۴۔ ہر ایک قسم کی طبابت کے مطابق (جس میں ڈاکٹری۔ ویدک۔ یونانی۔ ہومیوپیتھک وغیرہ شامل ہیں) مسکرات کے نقصانات کا اظہار۔

۵۔ ٹمپرنس سوسائیٹیوں کی رپورٹیں۔ اور اُن کی آیندہ ترقی و اشاعت مقاصد کے متعلق تجاویز۔

۶۔ انوکھی طرز کی دلچسپی اور دلبستگی پیدا کرنے والی باتیں۔

۷۔ دیسی صیغہ آبکاری کے متعلق خاص ریمارک۔

۸۔ ہر انگریزی مہینے کے دوسرے ہفتہ میں شایع ہوا کرے گا۔

۹۔ قیمت سالانہ عہ معہ محصول ڈاک۔

پہلا پرچہ مارچ سنہ رواں سے شروع ہوتا ہے۔

جملہ درخواستیں اس پتہ پر آنی چاہئیں۔

نند لعل ہندو میڈیکل ہال امرتسر

ٹمپرنس گائیڈ
جلد ۱ نمبر ۳ بابت مئی ۱۹۰۴ء

پانچسو تین ڈاکٹروں نے کس بات کی قسم کھائی ہے؟

گرچہ ہمنے پراسپکٹس میں پہلے ہی لکھ دیا تھا کہ وقتاً فوقتاً ڈاکٹری ہیگ اور طب یونانی کے اصولوں کے مطابق بھی مسکرات کے خاص نقصانات پر بحث کی جایا کرے گی۔ اور ہماری تقسیم مضامین کے رُو سے تیسرے نمبر میں کسی قدر ڈاکٹری پہلو سے کچھہ لکھا جانا تھا حسن اتفاق سے اس اثنا میں شمس العلما مولانا شبلی نعمانی کا وہ نوازشنامہ موصول ہُوا جسمیں آپنے رسالہ کے متعلق اپنی رائے زرّیں دینے کے بعد آیندہ ترقی کے متعلق یہ مشورہ دیا کہ گائیڈ میں یُورپ کے ڈاکٹروں کی رائیں اور ذاتی تجربے بھی ہونے چاہئیں"۔ اس لئے ہم آج کے پرچہ میں وہ تحریر اپنے لفظوں میں شایع کرتے ہیں جس پر پانچسو تین ڈاکٹروں نے اپنے دستخط حلفاً ثبت کئے ہیں اور اس کا نام "میڈیکل ڈیکلریشن" رکھا ہے۔

وہ خرابیاں جو آئے دن شراب کی بدولت دُنیا بھر میں دیکھی اور سُنی جاتی ہیں اب ایسی نہیں رہیں کہ اُن سے بالکل چشم پوشی کی جائے۔ لہذا اُس فرض منصبی کو مدِ نظر رکھ کے جو قسّام ازل نے ہمارے لئے ودیعت کر رکھا ہے ہم جملہ ڈاکٹری پیشہ (اشخاص) نے خدا کے بندوں کی آیندہ بہتری اور بہبودی کو ملحوظ رکھنے کے بعد یہ ٹھانی ہے کہ شراب کی اصلیت اور اُن نقصانات کو جو اسکی وجہ سے بنی نوع انسان کو فرداً فرداً بالتفریق یا بحیثیت قوم بالاجتماع پہنچتے ہیں الم نشرح کئے جائیں۔ ہم سب نے باتفاق یہ رائے قایم کی ہے کہ عوام پر واضح ہونا چاہیے کہ

(الف) متواتر تجربوں نے ثابت کر دیا ہے چاہے کوئی یک لخت چڑھا جائے یا تھوڑی تھوڑی کر کے

پیئے۔ شراب جسم کے دوران خون کو روکتی ہے۔ خلطوں اور ریشوں کے کام میں مداخلت کرتی ہے اور رفتہ رفتہ اپنا غلام بنالیتی ہے۔ چونکہ نہ یہ خوراک ہے اور نہ جزو خوراک اسلئے اسے زہر سمجھکے زہر سے بڑھکر اجتناب کرنا چاہئے۔

(ب) مشاہدات نے پایۂ ثبوت کو پہنچادیا ہے کہ مائعات جنمیں کحلی مادہ ہو جسم کے رگ و پے پر ایسا بُرا اثر ڈالتے ہیں جس سے بڑھاپے کے آثار بہت جلد نمایاں ہوتے ہیں اور انسان کو ایسے امراض کا شکار بنادیتے ہیں جنسے عمر کم ہوتی ہے۔

(ج) تجربے نے ثابت کردیا ہے کہ پینے والوں کی بہ نسبت نہ پینے والے مضبوط۔ تناور۔ قابل کار۔ جفاکش اور محنتی ہونیکے علاوہ کم بیمار ہوتے ہیں۔ اور نیز شرابیوں کی طرح مہلک امراض میں مبتلا نہیں ہوتے اور جو اچھا تا ہو بھی جائیں تو جلدی شفایاب ہوتے ہیں اور انہیں وہ مرض تو ہوتے ہی نہیں جو شراب کے باعث بالعموم دیکھے جاتے ہیں۔

(د) بنی نوع انسان کے اعضا شکل وصورت شراب سے اجتناب کرنیکے باعث سڈول اور عمدہ بنتے ہیں۔ برعکس اسکے اسکے استعمال سے بُرا اثر پڑتا ہے۔

(ھ) شراب کا اثر پینے والے کی ذات ہی تک محدود نہیں رہتا بلکہ اسکی اولاد کی صحت۔ طاقت۔ اخلاق۔ اور روح پر بھی نمایاں ہوتا ہے جس سے آیندہ نسلوں کی پوری تباہی کا اندیشہ ہے۔ چونکہ مستورات میں شراب کا رواج عام ہو رہا ہے اس لئے تباہی پر تباہی کا یقین کامل ہے۔ بچوں پر والدین کی صحبت کا اثر طبعی ہے۔ اس حالت میں شراب کا فوری اثر کسی صورت میں معدوم نہیں ہو سکتا۔

اب یہ دیکھکے کہ شراب کا عام استعمال بنی نوع انسان کے اخلاق۔ عادات اور سوسائٹی پر بہت بُرا اثر پیدا کرتا ہے جس سے بالعموم افلاس۔ بیماریاں۔ جرایم۔ جنوں اور بالآخر اموات کی تعداد بڑھتی ہے۔ اور اس سریع التاثیر اثر کا نتیجہ نہ صرف پینے والوں کی ذات ہی پر ظاہر ہوتا ہے بلکہ اُن کے متعلقین پر بھی۔ لہذا ہم جملہ ڈاکٹری پیشہ نے باتفاق رائے اسکا یہ نسخہ تجویز کیا ہے کہ جابجا ٹمپرنس سوسائٹیاں قایم ہوں لوگوں کو شامل ہونے کی ترغیب دی جائے۔ ممبر بڑھانے کی کوشش کی جائے۔ ایسے ایسے دلکش اسباب مہیا کئے جائیں جو لوگوں کو خود بخود اپنی طرف راغب کریں۔ اس طریق سے شراب کے خریدار بھی کم ہوں گے۔ اور خریداری بھی۔ یہ کوئی بڑی مشکل بات نہیں اور جو اس پر پورے طور سے عمل کیا گیا تو دیکھنا نہ صرف تقویٰ شعاروں کی تعداد ہی بڑھے گی بلکہ ہر ایک قسم کی سوشل خرابیوں کی اصلاح بھی عمل میں آئے گی۔"

اس سے قبل لوٹ نے انگلستان کی پبلک کی توجہ اپنی طرف ایسی بسدول کرلی ہے۔ کہ روزانہ

اخبارات نے عام لوگوں کے اعتراضات کے جواب کے واسطے اپنے کالم وقف کر دئیے ہیں اور آئے دن ڈاکٹروں کے تجربات سے ایسی دوائیوں اور مرکبات کا اعلان ہوتا ہے جن میں سپرٹ کی لاگ نہیں پائی جاتی۔ یقین واثق ہے کہ اگر ایجاد کرنے والوں نے اس پر پورے طور سے کمر باندھ لی تو سپرٹ کا نام ہی نام رہ جائیگا۔ ڈیلی کرانیکل ۴ مارچ سنہ ۱۹۰۴ء کے پرچہ میں ڈاکٹر سی ڈبلیو سائی لی کا ایک طولانی مضمون (ڈاکٹر اور شراب کے عنوان سے) مسکرات و منشیات کے برخلاف شایع ہوا تھا۔ جسکے تھوڑے ہی دن بعد برٹش میڈیکل ایسوسی ایشن نے ایک میموریل پر سولہ ہزار ڈاکٹروں سے دستخط کرا کے گورنمنٹ میں استدعا کی ہے کہ گریٹ برٹن کے جملہ ان مدارس میں جنکے اندر دن کیوقت تعلیم ہوتی ہے مختلف قسم کے ٹمپرنسی مضامین کی تعلیم ہو۔ ڈاکٹر سائی لی کی رائے ٹمپرنس ریکارڈ ۱۹۰۴ء میں جو لکھی گئی ہے اس سے پایا جاتا ہے کہ "شراب میں نہ کوئی ایسا مادہ ہے جس سے اجسام انسانی کی بالیدگی ہو سکتی ہے اور نہ رگ و ریشہ ہی تقویت پاتے ہیں بلکہ اُن کے باعث بہت سے امراض اور جنونوں کی ترقی ہوتی ہے"۔ بعض شرابخوروں سے جب شراب پینے کی وجہ پوچھی جاتی ہے تو صاف کہتے ہیں کہ فلاں ڈاکٹر صاحب نے فلاں مرض کے واسطے پینے کے واسطے کہا ہے۔ اس لئے ہم ان کو صاف کہ دیتے ہیں۔ ؎

جو ڈاکٹر شراب کے پینے کی رائے دے

اسکا ہی علاج ہے۔ اُسکا علاج چھوڑ ———— (دبیر)

بزرگانہ نصیحت!

خالصہ کالج کے بُنیادی پتھر رکھنے کے موقعہ پر مہاراجہ صاحب بہادر والئی نابھہ نے طلباء کو چودہ نصیحتیں کی تھیں۔ اُن میں سے (۱۲) یہ تھی "شراب نہ خود پینا۔ اور نہ کسی کو دینا کیونکہ اسکا بُرا اثر دل اور دماغ پر برابر نمایاں ہوتا ہے"۔

ہمیں اُمید ہے کہ کالج کے طلبا اس بزرگانہ نصیحت کو اپنا اصول زندگی قرار دینگے اور مہاراجہ صاحب بہادر اپنی ریاست میں بھی اسی قسم کی اصلاح کا بیڑا اُٹھا کے مسکرات کی خرید و فروخت اور عام استعمال کا ایسا انسداد کرینگے جس سے ہمیں بڑے فخر سے یہ کہنے کا موقعہ مل جائیگا کہ پنجاب میں نابھہ کی ریاست ایسی ہے جس میں بوندی اور کوٹہ کی ریاستوں کی طرح شراب کا استعمال گناہ عظیم سمجھا جاتا ہے۔

آخر ہماری آہ نے کچھ تو اثر کیا

مدت سے لوگوں کا یہ خیال تھا کہ اگر صیغۂ آبکاری میں سرکاری طور پر تشدد نہ ہوگا تو ٹمپرنسیوں کو کسی طرح اپنے مقاصد میں کامیابی نہیں ہوسکتی اور بالعموم وعادت شرابی ٹمپرنسی لکچروں کے دوران میں کہا کرتے تھے کہ اور تو اور اگر شراب بری ہوتی تو سرکار کیوں سرکاری طور پر اپنا فرض ادا نہ کرتی - ان عقل کے دھنیوں کو بہتیرا ادہر ادہر اکے ایکٹ آبکاری کی وہ دفعیں سنائی جاتیں جو بنانے والوں - بیچنے والوں اور پینے والوں کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں مگر وہ مرغی کی ایک ٹانگ ہی لئے جاتے - خدا کا شکر ہے کہ اب ایسی کامیابی کی ایک گونہ امید پڑتی ہے جس سے قانونی قیود پہلے سے بھی زیادہ سخت ہوں گی - پچھلے سال جب ایکٹ آبکاری کے متعلق بنگال لیجس لیٹو کونسل میں ایک جدید ترمیم پر غور ہو رہی تھی آنریبل مسٹر وڈراف (ایڈووکیٹ جنرل) ممبر اگزیکٹو کمیٹی پیش کنندگان ترمیم نے کہا تھا کہ مسکرات کی کثرت کو روکنے کے واسطے ایسے وسایل عمل میں لائے جائیں جنکے رو سے مدت کے نشہ آور چیزوں کے استعمال کرنے والوں - بچوں اور مستورات کے ہاتھ منشی چیزوں کی فروخت بند کی جائے - عرصہ تک یہ تجویز معرض التوا میں رہی - حتی کہ آنریبل مسٹر بکلینڈ نے بنگال لیجس لیٹو کونسل میں ۱۲ دسمبر سنہ ۱۹۰۲ء کو ایک نیا مسودہ پیش کرتے وقت کہا کہ یہ مسودہ جو اسوقت بغرض ترمیم و نظر ثانی اشیائے محال مسکرات آپکے سامنے ہے - نہ صرف ایکٹ سنہ ۱۸۸۷ء کی ترمیم کے متعلق ہے بلکہ ان جملہ ایکٹوں کے ساتھ بھی جو بعد میں ترمیم ہوئے ہیں اور علاوہ اسکے بعض ایسی باتیں بھی ایزاد کی گئی ہیں - جو آئے دن کے تجربوں سے قانونی پیرایہ میں لانیکے واسطے ضروری سمجھی گئی ہیں - آنریبل مسٹر وڈراف نے اپنی تقریر میں نہ صرف سابقہ امور کو دہرایا - بلکہ اس قدر اضافہ کیا کہ سرکار کا یہ کوئی منشا نہیں کہ محال مسکرات میں آئے دن ترقی ہو بلکہ ایکٹ آبکاری کا خاص مدعا یہ ہے کہ رعایا کی حفظ صحت کی پوری نگہداشت ہو - تہذیب اخلاقی میں خرابی نہ آئے - جرایم کم ہوں اور امن عامہ میں خلل پڑے - سر انڈریو فریزر لفٹنٹ گورنر نے اس تجویز کو اپنی سپیچ میں قابل وقعت بیان کیا - پھر جب ۱۹ دسمبر کو دوسری دفعہ اسی مسودہ کے متعلق بحث ہونے کے واسطے اجلاس ہوا تو آنریبل بکلنڈ نے جدید ترمیم کے متعلق تقریر کرنے کے بعد کہا "مسودہ ہذا میں ایک ایسی دفعہ بھی رکھی گئی ہے جسکے رو سے کلکتہ اور اسکے مضافات میں ایک خاص قسم کی جرمن کی بنی ہوئی شراب کو روکنے کا خیال ہے اور صاحب کمشنر آبکاری اور بورڈ آف ریونیو سے استمزاج کرنے کے بعد معلوم ہوا ہے کہ ایسے آدمیوں کو جنہوں نے مسکرات کو اپنی عادت بنا رکھا ہے منشیات سے روکنا من قبیل

ناممکنات ہے۔ ہندوستان تو ہندوستان ایسی باتیں تو انگلستان میں اُمید رکھنا بس ایسا ہے جیسے کوئی
ٹیمس کو آگ لگانے دوڑے۔ مجوزّ صاحب کا خیال ہے کہ ایسی باتوں کا جوابدہ لائسنسداروں کو سمجھنا چاہئیے
مگر وہ غریب بھی کیا کر سکتے ہیں۔ نابالغوں کے ہاتھ فروخت کرنے کے متعلق تو ایک دفعہ پہلے سے موجود ہے
البتّہ مزید غور کرنا اگر کسٹو کمیٹی کا کام ہے۔ آنریبل بابو بھوپیندر ناتھ باسو نے سگرٹ اور کوکین کے برخلاف تجویز
پیش کی۔ اور بابو سالگرام نے یہ رائے کہی کہ پیشتر اسکے کہ اس مسودہ پر پوری بحث ہو عوام الناس کی رائے حاصل
کی جائے تاکہ کسی قسم کی شکایت نہ رہے۔ ہز آنر (سر فریڈیر) نے کہا "نہ صرف یہی بلکہ کونسل کے ہر ایک ممبر کو
چاہیئے کہ پبلک کے کانوں تک اس بات کے پہنچانے میں کوئی تجویز اُٹھا نہ رکھیں"۔ حسنِ اتفاق سے جب اِدھر
یہ کارروائی ہو رہی تھی اینگلو انڈین ٹمپرنس ایسوسی ایشن لنڈن کے ڈیپوٹیشن پر مِس فلورنس بلگاری کلکتہ میں تھیں
ولایت کی اس تجربہ کار لیڈی کو گرم تنور میں روٹی پکانے کی عادت تھی۔ دو ایک معمولی لکچروں کے بعد ۱۱ جنوری کے
لکچر میں اپیل کر کے کہا "تمہارے لیجس لیٹو کونسل کے ایک ممبر نے صاف کہہ دیا ہے کہ آبکاری کی مختلف مدّات
میں محال کی ترقی پانا باعثِ خوشنودی نہیں بلکہ زیادہ محصول کی شرح بڑھانے سے منشیات کی عام فروخت
کو روکنا۔ تجارت مسکرات با قاعدہ رکھنا اور دوکانیں کم کرنا مقصود ہے۔ اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ
وقت ہاتھ سے نہ جانے دو کیونکہ تمہارے صوبہ کے اپنے لفٹنٹ گورنر نے تمہاری بہبودی کو مدِّنظر رکھ کے پبلک
کی رائے طلب کی ہے۔ اسلئے لیجس لیٹو کونسل کی خدمت میں عمدہ تجاویز کے ساتھ ایک میموریل بھیجو"۔ چنانچہ سو
نوجوانوں نے بڑے جوش سے کہا کہ اگر کوئی عام میموریل گورنمنٹ میں بھیجنے کی تجویز ہو تو وہ ہزار جان سے تکمیل میں
ساعی ہوں گے۔ چنانچہ اسوقت عام میموریل کا مسودہ حسب ذیل تیار ہوا جس پر صدہا آدمیوں کے دستخط
کرائے گئے۔

۱۔ کسی جگہ شراب کی دوکان کھولنے کی اجازت نہ دی جائے جب تک کہ قرب و جوار کے ایک ایک میل
کے اندر رہنے والوں سے نہ پوچھا جائے۔

۲۔ جب کوئی دوکان پہلی دفعہ نیلام پر نہ اُٹھے تو دوبارہ نیلام نہ کی جائے۔

۳۔ کسی ایسی دوکان میں جہاں منشّی اشیا فروخت ہوتی ہوں چور دروازے نہیں ہونے چاہئیں تاکہ
وقت معیّن کے بعد منشّیات کے شیدائیوں کو منشّی اشیاء بسہولیّت تمام دستیاب نہ ہو سکیں۔

۴۔ جس شراب کی دوکان میں ہر وقت بدمعاشوں اور بدچلنوں کا جمگھٹا رہے بند ہونی چاہئیے۔

اس میموریل کے علاوہ تین اور مختلف سوسائٹیوں کی طرف سے بھی صاحب سکرٹری لیجس لیٹو کونسل بنگال کی
خدمت میں یکے بعد دیگرے بھیجے گئے جن میں علاوہ مندرجہ بالا باتوں کے ہر ایک نے اپنی طرف سے حسب

میں اضافہ کیا

اسمٹرو پالیٹن ٹمپرنس ایسوسی ایشن۔ اینڈ پیوریٹی ایسوسی ایشن۔ جو نقشہ جات فروخت شراب فروش ماہواری داخل کرتے ہیں۔ ان میں ایک اور خانہ بڑھایا جائے جس سے پینے والوں کی تعداد کی کثرت بھی واضح ہو۔

۲۔ ڈرنک۔ پراب لم۔ ان ویس ٹی گیشن کمیٹی۔ ایک پروف گیلن میں دو سو گرین فیوسل آئیل سے زیادہ نہیں ہونا چاہیئے۔ *

۲۔ نیرھیون گڈٹمپلر لاج۔ لائسنس میں ایک شرط یہ بھی کہ لیس سرجنٹ سے کم درجہ کے فوجی کے پاس دیسی شراب فروخت نہیں ہونی چاہیئے جسکی تعمیل بالکل نہیں ہوتی۔ لہذا ایک ایسی دفعہ بھی ہونی چاہیئے جسکے رُو سے اس شرط کے خلاف کرنے والوں کا لائسنس ضبط ہو۔

اب یہ چاروں میموریل گورنمنٹ بنگال کے سامنے ہیں۔ امید ہے کوئی نہ کوئی عمدہ صورت عمل میں آرہیگی اِدھر سے فیصلہ ہونیکے بعد ہم ایک نیاز نامہ جملہ ٹمپرنس سوسائٹیوں کے نام ارسال کرینگے۔ تاکہ باتفاق لوکل گورنمنٹ کی خدمت میں میموریل تیار کرکے بھیجا جائے جس میں علاوہ مندرجہ بالا باتوں سے ایک گونہ

---

* امپریل گیلن پوری ۶ بوتل کا پیمانہ ہوتا ہے۔

پروف کے معنی مصدقہ کے ہیں۔ چونکہ شراب میں ایک ایسا جزو بھی ہے جسے میٹھا زہر کہنا چاہیئے۔ سرکار نے اس خیال سے کہ پینے والے پیتے ہی نہ پٹکے جائیں اس لیئے ڈاکٹروں کی اتفاق رائے سے یہ قرار دیا کہ بنی نوع انسان کے استعمال کے قابل وہ شراب ہے جس میں آدھا پانی اور آدھی شراب ہو اسکی علم شناخت کیلئے سائکس صاحب نے ایک آلہ ایجاد کیا ہے۔ یہی آلہ معیار بحال ہے۔ جو چار روپیہ فی گیلن کے حساب سے سرکار لیتی ہے۔ اور یہی رُو سے سو درجہ کی یا پورے درجہ کی کہلاتی ہے۔ کم درجہ کی "انڈر پروف" اور زیادہ درجہ کی "اوور پروف" ہوتی ہے۔

فیوسل آئیل۔ وہ عرق ہے جسمیں ۱۰ حصے کاربن۔ ۱۱ حصے ہائیڈروجن اور دو حصے پانی ہوتا ہے۔ یہ مرکب بنہایت ہی بدبودار پُر از زہر ہوتا ہے۔ عموماً الکحل کی ساخت میں آلو اور غلہ کے ساتھ پیدا ہوتا ہے۔ اسکی ماہیت کے متعلق جرمن کے ڈاکٹر شلٹن نے ایک رسالہ لکھا ہے۔ جس کی شرح مسٹر ایچ ایچ مان ایم ایس سی نے کی ہے۔ مسٹر وین برگ کے تجربہ نے ثابت کیا ہے کہ دیسی شرابوں میں ۳۵۶ سے ۹۶۳ گرین تک یہ زہردار عرق فی پروف گیلن پایا جاتا ہے۔

اخلاقی پہلو کو مدِ نظر رکھ کر حسب ذیل باتیں بھی لکھیں گئے۔

(ا) جس صورت میں معبدوں۔ عبادت خانوں۔ مدرسوں کے قریب شراب وغیرہ کی دوکانوں کا ہونا اخلاقی پہلو سے ٹھیک نہیں۔ اسلیئے دوکانات کے نیلام سے پہلے ان کے محل وقوع کا اچھی طرح ملاحظہ کیا جائے۔

(ب) بہت سی دوکانیں (دیسی ہوں یا ولایتی) پاس پاس نہیں ہونی چاہئیں۔ بلکہ ایک دوسرے سے خاصے فاصلے پر۔

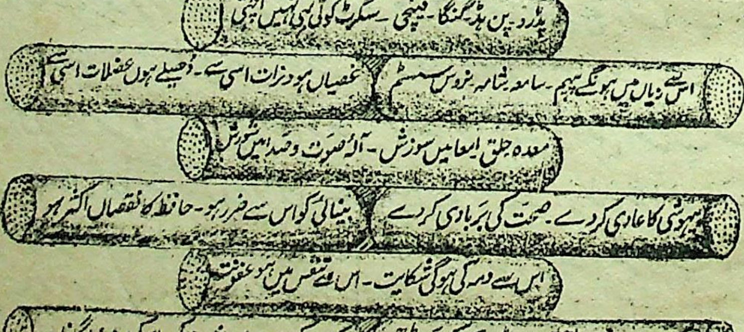
(ج) صاحب مہتمم آبکاری وقت بے وقت دوکانات کا ملاحظہ کریں اور اگر کوئی دوکان وقت کے بعد کھلی دیکھیں تو حسب شرائط مندرجہ لائسنس عمل میں لائیں۔

(د) ضلع کی سالانہ رپورٹ کے ساتھ مقامی ٹمپرنس سوسائیٹیوں کے خاص ریمارک بھی مزید غور کیلئے طلب ہونے چاہئیں۔

پیشتر اسکے کہ اس میموریل کی کوئی بدیہی صورت عمل میں آئے ہم جملہ ٹمپرنس سوسائیٹیوں۔ حامیان و معاونان ٹمپرنس کاز سے استدعا کرتے ہیں کہ اپنے خیالات سے بہت جلد اطلاع بخشیں۔

از

ملفوظات میر سلمہ القدیر!



(نقش خنج)

حسنِ اتفاق

ہمارے مذاق کی دو غزلیں مولوی محب حسین صاحب محبؔ۔ ایڈیٹر رسالہ معلم کی تصنیف کردہ ہمیں اپنے دو مہربانوں کی وساطت سے اس مہینہ میں موصول ہوئی ہیں۔ اُن میں "خانہ خراب" والی پنڈت جیا لعل ٹکو بی اے وکیل (سکریٹری ٹمپرنس سوسائٹی سری نگر) اور دوسری سردار دریام سنگھ صاحب (کلارک تبت سکم کمیشن) نے از مقام نیلی گوری عنایت کی ہے۔ ہم انہیں رسالہ کے ناظرین کیواسطے عموماً اور بعض منڈلیوں کے لئے خصوصاً درج کرتے ہیں۔

(۱)

نہ ضایع کیجئے گا مایۂ جاں شرابِ خانہ خراب پیکر
کہ ہوگا مغز و جگر کا نقصاں شراب خانہ خراب پیکر

لگی جنہیں میکشی کی علت بنے وہ صید و شکارِ نکبت
رہا نہ کوئی بھی پاک داماں شراب خانہ خراب پیکر

تڑپ رہے ہیں مریض گریاں کسی کو رعشہ کسی کو ہذیاں
پکارتے ہیں علاج و درماں شراب خانہ خراب پیکر

کسی کے ہوتا ہے دردِ سر ہیں کسی کے جوڑوں میں اور کمر میں
کسیکے دل پر ہے آگ بریاں شراب خانہ خراب پیکر

یہ آگ ہی سب کی دشمن جاں ہے قاطع سلکِ دین و ایماں
بہت سی جانیں ہوئی ہیں قرباں شراب خانہ خراب پیکر

کوئی سڑی اور کوئی ہے مجنوں کسیکے جاری جگر سے ہے خوں
کسی کو دیکھا نہ ہم نے شاداں شراب خانہ خراب پیکر

نفع کسی کو ہوا نہ حاصل محبؔ یہ کافر ہے زہرِ قاتل
نتیجہ اسکا ہے یاس و حرماں شراب خانہ خراب پیکر

(۲)

لہو کا جام ہے یہ ساغرِ شراب نہیں
بھڑکتی آگ کا شعلہ ہے آفتاب نہیں۔

جلا دیا ہے کلیجہ کو آتشِ تر نے
جگر ہے سینہ میں یہ سیخ پر کباب نہیں۔

اسی سے جامہ سے باہر ہوئی ہے بنت عنب
کہ محتسب کا کوئی اس پہ رعب و داب نہیں

مضرتوں کے سوا کوئی جس میں نفع نہ ہو
تو ایسی چیز سے کیا فرض اجتناب نہیں

نہیں ہے لال پری شیشے میں یہ ڈائن ہے
جنوں کا جوش ہے یہ لذتِ شراب نہیں

شرابخور میں اور مجنوں میں ہے فرق اتنا
کہ اسکو ہوش نہیں اور اسکو خواب نہیں

نہ پی شراب کہ جل جائیں گے دماغ و جگر
یہ آگ آتش دوزخ ہے سرد آب نہیں

جگر کو کاٹتی ہے دل کا خون کرتی ہے
محبؔ! شراب سا دنیا میں تیز آب نہیں

مردے از غیب بروں آید و کارے بکند

خالصہ تاریخ کے پڑھنے والے بخوبی جانتے ہیں کہ پنجاب کے تجارتی دار الخلافہ امرتسر کے بسانے والے سکھوں کے تیسرے گورو[1] تھے اور یہ ان کی خاص تعلیم کا اثر تھا کہ گورو صاحب کے ماننے والے بساکھی کے موقعہ پر دیگر تیرتھ جاترا کی بجائے انہیں کی خدمت میں حاضر ہونا سعادت دارین سمجھتے تھے۔ جب چیلوں کی کثرت ہو گئی تو سمت ۱۶۱۹ کو قدرت کاملہ سے مستفیض ہو کر آپ نے ایک شہر بسانے کا ارادہ ظاہر کیا۔ چنانچہ جلال الدین اکبر کی اجازت سے کوئی ۲۵۰ ایکڑ قطعہ اراضی موضع تنگ کے زمینداران سے خرید کر یکم ہاڑ سمت ۱۶۲۰ کو حسن اعتقادی کے باعث میاں میر صاحب کے مبارک ہاتھوں سے بنیادی پتھر رکھوایا۔ اور پھر چوتھی بادشاہی کے دور میں یکم ماگھ سمت ۱۶۲۳ کو تالاب کھدوا گیا اور اسکے کوئی ۱۱ برس بعد پانچویں بادشاہی[2] کے وقت تالاب تیار ہو گیا۔ اس وقت سے ہر سال بیساکھی کے موقعہ پر یہ پانچ ککّوں[3] کے ماننے والے پوری عقیدت کیشی سے حاضر ہوتے۔ پھر اس خیال سے کہ دیر تک انہیں گورو صاحبان کی خدمت میں حاضر رہنے کا موقعہ نہیں ملتا کوئی نہ کوئی ایسی بات نکالی جائے جس سے حج کا حج اور بنج بیوپار ہو چنانچہ یہی وجہ منڈی مویشیاں کے رواج کا باعث ہوئی۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے زمانہ میں دیوالی کی منڈی کا بھی رواج ہوا جس

نمبر۱ سکھ مذہب کے بانی بابا نانک تھے۔ آپ کے بعد اور نو صاحب بھی یکے بعد دیگرے گورو ہوئے۔ ان کے گورو گری کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱۔ بابا نانک	(۱۴۶۹ سے ۱۵۳۸ تک)	۲۔ گورو انگد	(۱۵۸۲ سے ۱۵۵۲ تک)
۳۔ گورو امرداس	(۱۵۵۲ سے ۱۵۷۴ تک)	۴۔ گورو رامداس	(۱۵۷۴ سے ۱۵۸۱ تک)
۵۔ گورو ارجن	(۱۵۸۱ سے ۱۶۰۶ تک)	۶۔ گورو ہرگوبند	(۱۶۰۶ سے ۱۶۴۵ تک)
۷۔ گورو ہررائے	(۱۶۴۵ سے ۱۶۶۱ تک)	۸۔ گورو ہرکشن	(۱۶۶۱ سے ۱۶۶۴ تک)
۹۔ تیغ بہادر	(۱۶۶۴ سے ۱۶۷۵ تک)	۱۰۔ گوبند سنگھ	(۱۶۷۵ سے ۱۷۰۸ تک)

نمبر۲ ایک سچے سکھ کے واسطے پانچ ایسی چیزوں کا تحفظ لازمی ہے جو لکھنے میں گورمکھی کے پہلے حرف ککّا سے لکھے جاتے ہیں۔ یعنی کیس۔ کرد۔ کچھ۔ کنگھا۔ کڑا۔

نمبر۳ سکھوں کے گوروؤں کے گدی نشینی کے زمانے کو بادشاہی کہتے ہیں۔

سے سال میں دو دفعہ میلہ ہونے لگا۔ اور ابتک برابر جاری ہے۔

بڈھے بڈھے آدمی کہتے ہیں کہ گو سرگباش مہاراجہ کے زمانے میں بیساکھی کی منڈی خاصی رونق پر ہوتی تھی مگر جس آب وتاب کے ساتھ سنہ ۱۹۰۷ء کی بیساکھی کا میلہ ہُوا ہے وہ امرتسر کو آج تک نصیب نہیں ہُوا۔ قومی محبّت اور خلوص نیّت کے جوش میں ڈوبے ہُوئے گورو کے سکھ چاروں طرف سے اِس لئے موجود تھے کہ ایک تو اسوقت جب مہاراجہ صاحب نابھہ صدر نشین ہوں اپنے قومی کالج کے واسطے جو کچھ ہو ہمّت سے بڑھکر دیکر نام پائیں۔ اور دوسرے شام کے وقت اُن تازہ نونہالوں کو اپنے کامیابی امتحانات کے صِلہ میں صوبہ کے فرمانروا سر چارلس ریواز کے ہاتھوں سے انعام پاتا دیکھیں۔ چنانچہ صبح کے جلسہ کے بعد دو ہی بجے سے کمال شوق کے ساتھ ایکدوسرے کو "واہ گورو جی کا خالصہ واہ گورو جی کی فتح" کہتے ہُوئے لوگ خالصہ کالج جانے لگے۔ ٹھیک اسوقت جب اُدھر گاڑی۔ فٹن۔ لنڈو۔ بمبو کارٹ۔ اکّے وغیرہ کی ڈاک لگ رہی تھی ہال بازار کے وسط میں چھوٹی سی سڑک کی نکڑ پر جو پولیس کی چوکی کو جاتی ہے اور جسکی ایک طرف دیسی شراب کی اور دوسری طرف ایک باورچی کی دوکان ہے کچھ بھیڑ سی جمع ہو رہی تھی۔ پاس جاکے دیکھا تو شراب کی بوتل بڑے جوش میں کھل کھلا کر کہہ رہی تھی۔ "یہ دُنیا والوں کو خوشخبری سُنا دو کہ اگر آپکو کسی سچے دوست کی خواہش ہو تو میری قدر کرو"۔ اِرد گرد کے جمع ہونے والے کہتے تھے کہ یہی کلمات سُنتے سُنتے ہمارے کان تھک گئے ہیں اتنے میں بوتل نے پھر کہا۔ "وقت غنیمت ہے جانے نہ دو۔ مجھ سے بڑھکر کوئی عُمدہ رفیق نہ ملیگا"۔ باورچی کی دوکان سے گھڑی تنک کر بولی۔ "اُس مبارک دن کو یہ سفید جھوٹ۔ جو نما گندم فروش۔ تیرا ستیاناس جائے مٹی کی روغنی تصویر۔ چُپ کور باطن! جس نے تجھے منہ لگایا تو نے اسی کو گرایا"۔

بوتل "اِسی قسم کے الفاظ ازالہ حیثیت عرفی کا باعث ہیں۔ پھر بولی تو ٹھیکری کر دوں گی"۔

گھڑی۔ "تیری ازالہ حیثیت ہوتی ہے اور ان کی نہیں۔ جنکی عزّت۔ صحت۔ اور شہرت پر تو نے پانی پھیر دیا ہے"۔

بوتل۔ "تو ہی کہتی ہے یا اَور بھی کوئی؟

گھڑی۔ "اکیلے ایک ہم ہی یہ نہیں کہتی زمانے میں۔ جسے پوچھو گے وہ یہی کہے گا بے خطر تُسکو"۔

بوتل۔ "توبہ توبہ اکیلے پر کی اُڑاتے ہو۔ اچھا کسی کو منصف ٹھہرالو"۔

گھڑی۔ "بہت خوب! اس سے دُودھ کا دودھ پانی کا پانی ہو رہے گا اور جو ثالث ہوگا دونوں کے دلائل سُن کے خاصی رائے دیگا"۔

بوتل۔ "واہ کیا کہنے!

ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ ہال دروازے کی طرف سے دو سپاہی ایک کھلے کیس۔ قے سے لت پت۔ ہانپتے کانپتے شخص کو لے آئے اور غصہ میں بولے "کمبخت! نہ شراب پیتا نہ یہ حال ہوتا" اور وہ مخمور کہنے لگا "مجھے خالصہ کالج جانا تھا تم کہاں لئے جاتے ہو؟"

حاضرین میں سے ایک "خالصہ کالج تو نہیں۔ اب آپکو حوالات پہنچائیں گے"

شرابی "ہائیں!"

بوتل "اسے کیوں نہیں کالج ہی پہنچاتے"

شرابی "مردار! اب مسخرے بولتی ہے۔ نابکار تو نے مجھے کہیں کا نہ رکھا۔ ہائے! میں جس عقیدت سے کالج میں چندہ دینے آیا تھا اور بجائے اسکے کالج میں رقم دیتا سبھی کچھ تیری نذر کر دیا۔ خدائی خوار تجھپر لعنت۔ تیرے کام پر لعنت۔ تیرے نام پر لعنت۔ تیری ذات پر لعنت۔"

یہ کہہ کے زار و قطار رونے لگ گیا۔

پانی کی گھڑی۔ اگر تم گورو مہاراج کے کہنے پر چلتے۔ شراب نہ پیتے۔ اور یہ دن نہ دیکھتے۔ سنو سچا داکیہ ہے۔

بھانگ۔ ماچھلی۔ سراپان جو کوئی پرانی کھائیں　　کرم دھرم جو کرے سبھی رساتل جائیں۔

شرابی یہ سنتے ہی نہایت مغموم ہو گیا۔ دل پر چوٹیں لگی۔ اور ہاتھ بڑھا کے بوتل کو گردن سے پکڑ کے زمین پر دے مارا اور پانی کے گھڑے کو ہاتھ جوڑ کے ماتھا ٹیکا اور بیہوش ہو گیا۔ سپاہی اُٹھا کے حوالات میں لے گئے۔ دوسرے دن صاحب مجسٹریٹ کے سامنے چالان ہوا اور غریب کو دس روپے جرمانہ ہوئے مگر اُس نے کچہری سے جاتے وقت گڑھے کو گنگھیے کے پاس کیسوں پر رکھ کے سوگند کھائی کہ "اگر گورو کا سکھ ہونگا تو کبھی بھی اس شراب کو منہ نہ لگاؤں گا۔"

رہتی نہ آبرو ہے نہ عزت نہ مال و زر　　اے تیر! بس یہی ہے کرامت شراب کی

دل خوش کن　　(۱) نہایت افسوس ہے کہ بعض تعلیم یافتہ ہندوؤں نے ایک میموریل حکام ریلوے کی خدمت میں اس غرض سے بھیجا ہے کہ ان ہوٹلوں میں جو مسافروں کے آرام کیواسطے لاہور اور دیگر مقامات پر کھولے گئے ہیں شراب بھی ملا کرے (۲) اراک ائلینڈ اینڈ الٹان ریلوے کمپنیوں نے ایک عام اشتہار دیدیا ہے کہ ان کے ملازموں میں جو شخص شراب اور سگرٹ کا استعمال کریگا اپنے آپکو ملازمت سے علیحدہ سمجھے (۳) ویسٹرن الکٹرک کمپنی چکاگو کے اعلان میں علاوہ مندرجہ باتوں کے قمار باز اور بدچلن بھی ملازم نہ رکھے جاوینگے۔ (۴) بعض کمپنیوں نے اس بنا پر کہ شراب پینے والے نشوں کے غلام ہوتے ہیں اور پورے آدمی نہیں رہتے۔ چونکہ ریلوے کی ملازمت کیلئے پورے آدمی چاہئیں نہ کہ دوسری چیزوں کے ملازم۔ اس لئے ان کے ہاں کسی قسم کے نشہ پینے والے ملازم کی کھپت نہیں ہونی چاہئے۔

خیالات و مقالات

یُوں تو آئے دن نئی سے نئی کتابیں چھپتی ہیں۔ بکتی ہیں۔ پڑھنے میں آتی ہیں۔ اُن میں کچھہ مفید بھی ہوتی ہیں کچھہ غیر مفید بھی۔ اور بہت سی ایسی بھی ہیں جو ابھی طبع نہیں ہوئیں مگر اپنے مضمون و مقاصد کے لحاظ سے نہایت ہی مفید ہیں۔ اگر بقول سر آرتھر ہلپس، کتاب کی وقعت کے لئے مصنف کا نام زندہ سرٹیفکٹ ہے تو ہم کہ سکتے ہیں کہ یہ کتاب جس کا نام اوپر لکھا گیا ہے۔ اُنہی کتابوں میں سے ایک ہے جو اپنے بیش بہا مضامین کے باعث اعلیٰ درجہ کی ہیں مگر ابھی تک نہ مصنف کی نظر ثانی کے کاتب کے حوالے ہوئی ہیں اور نہ اُن کے چھپنے ہی کی نوبت آئی ہے۔ مخدومی پنڈت بشن نرائن صاحب مدظلہ کا نام ٹمپرنسی دُنیا میں بخوبی روشن ہے۔ آپنے ٹمپرنسی لکچروں کے متعلق ایک خاص نوٹ بُک اس نام سے (دس برس کے تجربہ کے بعد) لکھی ہے جس سے ہم ذیل کا مضمون مشتے از خروارے و اندکے از بسیارے کے طور پر لکھتے ہیں۔ اُمید ہے جب یہہ کتاب چھپے گی تو پڑھنے والوں کے لئے ایک بھاری قیمتی خزانہ ثابت ہوگی:۔

"نہ چھوؤ۔ نہ پیو۔ نہ کسی کو دو" ہمارے ہاں شراب سے بچنے کے واسطے ایک ایسی عمدہ تعلیم حفظاً ماتقدم کے طور پر دی گئی ہے جس بڑھ کر ممکن ہی نہیں۔ اس لئے یہ ہمارا فرض ہونا چاہئے کہ اس بلائے مبرم کے ساتھ بالکل بے التفاتی کی جائے اور وہ بے التفاتی بھی ایسی کہ سراسر اجنبیت اور غیریت پر مبنی ہو اس کی طرف سے اپنے آپکو دُور رکھیں۔ یاد رہے جو اس خیرہ چشم سے تعارف کروگے مروگے۔ اس سے پُوری جان پہچان ہزار نقصان کا باعث اور محبت موت کے مُنہ کا شکار بناتی ہے۔ زہریلے سانپ سے کھیلنے والے اسکے ڈنگ سے بچ جاتے ہیں۔ مگر اسکا ڈسا ہُوا جہنم کا کندہ ہی بنکے رہتا ہے۔ یہ بُری۔ اس کا نام بُرا۔ اسکے کام بُرے حتیٰ کہ اسکی صحبت بُری۔

صحبتِ ناسزاء و ناا هلاں — مردِ کے نیک را تباہ کند۔
ہر کہ با دیگ ہمنشیں گردد — جامۂ خویش را سیاہ کند۔

قبل اس کے کہ شراب سے کوئی اور اثر نمایاں ہو اسکے پیتے ہی ہوش و حواس کا خاتمہ ہو رہتا ہے وہ پینے والوں کے ہاتھ پاؤں ایسے جکڑتی ہے جیسے کسی سخت قیدی کو بیڑیاں۔ افسوس جامِ شراب یا بوتل

شراب دیکھتے ہی پینے والے اس سرعت کے ساتھ اُس آدمی کی طرح جامۂ بشریت کو چھوڑ کے حیوان مطلق کی خو بو اختیار کر لیتے ہیں جو (الف لیلہ کے مصنف کے خیال میں) اپنی بیوی کی سحر کاری کے باعث دم زدن میں کچھ کا کچھ بنگیا تھا۔ حکمائے یونان کے ہاں ایک مسئلہ تسلسل تخیلات کا ہے جسکے رُو سے ایک خیال کے آتے ہی دوسرا خیال دفعتہً پیدا ہوتا ہے۔ جس طرح بادل کے ساتھ معاً مینھ کا خیال آجاتا ہے۔ جس طرح خزاں کے بعد بہار کا خیال ذہن نشین ہوجاتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح شراب فروشی کی دوکانوں پر زنگار رنگ کی بوتلیں پینے والوں کی کیفیت ظاہری ہیں تغیر باطنی کا باعث ہوتی ہیں۔ کیا اچھا ہو اگر شراب فروشوں کو یہ ہدایت ہوجائے کہ بوتل دوکان کے باہر سجاکے نہ رکھا کریں۔ نہ یہ ہونگی نہ اُن کی نیت میں خلل آئیگا۔

مثل مشہور ہے دیوانوں پر پتھر چلاتے ہیں جو وحشت ہی نہ ہوگی کیوں کوئی ڈھیلا اُٹھائیگا۔ (دہر)

تاریخ اور تجربے نے ثابت کردیا ہے کہ شراب کا جادو وہ جادو ہے جو بنی نوع انسان کی قاطع النسلی اور تباہی کا باعث ٹھہر چکا ہے۔ شری بھاگوت (اسکندا۱۱۔ ادھیائے ۳۰) میں صاف لکھا ہے "جادو بنسی پر بھاس چھیتر میں جب ایک دن تیرتھ برت رکھ کے دوسرے دن مدرا پی کر متوالے ہو گئے۔ اشنان کرنے جو دریا میں اُترے۔ باتوں باتوں میں بات بڑھ گئی۔ شیام جی اور بلرام جی نے بہتیرا سمجھایا ایک نہ سُنی۔ پھر تو لگا لوہا برسنے۔ گھڑی دو گھڑی میں خون کا دریا بہنے لگ گیا۔ اتنے لڑے اتنے لڑے کہ لڑتے لڑتے سب اسلحہ بیکار ہو گئے۔ دریا کے کنارے نہا در ھتی توڑلی۔ چلانے لگے۔ ستوگن اور گیان تو شراب کے باعث جا ہی چکا تھا۔ باپ بیٹا۔ بھائی بھائی ایک دوسرے پر وار کر رہے تھے نتیجہ یہ ہُوا کہ ۵۶ کروڑ آدمی چند گھنٹوں میں عدم آباد کو جا پہنچے"۔

اِسی طرح اَور بھی بہت سی مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ میرے دوستو اِس سے دور رہو۔ کیونکہ اسی میں بھلائی ہے۔ ایشر پرماتما اپنی حفاظت میں رکھے اور سب کو اس بلائے بے درماں سے بچائے۔

نشہ ہندوں سے چھڑایا آلہی یہ بگڑی ہوئی دے بنایا آلہی۔

مٹروپولیٹن ٹمپرنس ایسوسی ایشن کے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر صاحب کمانڈر انچیف نے آرچ بشپ کلکتہ کے ایک سوال کے جواب میں فرمایا۔ "اِس میں شک نہیں کہ ہندوستان جیسے گرم ملک میں سپاہیوں کیلئے الکحل کا استعمال ضروری نہیں اور اب وہ ایسے وسائل عمل میں لانے کی کوشش کر رہے ہیں جس سے ان کے ماتحت افسر اور سپاہی اس سے پرہیز کر سکیں"۔

ٹمپرنس کا روشن اور تاریک پہلو

تاریخوں کے صفحے کہ رہے ہیں کہ جس فرمانروا کو شراب کی لت ہوئی تباہ ہوا کیونکہ ایک یہی مردار ہزار خرابی کا باعث ہے۔ ایران میں جمشید۔ یونان میں سکندر۔ انگلستان میں چارلس۔ فرانس میں لوئس۔ سپین کا آخری کلمہ گو بادشاہ۔ اتابکوں میں سلطان محمد ابن سلغر شاہ۔ خلجیوں میں غیاث الدین ثانی۔ غلاموں میں کیقباد۔ ترکوں میں مراد چہارم۔ ہندوستان میں کورو پانڈو۔ جہانگیر۔ جالغالم کے حالات طشت ازبام کر رہے ہیں کہ ع

تباہ ہوتے رہے ہیں یکسر شراب خانہ خراب پیکر

خیر! یہ تو پرانے قصے ہیں یا معمولی کھوکھے۔ اسلئے ہم اپنے ناظرین کو موجودہ دنیا کے اسٹیج کا تماشا دکھلاتے ہیں۔ سب سے پہلے اِدھر دیکھئے وہ مراکو کا ملک آپکے سامنے ہے۔ یہاں کے فرمانروا سلطان عبدالعزیز کی بادہ پرستی نے آخر ایسے اسباب مہیا کر دیئے کہ جس سے فرانس کو خود بخود اسکے ملک کے حصے بخرے کرنے کی جرأت ہوگئی۔ افسوس! اگر ان کا تصرف مراکو پر ہوگیا تو یہی سمجھو کہ قیام قیامت تک پھر کوئی ایسا ہلالوں بھرا جھنڈا ہوا سے باتیں کرتا نہ دکھلائی دیگا جسکے پاؤں کو طارق کے زمانہ میں اُن سمندر کی لہروں نے خوب شوق سے بوسے دیئے تھے جو سپین کی طرف سے ہزار موج کے ساتھ لہراتی ہوئی دامن کوہ طارق تک پہنچی تھیں۔

ہمیں بُت پرستی و شاہد پرستی　　رساند زاوج بلندی بپستی　　(میر)

ـــ دیکھئے اس دوسرے سین میں کچھ اور ہی رنگ ہے۔ صوبجات متحدہ۔ مدراس اور پنجاب کے سیغہ آبکاری کی رپورٹیں مطالعہ کیجئے۔ اخاہ! ہر دو اوّل الذکر صوبوں کے لفٹنٹ گورنر پچھلے سال میں اپنے اپنے صوبوں کی مرفع الحالی کا باعث شراب کے محصول کی بیشی قرار دیتے ہیں۔ اور آخر الذکر رپورٹ میں کمال افسوس کے ساتھ لکھتے ہیں۔ کہ سال زیر رپورٹ میں پہلی دفعہ ۶ ہزار گیلن ریاست جموں و کشمیر کو گئے ہیں۔ ہم سر لاٹوش اور لارڈ امپتھل کی نسبت کچھ نہیں کہتے وہ اپنی رائے کے مالک ہیں جو چاہیں لکھیں گو اُن کی نسبت وکیل اور روزانہ پیسہ اخبار نے اپنے خیالات ظاہر کئے ہیں۔ مگر ہمیں زیادہ تر ان کلمات کا افسوس ہے جو ہمارے صوبہ کے فرمانروا سر چارلس ریواز کے ہاتھوں کمال افسوس کے ساتھ نکلے ہیں۔ کشمیر میں اگرچہ ایک سرکاری شرابخانہ ہے۔ مگر اسکی کشید شدہ شراب باہر جایا کرتی تھی

اوراب چونکہ پنجاب سے سفیدرم (دیسی شراب) ادھرجالی شروع ہوئی ہے یہ سمجھ لو وہ ملک جسے الیتمورتھ کے جنت ارضی کی تو نہیں بلکہ صانع حقیقی کے آٹھوں جنتوں کا نظیر کہتے ہیں تہذیب اخلاق کے رُو سے تھوڑے دن میں ان مخبوط الحواسوں - وحشی مزاجوں - شرابیوں کا وحشت کدہ بنا دیکھیں گے جو دوزخ کے بادشاہ شیطان کے غلام کہلاتے ہیں - قیافہ شناسوں نے سچ کہدیا ہے - بظاہر یہ آثار اچھے نہیں ہیں -

ضلع امرتسر کی تحصیل ترنتارن سرکاری کاغذات میں خاص طور سے مشہور ہے - چنانچہ پچھلے دنوں جب ناجایز کشید کرنے والے مشتبہ دیہات کی فہرست تیار ہوئی تو اسی تحصیل کے بہت سے گاؤں تھے - ہم نہایت ہی افسوس سے لکھتے ہیں کہ اس مہینہ میں ناجایز کشید کے پانچ مقدمے میاں آیا الفتح تھانہ دار نے گرفتار کئے - ان میں ایک مقدمہ موضع سہتہرہ کا ہے جسمیں لگا سنگھ نمبردار کے بھائی اور بیٹا شریک تھے - اور دوسرا سکھوں کے ایک مشہور تیرتھ کھڈور صاحب کا ہے جہاں سامان کشید ناجایز تھا وہاں گرنتھ صاحب بھی رکھا تھا - لالہ کنہیا لعل صاحب تحصیلدار نے بہت مجرموں کو کافی سزا دی ہے اور نمبردار کی نمبرداری کے برخلاف خاص رپورٹ کی ہے - ہم امید کرتے ہیں یہ حسب منشاء سرکلر صاحب کمشنر آبکاری مورخہ ۱۲ جون سنہ ۱۹۰۶ء کے ضرور ضبط ہوگی -

آجکل صوبجات متحدہ امریکہ میں ہمارے دیش کے ایک مشہور لکچرار مہاشا اناگارک دھرم پال (گوتی) خوب زور شور سے اپنے فرض منصبی کی کوشش کر رہے ہیں - آپنے ۳۰ اگست سنہ ۱۹۰۳ء کو ایک سندر وکھیان بمقام گرین اکڑ دیا تھا - اسکی مفصل کارروائی اخبار لیوئسٹن نیوز میں وضاحت سے چھپی ہے مگر ہم اور مضمون کو چھوڑ کے صرف اپنے مطلب کی چند ایک سطریں لکھتے ہیں -

"بھارت ورش میں کوئی پانچہزار برس سے تقوی شعاری - پرہیزگاری اور پوترتائی کی تعلیم اور اشاعت ہو رہی ہے - ہاں! اسمیں سے اگر دیوبانی کے زمانہ کو نظر انداز کر دیا جائے تو پھر بھی آج سے کوئی اڑھائی ہزار برس اُدھر سے تو اسکے آغاز میں کوئی شبہ ہی نہیں - کیونکہ یہ وہی زمانہ تھا جبکہ مہاتما گوتم (بدھ مذہب کے بانی مبانی) کی تعلیم چاروں طرف پھیل رہی تھی - اسوقت بلالحاظ اس بات کے کہ شراب پینے سے دھرم بھرشٹ ہوگا یا ذات پات پر حرف آئیگا ہمارے بھارت نواسی شراب کا استعمال عملاً عقلاً - مذہباً اور تجربتاً غیر مستحسن اور خراب سمجھتے تھے - افسوس! جب سے اہل مغرب کے ادھر کو قدم مبارک آئے کایا پلٹ گئی - مسلمانوں کے زمانہ میں شراب کا بالکل عام رواج نہ تھا چنانچہ اب بھی جہاں جہاں اسلامی سلطنتیں ہیں مسکرات کا خاصہ انسداد ہو رہا ہے - سب سے پرانے مذہب کی تعلیم یہ ہے یہ شراب کی بدولت تم پر دوزخ کے دروازے کھلتے ہیں - دھن مال کا نقصان ہے -

جھگڑے فساد پیدا ہوتے ہیں - امراض میں مبتلا ہونا - خاندانی عزت کھونا - اور اپنے ہمجنسوں کے نام کو بٹہ لگانا - شرم و حیا کا صفایا کر کے دوپایوں کو وحشی بنانا اس کے عام ہتھکنڈے ہیں - اس کے پینے والوں کو نروان یا حیاتِ ابدی بالکل نصیب نہیں - اور یہ جو مخبوط الحواس - سڑی اور پاگل تمہیں نظر آتے ہیں - بلاشبہ وہی بد نصیب ہیں جو پچھلے جنم میں شرابیں پیا کرتے تھے“

پٹنہ میں لالہ سلطان رائے ایک رئیس ہیں جنہوں نے اپنی بہت سی جائداد غیر منقولہ شرابخوری کی نذر کی تھی - اُن کے دوستوں نے اس خیال سے کہ کہیں خاندان نہ بگڑ جائے صاحبِ ضلع سے سفارش کر کے اسکی کُل جائداد کورٹ آف وارڈس میں کرا دی ہے -

---

”انسان کو یہ سمجھنا چاہئے کہ سود دُشمن کا ایک دُشمن شراب ہے“ -

یہ مقولہ انگلستان کے اس نامور مصنف ڈاکٹر سموئیل سمائلز کا ہے جسکی سبق آموز تصانیف نے یورپ - امریکہ اور دُنیا کے تمام مہذب ممالک میں خوب نام پایا ہے - افسوس اِس فاضل اجل نے جس کی پیدائش سنہ ۱۸۱۲ء میں ہوئی تھی پچھلے مہینے کی ۱۹ تاریخ کو انتقال کیا - اسکی ایک ایک تصنیف تمدن و معاشرت کیلئے مرشدِ کامل سے کم نہیں - جرمن - فرانس اور انگلستان کے ریویو نگاروں نے ہمہ تن ایک زبان سے کہدیا ہے کہ جس قدر اصول صداقت پر اس کی کتابیں مبنی ہیں اور کسی مصنف کی نہیں - اس لئے دُنیا نے پریس سے نکلنے سے پہلے اسکی ہر ایک کتاب کی سوجان سے خریداری کی - یہ نہ صرف طالبعلموں کی مونس تنہائی ہیں بلکہ اُن نوجوانوں کے لئے جو کاروبار زندگی میں داخل ہونا چاہتے ہیں سچی مشیر ہیں - اِسی واسطے اسکی سیلف ھیلپ کو ہونہار نوجوانوں کی انجیل کیرکٹر کو کلیدِ معاشرت - ڈیوٹی کو فرض الفرائض تھرفٹ کو کفایت شعاری کا آلہ - اور سوانح عمریِ جارج سٹیفنسن و تراجم موجد و مخترع کو مشیر باتدبیر کہتے ہیں - اُن میں کئی ایک کے ترجمے بھی اردو میں موجود ہیں - مثلاً تحریبا (ترجمہ سیلف ہیلپ از مولوی حسن علی صاحب مرحوم) معاشرت (ترجمہ کیرکٹر از میر کرامت اللہ صاحب) ڈیوٹی (ترجمہ ڈیوٹی از نوازش علیخاں مرحوم) ہمارے خیال میں ہر ایک انگریزی خواں طالبعلم کو انگریزی میں اور انگریزی نہ جاننے والے اصحاب کو اردو میں کم از کم دو دو تین تین دفعہ وقت نکال کے یہ کتابیں ضرور پڑھنا چاہئیں کیونکہ ان کے لئے مرنے والے نے اچھے قیمتی موتیوں کا ایک بے بہا خزانہ جمع کر رکھا ہے جنمیں کی ایک یہ بھی بات ہے کہ ”تمہارے سود دشمن کا ایک دشمن شراب ہے“ بس یہی وہ اصول انجنیری ہے جس سے شاہراہِ ترقی پر خاصی داغ بیل ہو سکتی ہے

ڈاک

۱۔ دینا ناتھ (ہزارہ)۔ لاہور ٹمپرنس ایسوسی ایشن نے کین صاحب کے انتقال پر ایک اعلان دیا تھا کہ کین صاحب کی سب سے عمدہ سوانح عمری لکھنے والے کو ایک خاص انعام دیا جائیگا۔ مگر جہانتک مجھے معلوم ہے نہ ابتک کسی نے ان کے واسطے اس مضمون کو لکھا نہ انعام پایا۔ البتہ امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی کے واسطے ببر کرامت اللہ صاحب نے ایک مختصر سوانح عمری اس فرشتہ سیرت کی کمال عجلت میں لکھی تھی جو اس ماتمی جلسہ میں جو سوسائٹی کی طرف سے ہوا تھا تقسیم کی گئی اور بیرو سلجات میں بھی تقسیم کی گئی تھی اسکی ایک جلد ارسال ہے۔

۲۔ غلام محمد (کرتارپور) آپ سچ کہتے ہیں کہ جس صورت میں اسلام میں جملہ مسکرات کو کلی طور پر حرام کہا گیا ہے اور حدیث نبوی میں صاف لکھا ہے کہ جو شراب پیتا ہے وہ مسلمان نہیں تو مسلمانوں کو کیا پڑی ہے کہ ٹمپرنس سوسائٹیوں میں شامل ہوں۔ حضرت! منہ نہ کھلوائیے۔ ع دل حسرت نصیب کا قصہ۔ کیا کہوں کچھ کہا نہیں جاتا۔ آپ تصویر کا صرف ایک ہی پہلو دیکھ کے رائے دیتے ہیں اگر اسکا تاریک رخ دیکھا ہوتا تو یہ کبھی نہ کہتے۔ شمولیت یا عدم شمولیت کی تو میں نہیں کہتا مگر کسی وقت فرصت میں کسی شرابخانہ کے پاس چپکے ایک گھنٹہ بھر دیکھتے رہیے اور آنے جانے والوں کی شکل و شباہت سے اپنے ہم مذہبوں کی شناخت کر کے خود ہی فیصلہ دیجئیگا کہ انکے لئے بھی شمولیت کی ضرورت ہے یا نہیں۔

۳۔ ہرسا سنگھ (رنگون) پنجاب میں سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے بھنگ پر کوئی محصول نہ تھا مگر حسب منشا اشتہار ۱۳ مورخہ ۴ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء گورنمنٹ پنجاب نے یکم اپریل سنہ ۱۹۰۱ء سے بھنگ پر فی من چار روپیہ محصول اور فی ایکڑ کاشت پر چار روپیہ معاملہ تجویز کیا ہے۔ سردست ڈیرہ اسمٰعیل خاں ہی میں کاشت کی اجازت ہوئی ہے۔

۴۔ گنگا بشن (لاہور) جس رباعی کو فارسی تذکرہ نویسوں نے جلال الدین اکبر کی طرف منسوب کر رکھا ہے یہ ہے:-

دوشینہ بہ بزم مے پرستاں پیمانۂ مے بہ زر خریدم
اکنوں ز خمار سرگران ست زر دادم و دردسر خریدم

۵۔ نوشیر ... (گوجرانوالہ) ہاں! صاحب اسی ہردوار میں جو ہندوؤں کا مقدس تیرتھ ہے شراب کی دوکان ہے اور ایک نہیں بلکہ کئی۔ کیا کہوں یہ ہمارے اعمالوں کی شامت ہے کہ تیرتھ پر جہاں ایک طرف مہاتما رشی گیان دھیان میں لگتے ہیں جہاں ایک طرف گنگاجی کے اشنان کے بعد رام رام کی سمرن ہوتی ہے جہاں دنیا و مافیہا کا خیال چھوڑ کے سچدانند جی جگدیشر کا خیال کرنا اپنی زندگی کا معراج سمجھا جاتا ہے وہاں بھی شراب کی دوکانیں ہیں۔ ہمارے بھارت ماتا کے پیارے بیٹے اسکا بیوپار کرتے ہیں اور اپنے بھائیوں کو روپیہ لیکے وہ چیز دیتے ہیں جسکا نام بھی لینا ایسے مقامات پر بدتر سے بدتر گناہ ہے۔

(۶) پنڈت بشن نراین صاحب از جہلم مطلوبہ بھجن ذیل میں درج کیا جاتا ہے:-

مایا کا غلام گیدی سو کیا جانے بندگی۔

کیسر کی کائیاں کیاری۔ پودہ لائے گندگی
گندے گندے کام کرے۔ گندگی سے پیٹ بھرے
سادھو جیسی دھوم دھام چوروں جیسے کرے کام
ایک چھن نہیں لینو نام اور مدھ ماس کینو پان
کامنئے سیوں نیوں جوڑے ست گور سے منہ موڑے

روپ اور روپیہ دیکھہ پڑو جانکے پھندگی
لوگوں کو تو کہے گندہ آپ ہی مہاں گندگی
ایک چھن نہیں لینا نام سنتوں سے ہے رندگی
جم کے ناما نے آن دیں گے منہ گندگی
کہیں ہیں کبیرداس دھرکار ایسی زندگی

مسکرات شراب اور پاگل

گورنمنٹ گزٹ صوبہ جات متحدہ آگرہ و اودھ مورخہ ۳۱ جنوری سنہ ۱۹۰۳ء میں پاگلخانہ کی رپورٹ دس سالہ سنہ ۱۸۹۲ء سے سنہ ۱۹۰۱ء تک کے پاگلوں کا نقشہ حسب ذیل ہے:-

سال	پاگلوں کی تعداد			پاگل جنکے سودا کی وجہ		پاگل جنکے سودا کی وجہ ہے				افیون		کیفیت
	داخل شدہ	دوبارہ داخل شدہ	کل	معلوم	نامعلوم	چرس	گانجا	بھنگ	شراب	پینا	کھانا	
۱۸۹۲	۲۶۸	۱۶	۲۸۴	۱۲۷	۱۵۷	۱۷	۲۲	۱۲	۱۱	۲	۴	× ان دو سالوں میں ضلع آگرہ وغیرہ میں افیون کے باعث سودا شدوں کی تعداد [illegible]
۱۸۹۳	۲۵۶	۱۵	۲۷۱	۱۴۴	۱۲۷	۱۴	۴۲	۱۴	۱۷	۲	۱	
۱۸۹۴	۲۳۳	۲۱	۲۵۴	۱۳۴	۱۲۰	۲۳	۲۴	۱۱	۴	۰	۱	
۱۸۹۵	۲۳۹	۲۰	۲۵۹	۱۰۹	۱۵۰	۱۶	۱۶	۹	۱	۰	۰	
۱۸۹۶	۲۵۹	۱۸	۲۷۷	۱۳۹	۱۳۸	۱۷	۱۹	۴	۴	۱	۴	
۱۸۹۷	۲۱۹	۱۹	۲۳۸	۱۱۴	۱۲۴	۹	۱۴	۵	۲	×۲	×۲	
۱۸۹۸	۱۹۴	۱۲	۲۰۶	۱۲۷	۷۹	۲۲	۱۱	۱۱	۲	۰	۰	
۱۸۹۹	۲۹۹	۲۰	۳۱۹	۱۵۶	۱۶۳	۳۰	۱۵	۸	۶	×۲	×۱	
۱۹۰۰	۲۲۸	۱۵	۲۴۳	۱۴۰	۱۰۳	۱۷	۷	۶	۳	۰	۰	
۱۹۰۱	۲۳۴	۱۶	۲۵۰	۱۳۹	۱۱۱	۱۵	۱۱	۵	۳	۰	۰	

خبریں اور نوٹ

امرتسر (۱) ٹمپرنس سوسائٹی کے بدھ اور انوار کے جلسے خوب رونق پر ہو رہے ہیں اپریل کے اخیر ہفتے کو پنڈت لشن نراین جی بھی تعطیل کی باعث جہلم سے تشریف لے آئے تھے اور انکے بعد کے انوار میں بھی خاصی رونق ہو گئی تھی کے پہلے انوار کو مشفقی مسٹر آزاد اور بابو چرنجی لال صاحب نے لکچر دیئے۔ (۲) ہمارے بینڈ آف ہوپ والے خوب زور سے ٹمپرنس مشن کے لئے تیار ہو رہے ہیں۔ یہ ایک پچیس لڑکوں کی جماعت ہے اور غالباً تھوڑے دن میں پبلک کو مخمور چند کا ڈراما کر کے دکھلائینگے (۳) ہمیں نہایت افسوس ہے کہ بعض مسکراتی دوکانیں وقت معینہ سے بعد بھی کھلی رہتی ہیں۔ حکام کو خاص تفتیش کرنی چاہیئے (۴) ہمارے ضلع کی سہ سالہ رپورٹ آبکاری اس مہینے میں حکام بالا کے پاس بھیجی گئی ہے۔ اسکی نسبت مفصل ریمارک تو کسی اور وقت پر کرینگے مگر سردست اتنا کہتے ہیں۔ کہ داروغہ عنایت اللہ خاں نے سال حال میں نہایت ہی خوش اسلوبی سے اپنا فرض ادا کیا۔ ایک کثیر التعداد مقدمات ناجایز کشید دریافت کئے۔ (۵) پنجابی ٹمپرنس لٹریچر میں ایک جدید کتاب لالہ گوری شنکر صاحب سکرٹری ٹمپرنس سوسائٹی قصبہ مجیٹھہ (ضلع امرتسر) نے بنام "زہر دا پیالہ" لکھی ہے جو عنقریب اُردو اور گورمکھی حروف میں شایع ہوگی۔

پلول (ضلع گوڑگاؤں) ہمارے دوست ڈاکٹر گھسیٹا رام ٹمپرنس مشن کی اشاعت میں خاصی کوشش کر رہے ہیں امید ہے ان کی ہمت سے وہاں بھی ایک سوسائٹی قایم ہوگی اور ہم بڑی خوشی سے انہیں ضروری ٹریکٹس بھیجیں گے۔

جہلم۔ ماہواری جلسوں کے علاوہ بیساکھی کے موقعہ پر ایک بڑا بھاری جلسہ بصدارت شریمان سوامی وشودیانند جی ہوا۔ سوامی جی سنسکرت کے بڑے بھاری پنڈت ہیں۔ تعداد حاضرین امید سے زیادہ تھی۔ پنڈت لشن نراین صاحب اور دیگر حضرات نے تقریریں کیں۔ اس ٹمپرنس سوسائٹی کے لئے پنڈت صاحب اور ڈاکٹر عنایت اللہ صاحب کا دم غنیمت ہے۔ ہم بذات خود ان جہلمی بھائیوں کے اتنے مشکور ہیں کہ انہوں نے ٹمپرنس گائیڈ کے مضامین کے ساتھ ایک گونہ خاص دلچسپی کا ثبوت دیا ہے چنانچہ یہ پہلے خود انکو سر سے پیر تک پڑھتے ہیں اور بعد ازاں ہر انوار کے جلسہ میں ایک مضمون عوام الناس کو سُناتے ہیں اور اسی طرح مہینہ میں ختم کر دیتے ہیں۔ یہی ہمارا مدعا تھا اور یہی ہمارا مقصد۔ ہم امید کرتے ہیں کہ دوسری سوسائٹیاں بھی اس سوسائٹی کی تقلید کریں گی۔

نوشہرہ۔ ٹمپرنس سوسائٹی کے پریزیڈنٹ رائے بہادر گوبند لعل صاحب نے کوئی سو فوٹوگراف اپنی طرف سے منگوا کے سوسائٹی کو دیا ہے۔ رائے صاحب پیشتر بھی سوسائٹی کی کتابوں کی اشاعت میں اعانت کرتی رہی ہیں۔ چنانچہ پیام ٹمپرنس اور صدائے ٹمپرنس جو قاضی خیر اللہ صاحب وائس پریزیڈنٹ نے لکھی تھیں آپنے اپنے صرف خاص سے چھپوائی تھیں۔

ہمیں ایک صاحب نے نوشہرہ سے لکھا تھا کہ ہندی میں بھی کچھ ٹریکٹس ہونے چاہئیں۔ ہم ان کے اطمینان کے لئے اتنا لکھتے ہیں کہ اگرچہ ہماری امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی میں "میٹھی چھری" اور "کوڑ اپائی" پہلے سے موجود ہیں مگر ہندی کا ایک خاص ٹریکٹس ودیا ساگر پنڈت بلاقی رام جی (ممبر ٹمپرنس سوسائٹی امرتسر) کو لکھنے کی عنقریب تکلیف دیجائیگی

انبوالہ (پٹیالنگ) ڈاکٹر سندر سنگھ صاحب آنریری ڈاکٹر امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی کے ممبر ہماری سوسائٹی کے ابتدائی زمانے میں خاص طور پر انٹرسٹ لیا کرتے تھے۔ پھر آپنے پٹیالنگ کا ارادہ کیا تو سکرٹری ٹمپرنس سوسائٹی نے ایک الوداعی جلسہ میں استدعا کی۔ کہ "جاتے کو تو جاتے ہو مگر ٹمپرنس مشن کو نہ بھولنا!" آپنے اسکا حتمی وعدہ کیا۔ ہم حیران تھے کہ ابتک آپ کی طرف سے کوئی رپورٹ کیوں نہیں موصول ہوئی۔ جب ٹمپرنس گائیڈ آپکی خدمت میں بھیجا تو آپنے اسکو دیکھکر بڑی خوشی ظاہر کی اور لکھا "میں اپنے کام میں برابر ساعی ہوں۔ یہاں سکھ لوگ زیادہ تر شراب پیتے ہیں۔ میں نے اپنی طرف سے کوئی بات اُٹھا نہیں رکھی" ہم پرماتما اکال پرکھ سے یہی چاہتے ہیں کہ وہ اسکے کام میں سہایتا کرے۔ ڈاکٹر صاحب کو اچھی طرح معلوم ہے کہ ہماری ٹمپرنس سوسائٹی نے جہاں اور وسائل اپنے مقاصد کی اشاعت کے نکالے ہیں۔ ایک خاص طریق تصاویر قلمی کا بھی ہے۔ کپڑے پر بڑی بڑی تصویریں شرابیوں کی مختلف حالتوں کی بنائی جاتی ہیں اور جلسوں کے موقعہ پر آویزاں کی جاتی ہیں تاکہ رہگذر بغیر اس بات کے کہ جلسہ میں شامل ہوں دور ہی سے دیکھہ لیں کہ جلسہ والوں کا مقصد کیا ہے۔ آپنے بھی اس قسم کی چند تصویریں منگوائی ہیں جو عنقریب بنواکے بھیجی جائینگی۔

سرہند نگر۔ بیساکھی پر یہاں بھی ایک خاص جلسہ ہوا تھا مختلف اصحاب نے لکچر دیئے۔ امرتسر سے کتابیں تقسیم کے لئے بھیجی گئی ہیں۔ پنڈت جیا لعل صاحب سکرٹری اور انکے ہم جلیسوں کی مساعی جمیلہ سے اعتراف نہیں کیا جا سکتا

ڈیرہ دون۔ ہم نہایت خوشی سے لکھتے ہیں کہ ٹمپرنس سوسائٹی کے پریذیڈنٹ مہنت لچھمن داس صاحب کی سرتوڑ کوشش سے آخر کار آٹھ ہزار آدمی نے شراب اور دیگر مسکرات کے استعمال سے قطعی نفرت کا اظہار کیا۔

جالندھر شہر میں ٹمپرنس سوسائٹی کے کارکن پنڈت ٹھاکر داس۔ مسٹر ہاگ اور بابو امر سنگھ جی بھی اپنے مقاصد میں پوری کوشش کرتے ہیں۔ انہوں نے گذشتہ ماہ میں ایک جلسہ کیا تھا جسمیں سکرٹری ٹمپرنس سوسائٹی امرتسر نے لکچر دیا تھا۔ باوجود پلیگ کے حاضرین کی اچھی تعداد تھی۔ ہم بڑے خوش ہیں کہ اہل جالندھر بھی اپنی سوسائٹی میں خاص دلچسپی لینے لگے ہیں۔

منٹگمری۔ لالہ دیوان چند صاحب آپکا مضمون آیندہ پرچہ میں درج کیا جائیگا۔

افغانستان نیوز (بحوالہ برلن پوسٹ) رقمطراز ہے کہ "جنرل دالکاف روسی کمانڈنگ افسر یاربن نے چند روسی سپاہیوں کو شراب کے باعث سرحد پر خرابیاں کرتے دیکھکر قطعی حکم دیدیا ہے کہ کوئی شخص روسی سپاہی کے ہاتھ شراب فروخت نہ کرے۔

رنپت انٹی پلیگ میڈیسن
کا
استعمال بیماران طاعون کیواسطے بمنزلہ آبحیات ہے

آجتک کوئی بھی انگریزی ہندی یا یونانی دوائی ایسی پُرتاثیر دوائی دستیاب نہیں ہوئی کہ جسکے مقابلہ میں طاعون ایک معمولی مرض قرار دی جاسکے۔ گذشتہ ۳ سال کے عرصہ میں بڑی جستجو اور عرقریزی کے بعد بمشورہ سنیاسیاں پُرانے ہندی ویدک گرنتھوں کے انوسار صرف یہ ایک "رنپت انٹی پلیگ میڈیسن" ہی ایسی تیار ہوئی ہے کہ جسکے چندروزہ استعمال نے پبلک پر روشن کردیا ہے کہ ہندوستان کی جڑی بوٹیوں میں قدرت نے کیا کیا بےنظیر فواید کوٹ کوٹ کر بھرے ہیں۔ یہ دوائی مختلف صورتوں میں مختلف اعضاؤں پر مختلف طریق سے استعمال کی جاتی ہے۔ جسکی مفصل تشریح معہ ہدایات ضروری پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ دوائی میں درج ہے۔

گذشتہ ایام وبا میں پنجاب کے طاعون زدہ مقامات میں "رنپت انٹی پلیگ میڈیسن" نے نہایت ہی تعجب خیز نتیجے دکھلائے ہیں جسکے واسطے پبلک نے اپنی کمال قدردانی سے کئی سرٹیفکیٹ عطا فرمائے جو بوجہ عدم گنجائش یہاں درج نہیں ہوسکے جس سے رائے زادہ برکت رائے صاحب ویدکی خدمات کا ثبوت ملتا ہے جن کے ہاتھ سے ہزاروں مریض شفایاب ہوئے ہیں اور جنہوں نے عوام کی بھلائی کیلئے امرتسر میں شفاخانہ جاری کیا ہے۔

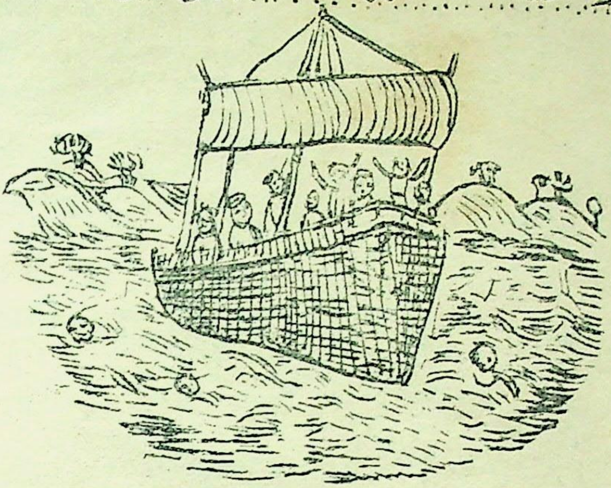
رنپت انٹی پلیگ میڈیسن بکس نمبر ۱ جس میں ایک مریض کیواسطے کافی دوائی بند ہے۔ قیمت عہ؍

رنپت انٹی پلیگ میڈیسن بکس نمبر ۲۔ جسمیں ایک تندرست آدمی کو ۲ ماہ تک پلیگ سے محفوظ رہنے کیلئے کافی دوائی بند ہے قیمت فی بکس صرف عہ؍

المشتہر

مینیجر پلیگ ایجنسی ڈپارٹمنٹ (ایجنٹ بردوکان پنڈت تلسی رام بالمکند) کٹڑہ جیل سنگھ امرتسر

بھارت انشیورنس کمپنی لمیٹڈ



اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ بعض خدا کے بندے کم بضاعت قلیل تنخواہ ۔ اور کثیر اخراجات کے باعث اپنے پسماندوں کیلئے کچھ رقم بھی نہیں چھوڑ جاتے جس سے وہ انکی مرادوں مانگے ننھے مُنّے ۔ وہ انکی چہیتی بیویاں ۔ وہ انکے پیارے قریبی رشتہ کے آدمی انکے آنکھیں بند کرتے ہی اپنی زندگی کا پورا سہارا اور کافی وسیلہ نہ ہونیکے باعث ایک ناگفتہ بہ حالت میں پڑ جاتے ہیں ۔ بھارت بیمہ کمپنی نے جب یہ دیکھا کہ اس سے تو دیس کے نونہالوں کی ایک بھاری تعداد کی آیندہ ترقیوں پر پانی پھر جاتا ہے نہایت ہی باکفایت مواجب پر بیمہ کا کام شروع کیا ۔ اور مندرجہ ذیل مختلف شاخیں نکالیں :-

ا ۔ زندگی کا بیمہ جسکی رقم وفات کے بعد پسماندوں کو دی جائیگی اور چندہ برابر عمر بھر میں دینا ہوگا ۔

ب ۔ زندگی کا بیمہ ۔ جسکے مواجب ایک مقررہ میعاد تک دینے ہوں گے ۔

ج ۔ معمولی بیمہ جسکی رقم ۴۵ یا ۵۰ یا ۵۵ یا ۶۰ برس کی عمر ہونے یا موت واقعہ ہونے پر حاصل ہوگی ۔

د ۔ زندگی کی میعاد کیلئے بیمہ ۔ جسکی رقم یکمشت ادا کرنی ہوگی ۔

ھ ۔ بچوں کی ضروریات تعلیمی اور شادی اپیداکرنے کا سرمایہ ۔

و ۔ ملازمت کرنیوالے کی ضمانت و بڑھاپے میں پنشن دینے کا انتظام وغیرہ بھی ہوتا ہے ۔

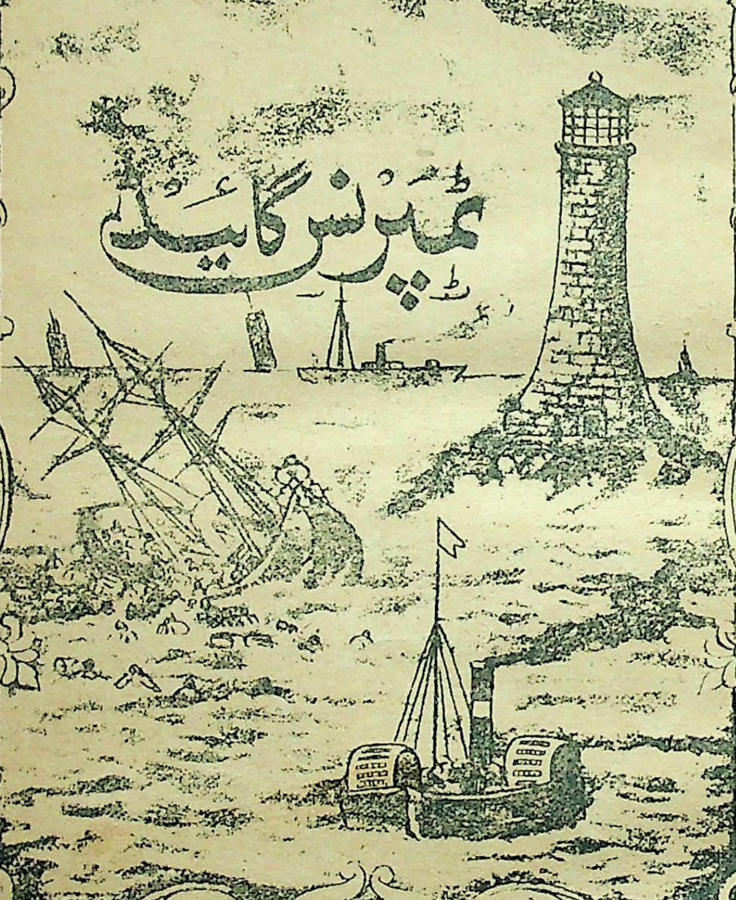
اس کے کل کارکن دیسی ہیں اور دیسیوں کا سرمایہ ہونیکی وجہ سے دیسی صنعت و حرفت کی ترقی میں لگایا جاتا ہے ۔ یہ کمپنی بہر صورت دیسیوں کیلئے ابر رحمت ہے ۔ انجام پر غور کر کے کمپنی میں شامل ہونیکی ٹھہرالیے اور وقت غنیمت سمجھ کے اپنا صحیح پتہ لکھئے تاکہ بھارت انشیورنس بیمہ کمپنی کے متعلق ہر ایک قسم کی واقفیت اور قواعد آپکو بھیجا دے ۔

(درخواست بھیجتے وقت ٹمپرنس گائیڈ کا حوالہ ضرور دیں ۔) ——— **مینیجر** بھارت بیمہ کمپنی لیمیٹڈ لاہور

THE

TEMPERANCE GUIDE

ٹمپرنس گائیڈ



باہتمام نند لعل ہندو میڈیکل ہال امرتسر سے شایع ہوا

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام نند لعل مالک ہندو میڈیکل ہال امرتسر ہونی چاہیے

ٹمپرنس گائیڈ امرتسر

ایک کثیر التعداد خطوط کے علاوہ آئے دن کی بھاری ضروریات محسوس کرنیکے بعد آخر ثابت ہوگیا کہ ٹمپرنس سوسائیٹیوں کے مقاصد کی اشاعت کیواسطے ایک ایسا ماہواری رسالہ ضرور شایع ہونا چاہئیے جس سے نہ صرف دُور و نزدیک ٹمپرنس لٹریچر کی اشاعت ہو بلکہ سوسائیٹیوں کے مختلف ممبروں کو تبادلۂ خیالات کا موقعہ مل سکے۔ عوام الناس کی پوری دلچسپی کا سامان ہو اور ٹمپرنس ریڈنگ مسٹر کا ایک خاص گنجینہ۔

بڑی خوشی کی بات ہے کہ حامیان و معاونان ٹمپرنس کے علاوہ خاص اُن اہل قلم کے بھروسے پر جن کے پاکیزہ خیالات ٹمپرنسی مضامین کیواسطے سند ہورہے ہیں نیازمند نے ٹمپرنس گائیڈ کے نام سے ایک ماہواری رسالہ جاری کیا ہے۔ اور اس میں علاوہ لحاظ زبان کے بالعموم مندرجہ ذیل اقسام کے مضامین درج ہوسکتے ہیں جو نہ صرف ناظرین ہی کو مفید ہیں بلکہ ٹمپرنسی لکچراروں کیلئے ایک سچے گائیڈ اور معاون!

۱۔ اخلاقی۔ علمی۔ تجارتی۔ جسمانی۔ مذہبی اور قومی اصول کے مطابق مسکرات کے مفید اور غیر مفید ہونے پر بحث

۲۔ علمائ، فضلائ۔ بزرگان دین۔ مہاتمائیرش۔ دھرم مُورت حضرات کے خیال و اقوال۔

۳۔ نظمیں۔ بھجن۔ گیت۔ ترجمے۔ خلاصہ لکچر۔ پاکیزہ مذاق۔ انگریزی رسالوں کا انتخاب۔

۴۔ ہر ایک قسم کی طبابت کے مطابق (جس میں ڈاکٹری۔ ویدک۔ یونانی۔ ہومیوپیتھک وغیرہ شامل ہیں) مسکرات کے نقصانات کا اظہار۔

۵۔ ٹمپرنس سوسائیٹیوں کی رپورٹیں۔ اور اُن کی آیندہ ترقی و اشاعت مقاصد کے متعلق تجاویز۔

۶۔ انوکھی طرز کی دلچسپی اور دلبستگی پیدا کرنے والی باتیں۔

۷۔ دیسی محکمہ آبکاری کے متعلق خاص ریمارک۔

۸۔ ہر انگریزی مہینے کے دُوسرے ہفتہ میں شایع ہوا کرے گا۔

۹۔ قیمت سالانہ عہ معہ محصول ڈاک۔

پہلا پرچہ مارچ سنہ رواں سے شروع ہوتا ہے۔
جملہ درخواستیں اس پتہ پر آنی چاہئیں۔

نند لعل ہندو میڈیکل ہال امرتسر

ٹمپرنس گائیڈ

امرتسر

بابت ماہ جون سنہ ۱۹۰۶ء

جلد (۱) نمبر (۶)

پرانی دنیا میں شراب کا استعمال اور انسداد

تاریخ عالم کے مطالعہ سے پایا جاتا ہے کہ باوجودیکہ ہر ایک زمانہ میں بنی نوع انسان نے دنیا و مافیہا کی تکالیف و مصائب سے غم غلط کرنیکا آلہ بدہوشی اور بدمستی کو قرار دے رکھا تھا۔ مگر دوراندیش نبض شناس فلسفی اور تقدس مآب ہادیان وقت نے فرائض منصبی کی جیتی جاگتی مورتی کو سامنے رکھکر شراب کے مخرب نتائج کو اسکی ترویج کے پہلو بہ پہلو بیان کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ بابل۔ فارس۔ یونان۔ سریا (شام) رومۃ الکبرے۔ مصر۔ چین اور ہندوستان کی باجبروت سلطنتوں کے قدیم حالات دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اوّل اوّل تو مصلحان قوم نے سرورِ ابدی و حیات جاوید کے زبانی جمع خرچ سے کام لیا۔ مگر جب وعظ و بکھیان سے کچھ بنتے نہ دیکھا۔ تو مذہبی تعلیم کے ساتھ حکام مقامی کی خاص اعانت کی سرپرستی حاصل کی۔ ایران میں باوجودیکہ جمشید نے اس آب آتش لباس کو "روح پرور" کے نام سے اپنی رعایا کے حوالے کیا تھا۔ مگر زردشتی تعلیم نے انہیں اسکے سراپا مضرت بخش ہونے کی ایسی تعلیم دی کہ وہ اسے گناہ کبیرہ سمجھنے لگے۔ اور اسکے بنانے والے کو برائی کے دیوتا اہرمن کا سچا جانشین۔ اسی قسم کی باتوں نے شراب اور بزم شراب کی طرف سے ایسا بدظن کر دیا تھا کہ وہ ان دونوں کو مخرب اخلاق اور بنی نوع انسان کا حقیقی دشمن متصوّر کرتے تھے (بقول مسٹر رومیش چندر دت) ایرانیوں کی قدیم الہامی کتابیں ژند اور اوستا کئی ایک ایسے حوالے بھی رکھتی ہیں جن سے صراحتاً یا کنایتاً شراب کی ممانعت پائی جاتی ہے (تاریخ شائستگی ہند کے حوالے سے کہنا پڑتا ہے کہ) انکی یہی مذہبی تعلیم انکے اور ان آریاؤں کے درمیان ساہی کا کانٹا ہو گئی جنہوں نے بعد میں سوم رس کا استعمال شروع کر دیا تھا۔ مگر نہایت ہی افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ باوجود

اسقدر مذہبی تشدّد کے اہل فارس کی عشرت پسند زندگی میں ایک ایسا بھی وقت گذرا ہے کہ جبکہ آتشکدوں کی بجائے شراب کی بھٹیاں گرم رہتی تھیں۔ قرابیں عرق عرق ہوتیں۔ قرابوں کو خالی ہونے کا موقعہ نہ ملتا۔ اِس زمانہ کے قدِ آدم بُت اور آدمی تصویریں جو بعض صنادید میں ابتک یادرفتگاں کا دلکش فوٹو سیاحوں کی متجسس نگاہوں کے سامنے پیش کرتے ہیں اسکی زندہ مثال ہیں۔ تالیفات الوالحامد میں ہے۔

*کرمان شاہ سے ۶ میل پر ایک عالیشان محل پہاڑ کاٹ کے بنایا گیا ہے اسکے وسط میں ایک کالبدی ہیئت کے نیچے کسی بادشاہ کا اسٹیچو ایک ہاتھ میں موتیوں کی مالا اور دوسرے میں چھلکتا ہُوا شراب کا پیالہ لئے کھڑا ہے۔

اسی کتاب میں ایک اور جگہ کسی شستر بند اسپ سوار کے برابر ایک دُنیا کی حُور کا ایسا نقشہ دکھلایا ہے کہ اسکے ایک ہاتھ میں تاج ہے اور دوسرے میں جام شراب۔ گویا زبان حال سے اس آہن پوش بہادر کو کہہ رہی ہے کہ ”اگر حریف پر فتح پاکے آگئے۔ تاج بھی تمہارا۔ راج بھی تمہارا۔ ملک بھی تمہارا اور میں بھی تمہاری۔ اور یہ نہیں تو کچھ بھی نہیں“۔ ایرانیوں کی مئےخواری اور میگساری میں ایک رتّی بھر فرق نہ آیا حتیٰ کہ فتح نصیب مسلمانوں نے ان کے کان کھول کر کہدیا کہ ”کل مسکر حرامٌ“۔ جسکے سُنتے ہی غربائے جنکے دل میں ہمیشہ خدا کا خوف جاگزین ہوتا ہے بے جبر و اکراہ اُسی

بینڈ آف ہوپ کا ایک گیت

جو چاہو کہ دن رات بھوکوں مرو	شرابی بنو —— ہاں —— شرابی بنو
جو چاہو کہ تم قرض میں دب رہو	〃 —— 〃 —— 〃
جو چاہو کہ گھر میں ہو فاقہ کشی	〃 —— 〃 —— 〃
جو چاہو کہ ہر دم ہو حالت بُری	〃 —— 〃 —— 〃
جو چاہو کہ دے جائے طاقت جواب	〃 —— 〃 —— 〃
جو چاہو کہ ہو جائے مٹّی خراب	〃 —— 〃 —— 〃
جو چاہو کہ تم پر زمانہ ہنسے	〃 —— 〃 —— 〃
جو چاہو کہ عزت پہ بٹّہ لگے	〃 —— 〃 —— 〃
جو چاہو کہ دنیا میں نکو بنو	〃 —— 〃 —— 〃
جو چاہو کہ مرنے سے پہلے مرو	〃 —— 〃 —— 〃

زردشتی تعلیم پر چلنا شروع کیا - امرا نے جو ہمیشہ اپنی دولت پہ غرّا ہوتے ہیں (بحوالہ امیڈی جیوبرٹ) شہزادوں کی سالگرہوں کے موقعہ پر "آبِ شیراز" کو بالائے طاق رکھنے کی بجائے زینت محفل قرار دیا مگر رفتہ رفتہ انہیں بھی کُلّی نفرت ہو گئی - چنانچہ مسٹر بکنگھم (ممبر پارلیمنٹ) جنہیں انگلستان میں چھپے چھپے شراب فروش اور شرابخوروں سے آئے دن ملنا پڑتا ہے - اپنے سفرنامۂ ایران وغیرہ میں کوئی ۶۰ برس ادھر صاف لکھتے ہیں -

"تین سال ہیں رودِ نیل سے بیت المقدس تک تین ہزار میل کے سفر میں مجھے کوئی سا کروڑ آدمیوں سے سابقہ پڑا - جائے حیرت ہے کہ اتنے بڑے طول طویل سفر میں کل ۶ شرابی دیکھنے میں آئے - باوجود اس بات کے یہ لوگ تناور - قوی - چالاک - چوبند - چُست - قد آور - سڈول - موزون - کوئی ساڑھے ۶ فٹ کے قریب لانبے ہیں گویا وہ پرانے زمانہ کے قوی ہیکل دیو ہیں جن پر یورپ کو بڑا ناز ہے"

سچ تو یہ ہے - ایران کے حق میں خلافتِ راشدہ ابرِ رحمت سے کم نہ تھی - یہ ادھر ہی کا فیضان تھا کہ آخری وقت میں ان کی کایا پلٹ گئی - مگر یہ ہمیں تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ عباسیوں کی بینڈ بازی نے نہ صرف ایران میں بلکہ اور بہت سے مقامات میں بڑا بھاری نقصان پہنچایا -

ایرانیوں کے بعد یونانیوں کا نمبر ہے - یہ لوگ زمانہ قدیم میں دودھ، شہد اور بھنگ سے ایک قسم کی ٹھنڈائی یا سردائی بنایا کرتے تھے جسے وہ اپنی اصطلاح میں نی پن تھی - جام راحت خیز یا آلۂ غمگدار کہا کرتے تھے - اُن کی رزمگاہوں کے لفظی فوٹو کھینچنے والے ھومر مصنف اڈیسی (باب ۴ - سطر ۸ ۲۲) اور بہادروں کے رجز خوان وجل ... اے بی اڈا اسکی تعریف میں بہت کچھ کہہ گئے ہیں - مگر دونوں میں سے کسی نے بھی نہ لکھا کہ اس مرکب کے اجزا کو کس نسبت سے ملایا جاتا ہے - ہسٹری او سیولزیشن (تاریخ تمدن) سے پایا جاتا ہے - جن دنوں یونانیوں کا ستارہ خوب ترقی پر تھا - انکی طبیعتیں عیش پسندی پر راغب ہوئیں - انکی ہوس پرست نگاہوں نے انگور اور شہد ناب سے شراب بنائی - اور جب اسکی کثرت نے ایک طوفانِ عظیم کا خوف دلایا تو لائی کرگس اصلاح پر اُٹھا اس نے محض خلق اللہ کی بہبودی کے خیال سے حکماً انگور کی کاشت بند کر کے اعلان عام کر دیا کہ بدون مشورہ طبیب کے اسکا استعمال کرنے والا قانوناً مجرم ہوگا - دوسروں کو عبرت دلانے کے واسطے وہ اپنے غلاموں کو شراب پلا کر بدنتائج کے اظہار میں مثال سے عمدہ نمونہ قایم کرتا تھا -

اہل کارتھیج نے فوج میں قانوناً شراب بند کر دی - اے تھنز کے مشہور مقنن سولن نے اپنے زبردست قانون میں صاف لکھدیا تھا کہ "شراب کی سزا موت ہے اگر والیِ سرائے بھی شارع عام پر پیتا ہوا دیکھا جائے تو وہ بھی اس سزا سے مستثنیٰ نہیں ہوسکتا"

اہل روما میں کشید کا عمل وہی تھا جو ان کی ہمسایہ سلطنت یونان میں - رامیولس نے جب شہر روم کو

سب سے پہلے آباد کیا اور شہر بسنے کی خوشی میں عام جلسے دیئے۔ ان میں شراب کیا آئی۔ روم کو بعد میں شراب کی منڈی بنا گئی۔ چنانچہ اسکے استعمال سے ایسے فسق و فجور کی بنیاد ہوئی جس سے تنگ آکر اُسے بھی شراب کے برخلاف ایک نادری حکم صادر کرنا پڑا بعد ازاں لوگوں میں یہاں تک نفرت ہوئی کہ اگر کوئی رکن اراکین جمہوریہ میں سے پیے ہوتا تو اسے انصرام امور مملکت کے ناقابل سمجھکر بے عزتی سے نکال دیتے۔ کیونکہ انکی یہ عام رائے تھی کہ زمام حکومت ایسے شخص کے ہاتھ میں نہیں ہونی چاہیئے جسکے دل و دماغ کو شراب خواری نے ضعیف کر دیا ہو۔

بابل میں شراب جو گیہوں اور دیگر اقسام غلہ سے بنائی جاتی تھی مگر وہاں کے مشہور مقنن کھمورابی نے مسیح سے ۲۲۵۰ سال پہلے سنگ سبز کا ایک طویل ستون بنا کے اپنے ملک کی تجارت مسکرات کے متعلق حسب ذیل قانون تجویز کئے تھے:۔

اگر شراب فروش عورتیں

(۱) شراب کے عوض غلہ کے بدلے چاندی لیں، اور غلہ کا نرخ مقابلتاً شراب سے کم کر دیں، تو ان سے جواب طلبی کی جائے اور عوام الناس کو انہیں غرق کر دینے کا اختیار ہے۔

(ب) مفسدوں کو گرفتار کرانے کی بجائے انہیں اپنے مکانات میں جمع ہونے دیں تو قتل کرنی چاہیئے۔

(ج) فصل کے وقت میں کسی کو عمدہ شراب کے ساٹھ کورٹ دیویں، تو اسکے عوض میں انہیں پچاس کا (ھ کا) دیئے جائیں۔

(د) مندر کے قریب نہ رہتی ہوں اور شراب کی دوکان کھولیں یا کسی دوکان شراب میں قدم رکھیں تو زندہ جلا دی جائیں۔

مصر میں منشیات کے استعمال کا مرض ایک غیر معین زمانہ سے پایا جاتا ہے۔ انجیر۔ انار۔ جو۔ کھجور شراب بنانے کا مصالحہ تھا۔ فراعنہ کے دور کی پتھر پر کی تصویروں میں کچھ ایسی بھی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ امرا نشہ میں غین ہیں۔ خدمتگار اُٹھائے ہوئے لے جا رہے ہیں۔ اور عورتیں الگ زمین دیکھ رہی ہیں۔ مگر بایں ہمہ ان کے علمائے دین صاف کہتے ہیں۔ "بچوں کو تقوی شعاری سکھاؤ۔ ایسی تربیت دو جس سے وہ نشی چیزوں سے پرہیز کریں۔ کیونکہ شراب میں ایک ایسا جادو ہے جو انسان کو اپنا غلام بنا کر تباہ کر دیتی ہے۔ یہ قوائے کو کمزور قوت ایجاد کو معدوم کر کے خواہش حیوانی کو بڑھاتی ہے"۔ منگو پارک (مشہور سیاح) لکھتا ہے۔ "افریقہ کے اندرونی حصہ پر اسلام نے یہ اثر پیدا کیا کہ وہ مخمر اور نشہ آور شراب کو چھوڑ کر صرف اس شراب کو پیتے ہیں جو نیچر کی مقدس ہاتھوں سے خود بخود کھینچی چلی آتی ہے (دریا اور چشمہ کا پانی)۔ اپنی تاریخ جاہلیت عرب میں مولوی محمد دین صاحب مرحوم (پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور) نے لکھا ہے کہ عرب میں سخت شرابخواری کی عادت تھی۔ جب بہت شراب پینے کے

بعد دو شخصوں کو ایک ہی دفعہ قے ہو جاتی تو وہ اُنکے مُنہ بولے بھائی کہلاتے تھے۔ سبعہ معلقہ کا مجموعہ جو اہل عرب کی پُرانی تصنیف کا ایک بڑا بھاری معیار ہے۔ شراب کی تعریف میں بہت سے اشعار پیش کر سکتا ہے۔ اِسی شراب کے باعث اُن میں ایسی خونریز لڑائیاں ہوتی تھیں جو قبائل کی قبائل کی تباہی کا باعث ٹھہرتیں۔ دیندار لوگ اس وقت بھی دُور دور رہتے تھے۔ مگر جناب بانیٔ اِسلام نے اسکی قباحتوں کو دیکھکر فلاح و اصلاح بندگان خدا کے واسطے شرابخواری کے برخلاف سخت احکام جاری کئے۔ پینے والوں کیلئے دُرّے اور سنگساری تجویز کی اور اسکی عملی مثال (بقول صاحب بخاری) عبداللہ صحابی کو سزا دیکے دائمی دیگر اسلامی دُنیا میں قایم کی۔ اور احکام شرعی میں صاف فرمایا ”جس شخص کا کپڑا یا جسم شراب سے آلودہ ہو وہ ایسی صورت میں نماز میں شریک ہونے کے قابل نہیں۔ اور نہ شرابی کی شہادت ہی قابل پذیرائی ہے“

مسیح سے کوئی گیارہ سو برس پہلے تک چینی عموماً ناریل اور چاولوں کی شراب بنایا کرتے تھے۔ آئے دن کی کثرت دیکھکر بعد میں یہاں کے ریفارمروں کے مشورے سے فرمانروائے شرابخواری کی تعزیر مقرر کی تھی کہ ایڑیوں پر خوب زور سے لکڑیاں ماری جاتی تھیں۔ تاکہ اسکے رونے اور چلانے کی آواز سے دوسروں کو کان ہو۔ علاوہ اسکے چین میں یہ عام دستور تھا۔ جب سورج خطِ سرطان کی سیدھ پر آجاتا تو شاہان چین خدائے لایزال کی پرستش کے واسطے جاتے تھے اور تمام ممالکِ محروسہ میں پہلے سے ڈونڈی پٹوا دیتے تھے کہ کوئی شخص اس اثنا میں شراب نہ پیئے۔ چنانچہ اس حکم کی خلاف ورزی کرنے والوں کو ایک دفعہ زندہ آگ میں جلا دیا گیا تھا۔ اور دوسری دفعہ عبورِ دریائے شور کی سزا دی گئی تھی ——— م

لورپول والے اب یہ کوشش کر رہے ہیں کہ شرابفروشی کی دوکانیں موجودہ وقت سے پہلے بند ہوا کریں۔ اس تجویز کے محرک وہاں کی سٹی کونسل (میونسپل کمیٹی) کے ایک آزاد منش ممبر مسٹر جان لی ہیں۔ جنہوں نے لائسنس ایکٹ کی دفعات ۷ و ۸ کے منشا پر زور دیکر بہت سے آدمی اپنے خیال کے پیدا کر لئے ہیں۔ انکی ایک یہ بھی رائے ہے کہ اتوار کے مقدّس دن کو بالکل شرابخانے بند ہونے چاہئیں۔ اس ریزولیوشن کی تائید میں گلاسگو۔ ایڈنبرا اور ایبرڈین میں بھی زور ہو رہا ہے اگر مقدّس دنوں کے لحاظ سے شرابخانوں کو بند کرنا ہو تو زہے نصیب کیونکہ ہندوستان پر بھی اسکا اثر نمایاں ہوگا۔ یہاں اتوار کے علاوہ مسلمانوں میں جمعہ اور یہودیوں میں سنیچر اور عام اہل ہنود اور مسیحی المذہب اصحاب کی رائے میں اتوار مقدّس دن ہیں۔ اس صورت میں اور نہیں تو کم از کم تین دن تک تو ہفتہ میں اس آتش خاموش کی سیاہ کاری سے لوگ بال بال بچیں گے اور جب رفتہ رفتہ عادت ہو جائیگی تو باقی نصف ہفتہ میں بھی لوگ لال پری کا ناچ دیکھنا پسند نہ کرینگے۔

ایک اصلاح طلب امر

نارتھ ویسٹرن ریلوے کے لایق ٹریفک سپرنٹنڈنٹ اور رائے بہادر لالہ بشنداس صاحب کے ہم نہایت مشکور ہیں جنکی عنایت سے جملہ ریل گاڑیوں میں موٹے موٹے حروف کے چھپے ہوئے اشتہارات اس غرض سے لگائے گئے ہیں کہ گاڑی میں کوئی صاحب حقہ، تمباکو، سگرٹ، سگار کا استعمال نہ کریں۔ اور جو کرینگے تو قانوناً ماخوذ ہونگے۔ اب ہم رائے صاحب سے التماس کرتے ہیں کہ صاحب ٹریفک سپرنٹنڈنٹ کے گوشگذار ان قباحتوں کو بھی کریں جو بالعموم گاڑی میں مسافروں کی شراب خوری سے واقع ہوتی ہیں۔ ہم نمونتہً چند ایک باتوں کا ذکر کرتے ہیں تاکہ وہ اس سے باقی امور کا بھی موازنہ کر سکیں۔

۱۔ ایک صاحب دوسرے درجہ کی گاڑی میں سوار تھے۔ ابھی ایک سٹیشن سے کوئی دوسرے سٹیشن تک گاڑی نہ گئی تھی کہ کیا دیکھتے ہیں "شر شر" کرکے کچھ پانی سا اُن پر گر رہا ہے۔ کھڑے ہو کر جو دیکھا تو ایک اور صاحب جو اس تختہ پر عین لیٹ رہے تھے مکھیاں اُن کے منہ میں آرہی ہیں اور بدحواسی میں پیشاب نکل رہا ہے جس سے اُن کو جسقدر تکلیف ہوئی خود ہی قیاس کرلو۔

۲۔ ایک سردار صاحب اپنے چند ایک رشتہ داروں اور ایک ملازم کے ساتھ درمیانہ درجہ میں سوار تھے۔ شراب پی ہوئی تھی۔ باوجودیکہ نشہ نے پاگل بنا رکھا تھا نوکر سے بوتل کھولنے کو کہا۔ غریب کو ذرا دیر لگی آپکی بڑی موٹی سوٹی پڑی تھی۔ اُٹھا کے ماری بھنڈر اکھل گیا۔ سوٹی اُچک کے جو پڑی۔ دروازہ کا شیشہ چڑھا ہوا تھا چد چد ہو گیا۔

۳۔ کوئی مخمور جٹ صاحب چند ایک آدمیوں کے ساتھ گاڑی میں سوار تھے۔ نوکر سے کہا کہ میرا دوپٹہ اپنے گلے میں ڈال۔ بیچارے نے ڈالا تو لگے بٹ پر بٹ دینے۔ حتیٰ کہ غریب کی آنکھیں باہر نکل آئیں۔ لوگوں نے جبراً چھڑایا۔ نوکر کو دیر تک ہوش نہ آیا۔ اگر سٹیشن نہ آجاتا اور پانی نہ ملتا تو بیچارہ ضرور ہی مرجاتا۔

۴۔ چند ایک آدمی بوتل لئے انٹر کلاس میں بیٹھے تھے۔ دور چلتا تھا۔ ایک نئے آدمی سٹیشن سے سوار ہوئے بیچارے سے بالکل جان پہچان نہ تھی پہلے تو یونہی سلام بندگی کے بغیر اُسے شامل ہونے کو کہا۔ اس نے انکار کیا۔ اس پر ایک نے دوسرے کے کان میں کہا۔ ذرہ گاڑی چل لینے دو۔ خیر! سٹیشن سے کوئی میل بھر گاڑی گئی ہوگی کہ پھر وہی بات شروع ہوئی۔ اور سب کے سب نووارد پہ آ

پڑے ۔ وہ کتنا ہی پینے سے انکار کرتا رہا ۔ انہوں نے اس کے مُنہ میں جبراً شراب ڈال کر غریب کی بہت بُری گت بنائی ۔

۵ ۔ ایک صاحب کو امرتسر سے جہلم جانے کا اتفاق ہُوا ۔ اس طرف درمیانہ درجہ کی عموماً ایک آدھ گاڑی ہوتی ہے ۔ تعلیم یافتہ صاحبان بیٹھے ہُوئے تھے ۔ بلا کسی لحاظ کے بوتل خالی ہو رہی تھی نووارد کے مُنہ سے بھولے سے اتنا نکل گیا ۔ کہ ”کیا آپ صاحبان اپنے مکان پر نہیں جائینگے“ اس فقرہ کے معنی چونکہ کچھ اور ہی تھے ۔ ایک شرابی نے آؤ دیکھا نہ تاؤ دو رسید کیں ۔ دوسرے نے کھڑے ہو کر ان کے بستر پر پیشاب کر دیا ۔ تیسرے جو اُٹھے تو قے ہی کر کے رہے ۔ غریب کا ناک میں دم آ گیا

الغرض آئے دن اسی قسم کی بہت سی باتیں دیکھنے میں آتی ہیں جن سے فرشتہ خصائل خدا کے بندے شیطنت مجسم اشخاص سے بہت سی تکلیفیں اُٹھاتے ہیں ۔ اوّل تو سب درجوں میں اور نہیں تو کم از کم تیسرے اور درمیانہ درجہ میں اگر شراب کا بھی پینا بند کیا جائے تو ہم کیا بلکہ کل مخلوق خدا پر بڑا بھاری احسان ہوگا ۔

علمِ طبیعات کے دو تجربے

(۱) جس طرح گھڑی کے فنر پر کسی چیز کا ذرا بوجھ پڑ جانے سے گردش رُک جاتی ہے اور گھڑی چلنے سے رہ جاتی ہے اُسی طرح کھانے پینے والوں کے دلوں پر شراب کے باعث ایک قسم کی چربی کا خول پہلے ہلکا سا نمایاں ہوتا ہے جو بعد میں مقدار میں اتنا بڑھ جاتا ہے کہ اسکے بوجھ سے دل حرکت سے رُک جاتا ہے اور نتیجہ موت ہوتا ہے ۔ اسکی دلیل یہ ہے کہ تازہ گوشت کے ٹکڑے کے دو حصے کر کے دو شیشیوں میں جن میں سے ایک میں پانی اور دوسری میں شراب ہو ڈالکر جدا جدا تین دن تک رکھ کر دیکھو تو پانی کی بوتل والا ٹکڑا برابر اپنی حالت میں رہے گا اور شراب کی بوتل والے کا نہ صرف رنگ ہی بدلے گا بلکہ اس پر ایک قسم کی دھندلک اور سفیدی چھائی ہُوئی دکھائی دیگی ۔

(۲) آدمی کا خون صاف شفّاف پانی کی طرح ہوتا ہے جس میں کوئی ایک تہائی سے زیادہ لال رنگ کے گول سڈول ننھے ننھے ذرّے تیرتے نظر آتے ہیں ۔ ان کی مقدار نہایت ہی قلیل ہوتی ہے ۔ اگر کاغذ پر سوئی کی نوک سے ایک انچ کے بیسویں حصّے کے برابر قطر کا دائرہ کھینچا جائے اور خوردبین کی مدد سے دیکھا جائے تو صاف معلوم ہوگا کہ اس دائرہ کا قطر اُن ذرّوں کے مقابلہ میں کوئی دس ہزار گنا زیادہ

ہے۔ انہی ذرّوں کی ہیئت کذائی پر انسان کی صحت کا مدار ہے۔ شراب کے باعث ایک متعفن بلغمی مادہ ان ذرّوں پر سے اکسیجن کم کر کے سیاہی نما قرمزی رنگ میں کاربانک ایسڈ ٹھہر کر سارے خون کو خراب کر دیتا ہے۔ جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ صانع حقیقی نے صحت کے قایم رکھنے کے واسطے پھیپھڑوں کی وردے جس خراب ہوا کو تنفس کے وقت جسم سے باہر نکال لینے کی صورت بنا رکھی ہوتی ہے قایم نہیں رہتی۔

بعض ڈاکٹروں نے پلیگ کے مریضوں کی طاقت قایم رکھنے کے واسطے بمبئی میں شراب کا استعمال جائز رکھا تھا مسٹر کین کے زمانہ میں اعتراض اٹھا۔ چونکہ یہ بات آپکو ناگوار گذرنی ہی تھی آپنے مخالف ڈاکٹروں کے نام خط لکھے۔ علاوہ دیگر اصحاب کے ڈاکٹر وڈ ریڈ پروفیسر تشریح الامراض کیمبرج یونیورسٹی نے ایک بسیط مضمون میں ثابت کر دیا کہ جس صورت میں شراب کا فوری اثر اعضائے رئیسہ۔ دل اور دماغ پر پڑتا ہے تو پلیگ میں کیسے مفید ہو سکتی ہے۔ اب یہ سوال پھر اٹھا تھا۔ ڈاکٹر ٹی۔ ان۔ کل ٹی آک۔ آنریری سکرٹری فارمی۔ سٹڈی۔ ان۔ ابر اسٹے ٹی بار نے پھر انہیں ڈاکٹر وڈ کے دلائل کو دہرا کے جواباً لکھا "شراب پلیگ میں مفید نہیں ہو سکتی۔ قیام صحت و طاقت کیلئے اصول حفظان صحت کا خیال چاہئے نہ کہ برعکس۔

اِس لئے تصویرِ جاناں ہمنے کھنچوائی نہیں!

یہ ایک مشہور مصرعہ ہے جس پر اکثر شاعروں نے گرہیں یا پیش مصرعے لگا کر تضمین سے دوہرا لطف پیدا کر دیا ہے ہمارے ایک ہمہ دان دوست نے ٹمپرنس لیکچراروں کے نوٹ کیلئے حسب ذیل طبع آزمائی کی ہے:۔

مے سے سب کپڑے تھے لت پت چاٹتے تھے کتے رُخ
اس لئے تصویرِ جاناں ہم نے کھنچوائی نہیں

مے نے عقل و ہوش و عزت کا صفایا کر دیا
اس لئے تصویرِ جاناں ہم نے کھنچوائی نہیں

آرہا تھا پاؤں پر افیون کی پینک میں سر
اس لئے تصویرِ جاناں ہم نے کھنچوائی نہیں

وہ قدم رکھا کیا چانڈو نے تنکے کی طرح
اس لئے تصویرِ جاناں ہم نے کھنچوائی نہیں

جسم کپتا ہو رہا تھا بھنگ کے استعمال سے
اس لئے تصویرِ جاناں ہم نے کھنچوائی نہیں

کر دیا معجون نے مجنوں سا مخبوط الحواس
اس لئے تصویرِ جاناں ہم نے کھنچوائی نہیں

پوست نے تن پر بجز از پوست کچھ رکھا نہ تھا
اس لئے تصویرِ جاناں ہم نے کھنچوائی نہیں

جب چرس کی کھینچی گڑگڑے کی کر کے گوشے سے صدا
اس لئے تصویرِ جاناں ہم نے کھنچوائی نہیں

ہو رہا تھا سوکھ کر تن چرس سے مثلِ مدار
اس لئے تصویرِ جاناں ہم نے کھنچوائی نہیں

مولوی الٰہی بخش آصف

پروفیسر عربی و فارسی مشن کالج امرتسر خدا بخشے اچھے آدمی تھے۔ پچھلے مہینہ میں آپنے انتقال کیا۔ بلا تعصب صلح کل۔ ملنسار۔ خوش طبع اور خوش مذاق تھے۔ پنجاب یونیورسٹی ابھی کالج کی حالت میں ہی تھی۔ جب آپ نے وہاں کا کورس پورا کیا تھا۔ مشن کی قریباً ۴۱ برس ملازمت کی۔ کالج سے زاید وقت میں آپ گھر پہ غربا کا مفت علاج کرتے تھے۔ طبیعت کو شعر و سخن سے خاص مذاق تھا۔ انجمن کے مشاعرہ "انجمن اتحاد" کے ممبر مجلس تھے۔ تشبیہ اور استعارات کی قیود سے آپکو خاص اُلنس تھا۔ نہایت ہی سادگی پسند تھے۔ مختصر لکھتے تھے اور خوب لکھتے تھے۔ کلیات اشعار کے علاوہ طب میں "علم تشریح الابدان" کے متعلق آپنے ایک کتاب لکھی تھی جو کوئی بیس دفعہ چھپ چکی ہے۔ مشن کالج ٹمپرنس ایسوسی ایشن کیواسطے آپنے چند ایک نظمیں ہمارے مذاق کی بھی لکھی تھیں۔ سنا ہے وہ اُن سب کو ایک مجموعہ بنا کے چھاپیں گے۔ اور مولوی صاحب کی ایک بڑی تصویر کالج میں رکھی جائیگی۔ چونکہ مولوی صاحب کے کوئی اولاد نرینہ نہ تھی۔ یہ انکے معنوی فرزندوں کی طرف سے عمدہ یادگار ہوگی۔ سنہ ۱۸۹۵ء میں امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی کے واسطے ایک مثنوی لکھی تھی جسے ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ اور دل سے کہتے ہیں۔ الٰہی بخش بر آصف۔

سنو! سننے والو!! ہے سننے کی بات!!! — یہ المختصر ایک ہے سو کی بات۔
جسے کہتے ہو بادۂ خوشگوار — بشر کا گنواتی ہے سب اعتبار
جو کرتے ہیں ہر روز مے خواریاں — انہیں رنج دیتی ہیں کیا خواریاں
یہ فرمارہے ہیں خدا و رسول — یہی ہے گناہوں کی اصل الاصول
سفاہت کا منبع اگر ہے تو یہہ — قباحت کا مجمع اگر ہے تو یہہ۔
کراتی بہت سی ہے یہہ چوریاں — دکھاتی بہت ہی ہے منہ زوریاں
اعزّے کو ذلت دکھاتی ہے یہہ — شریفوں کی درگت بناتی ہے یہہ
بشر سے بناتی ہے حیواں یہی — ملک سے بناتی ہے شیطاں یہی
جو یاروں میں آجاتی ہے الاماں — بہاتی ہے یہ خون کی ندیاں
اسے آفت جاں کہیں تو بجا — اسے دشمن دیں کہیں تو روا

اسی سے گھرانے ہوئے ہیں تباہ — اسی سے ہزاروں کے لب پر ہے آہ
امیروں کو اس نے بنایا فقیر — فقیروں کو اس نے بنایا اسیر
حقیقت میں دشمن ہے یہ جان کی — عدو ہے یہ انساں کے ایمان کی
مدار بشر جان و ایمان ہیں — جو یہ ہی نہیں خاک انسان ہیں
سوائے کے ہیں کچھ نشے اور بھی — جنہیں پیتے ہیں شوق سے آدمی
اطبائے یونان کا ہے بیاں — نہیں فائدہ ان میں غیر از زیاں

یہی عرض آصف ہے اے نیکنام
ہوگے جو نشے تو نکلے گا نام

پرانی تاریخ کا ایک ورق

از "خیالات و مقالات" مخدومی پنڈت کشن نرائن صاحب.

بیاس جی نے چھتری خاندانوں کی بنساولی (شجرۂ نسب) میں جادو بنسیوں کا مورث اعلیٰ راجہ جدو بتلایا ہے۔ اسکی پنتالیسویں پشت میں سری کرشن جی ہوئے تھے۔ اس راجہ کو ایک دن گیان دھیان کا جو خیال ہوا۔ تو رکے تڑکے پالکی میں سوار ہو گوداوری کے کنارے ہو لیا۔ کوئی میل بھر کی مسافت طے نہ کی ہوگی۔ دیکھا مہاتما دتاتری جی آسن جمائے بیٹھے ہیں۔ سواری سے اتر کر پالاگن کے بعد کچھ خدادانی و خداشناسی کی باتیں پوچھیں۔ مہاراج جی نے فرمایا "اگر چشم بصیرت سے دیکھا جائے تو انسان کے لئے سبق حاصل کرنے کے واسطے اس کے جسم سے بڑھ کر کوئی عمدہ چیز نہیں۔ گو یہ ظاہر میں نجاست۔ خون۔ گوشت۔ پوست اور کچھ ہڈیوں کا مجموعہ ہے مگر اس پر ماتما نے اس پر بھی اسے وہ چیز عنایت کر رکھی ہے جسکو کام میں لانے سے یہ مقربان الٰہی تک پہنچ جاتا ہے۔ لوگ گوروؤں کی عبث تلاش کرتے ہیں حالانکہ ان کا اپنا وجود ان کا حقیقی گورو ہے۔ ہر وسے میں رام ہے۔

دل اگر دانا بود اندر کنارش یار اوست — چشم اگر بینا بود در ہر طرف دلدار اوست
گوش اگر شنوا بود جز نام او کے بشنود — گر زباں گویا بود در ہر سخن اسرار اوست

سیوا سے میوا تو ملتا ہے۔ مگر اس سیوا سے میرا یہ مطلب نہیں کہ ہوس رانی اور ہوس پرستی پر کمر

باندھ لیں۔ نفسانی خواہشوں کے بندے ہو جائیں۔ اس صورت میں تو ان کا جینا نہ جینا برابر ہے۔ البتہ اگر انہیں اپنے وجود کی شناخت میں غلطی ہو تو میری طرح ایک نہیں پچیس۲۵ گورو بنا لے۔ کیونکہ باغ آفرینش کا پتہ پتہ سچے گورو کا پتہ دیتا ہے۔*

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

ہاں! ان پچیس گوروؤں میں ننھے بچے کی حالت سے میں نے جو قدرت کا عجیب رنگ مشاہدہ کیا کبھی نہیں بھولے گا۔ بچے کے پاس چاہے کیسی ہی قیمتی چیز کیوں نہ ہو اگر لینا چاہو تو تھوڑا سا میوہ یا مٹھائی دکھلا کے لے لو۔ مگر وہ ہے کہ اپنے خیال کو نہیں چھوڑتا۔ اسی طرح گیانی کو بھی دنیا و مافیہا کا کچھ خیال نہیں ہونا چاہئے۔ مگر فرق اتنا ہے کہ اگر شراب کی صورت پر فریفتہ ہو کے اسکا لاگو بن جائے تو اسکے لئے دنیا جہنم ہے۔ بس کیا راجا اور کیا پرجا سب کو یہی چاہئے۔ جہاں تک ہو سکے شراب سے بچیں۔ گو میرے گوروؤں کی فہرست میں شرابی کا نام نہیں مگر میں اسے اسمیں داخل کر لیتا ہوں کیونکہ میں نے اس سے یہ سیکھا ہے جو شخص سیدھی راہ سے بھٹکتا ہے خوار ہوتا ہے۔ نکو بنتا ہے عزت کھوتا ہے اور آخر گڑھے میں گرتا ہے۔"

بہشت میں سانپ ۔ جب لنڈن سے کوئی ۳۰ میل کے فاصلہ پر گارڈن سٹی کے چند ایک قصبے حال میں آباد ہو گئے تو حکام مقامی نے رعایا کی ضرورت بہم پہنچانے کیلئے وہاں بھی شراب کی دوکانیں کھولنے کی ٹھہرائی۔ مگر پیشتر اسکے کہ کوئی لائسنس منظور ہوتا اس علاقہ کے آباد کرنیوالے مسٹرای ہاورڈ نے شہر کروک میں ایک بڑا جلسہ کر کے عوام الناس سے دریافت کیا کہ آیا وہ اپنے علاقہ میں جو اس وقت امن و امان کے لحاظ سے دنیا کے پردے پر باغ عدن کا نمونہ بنا ہوا ہے اس سانپ کے آنے کو شراب کی تجارت کی صورت میں روا رکھتے جسکے جواب میں سب نے سر ہلا دیا" اور سنا گیا ہے کہ اب سرکاری طور پر وہاں کسی شخص کو دوکان کھولنے کی اجازت نہ ہو گی۔ کاش ہمارے ملک میں بھی لوگ متفق ہو کر نیلام کے موقعوں پر سرکار میں ایسی درخواستیں دائر کیا کریں۔ جن کا مضمون یہ ہو کہ ایک خاص مقام کے باشندوں کو اسکی ضرورت نہیں۔

---

* سری بھاگوت میں رکھیشر دتاتری کے یہ پچیس گورو لکھے ہیں "آگ۔ پانی۔ ہوا۔ مٹی۔ اکاس۔ درخت۔ پروانہ۔ چاند سورج جانور۔ اژدہا۔ شہد کی مکھی۔ مچھلی۔ بنگلا طوائف۔ ہاتھی۔ شہد کی مکھی کا چھتا چھوڑنے والا۔ ہرن۔ تیر بنانے والا۔ چیل۔ مکڑی۔ جبرنگی۔ ننھا بچہ۔ کنپا سانپ۔ (ایڈیٹر)

ذخیرۂ معلومات

ناجایز کشید

ایک ڈپٹی کمشنر صاحب نے کسی جاٹوں کے گاؤں کا سنہ ۱۸۹۹ء میں ملاحظہ کرنے کے بعد صاحب کمشنر آبکاری کو لکھا کہ اگر مندرجہ ذیل امور پر غور کی جائے تو کافی انسداد ہو:-

۱۔ تحصیلداران کی معرفت مشتبہ مواضعات کی فہرستیں معہ اسمائے تھانہ ہائے متعلقہ تیار کرائی جائیں۔

۲۔ مشتبہ مواضعات پر وقتاً فوقتاً ایک خاصی جماعت کے ساتھ مجاز افسروں کے ماتحت دھاوا بولا جائے۔

۳۔ جن مواضعات میں ناجایز کشید ہو وہاں کے نمبرداروں کے ساتھ خاص سلوک کیا جائے

اس پر کل ڈپٹی کمشنران پنجاب کی توجہ سرکلر ۱ مورخہ ۴ دسمبر سنہ ۱۸۹۹ء کی طرف مبذول کی گئی جس میں ناجایز کشید کرنے والے تھانوں میں پولیس کے حلقۂ اثر کو بڑھانے کی تجویز تھی۔ بعد ازاں سرکلر نمبر ۲ مورخہ ۱۲ جون سنہ ۱۹۰۰ء میں یہ اعلان کیا گیا۔ ضلع فیروزپور کے ناجایز کشید کے باعث صاحب ڈپٹی کمشنر نے حسب منشاء قاعدہ ۱۷۹ ضمن اوّل ب قواعد مزارعین، ایک جاٹ نمبردار کو موقوف کر کے اور اس کے کل جانشینوں اور ورثاء کو ہمیشہ کے لئے محروم رکھ کے ایک اور شاخ کے آدمی کو نمبردار مقرر کیا۔ کمشنر صاحب نے اپیل میں حکم بحال رکھکر اپنی یہ رائے لکھی کہ ناجایز کشید کی صورت میں جاٹ نمبرداروں پر واضح ہو جانا چاہئے کہ صرف اسکی وجہ سے وہ اپنے خاندانی حقوق نمبرداری کو کھوتے ہیں کیونکہ (نمبرداری سے موقوفی کی سزا نہایت ہی سخت تعذیر ہے۔ نسلاً نسلی میں نگرانی ہونے پر بھی حکم منسوخ نہ ہوا) فنانشل کمشنر نے اپنی رائے میں لکھا کہ نمبرداروں کے پہلے سے کان کھول دینے چاہئیں تاکہ اگر ان کی شراکت کسی ناجایز کشید میں پائی گئی تو اس سے وہ نسلاً بعد نسلٍ حقوق نمبرداری سے محروم رہیں گے"۔ چنانچہ اس سرکلر کا خاصہ اعلان کیا گیا اور نمبرداروں کو بخوبی واضح کر دیا گیا کہ اگر کوئی نمبردار ناجائز کشید شراب میں شریک ہوگا۔ یا اُسے چھپانے کی کوشش کرے گا تو حسب منشاء سرکلر ۲ حقوق نمبرداری سے نسلاً بعد نسلٍ محروم رہے گا"۔ مگر باوجود اس قدر حکم کے پھر بھی مواضعات

اگر سرکار ملک میں شراب کے عام استعمال کو روکنے کا کافی انسداد نہ کرے گی تو یہ ملک پر ایسا قابو پائیگی کہ پیچھا چھڑانا مشکل ہو جائے گا۔ (لارڈ روزبری)

سے آئے دن ناجائز کشید کی شکایت سُنی جاتی ہے۔ چنانچہ حال میں سرکار نے ایک جدید اشتہار حسب ذیل نکالا ہے:-

اشتہار

عوام الناس کو بذریعہ اس اشتہار کے اطلاع دی جاتی ہے کہ جو شخص کسی سرکاری افسر کو ایسی خبر دیویگا۔ جس سے

(۱) ناجائز بھٹی شراب یا سامان کشید شراب پکڑا جاوے۔ یا

(۲) جس سے ناجائز شراب کشید کرنے والوں پر مواخذہ ہوکر اُن کی سزا یابی عمل میں آوے۔

تو ایسے شخص کو سرکار سے انعام ملے گا جسکی تعداد عـ۲۵ (پچیس روپیہ) سے کم نہ ہوگی۔ یہ بھی مشتہر کیا جاتا ہے کہ اگر شخص مخبر چاہے کہ اسکا نام پوشیدہ رکھا جاوے تو ایسا کیا جاویگا اور اسکو عدالت میں بطور گواہ طلب نہیں کیا جاویگا۔

حسب الحکم سرکار جاری کیا گیا۔ **دستخط**

میجر سی۔ جی پارسنز صاحب کمشنر آبکاری پنجاب

نوٹ:- اشتہار ہذا کے فقرہ اوّل کے بموجب جو شخص ناجائز بھٹی شراب یا سامان کشید شراب پکڑاوے گا اسکو بلاانتظار فیصلہ مقدمہ کے بحکم صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر فوراً انعام دیا جاوے گا۔

ترجمہ صحیح

مورخہ ۱۰۔ جولائی سنہ ۱۹۰۲ء

گوبند رام پرسنل اسسٹنٹ

ہم امید کرتے ہیں کہ اس اعلان کے اثر سے خاصی اصلاح ہوگی۔ نہ سرکار کا محصول ضایع جائیگا۔ اور بدمعاشوں کو خلاف ورزی قانون کی سزا ہوگی۔

سہل لٹکا۔ الائنس نیوز میں ایک ڈاکٹر صاحب کی رائے حسب ذیل لکھی ہے:-

"لوگ شراب اور افیون کے چھڑانے میں ایک بڑی دقت سمجھتے ہیں آؤ ہم تمہیں اپنے تجربہ کا ایک سہل لٹکا بتلائیں۔ جن لوگوں کو ان دونوں کی عادت ہو انہیں بکثرت سیب کھانے کی ہدایت کی جائے۔ تھوڑے دن میں عادت بھول جائے گی۔ میں نے اِسی لئے اپنے اُن دوستوں کی خاطر جو شراب سے پرہیز کرنا چاہتے تھے۔ مگر اپنی ذاتی کمزوری کے باعث مجبور تھے۔ ایک خاصی تعداد سیبوں کی اپنے ہاں جمع کر رکھی ہے۔"

ڈاک

شمس الاطبا حکیم ڈاکٹر غلام جیلانی صاحب (میڈیکل آفیسر قونصل خانہ دولت برطانیہ سیستان) ٹمپرنس گائیڈ کا نام اگر الصوفی رکھا جاتا تو عوام الناس کو اس سے مغالطہ پڑتا تھا کہ یہ رسالہ کوئی ٹمپرنس کا نہیں بلکہ ویدانت یا تصوف کا ہے۔

مسٹر ہوز (جالندھر شہر) ٹمپرنس مشن کی اشاعت کیواسطے جو دورہ آپ کرنا چاہتے ہیں اسکے واسطے آپکو مناسب ہے کہ جس مقام میں ایک دن ٹھہرو اس سے تیسرے دن جہاں جانا ہو وہاں کے ٹمپرنس سوسائٹی کے سکرٹری کو پہلے سے اطلاع دو تاکہ وہ پہلے سے جلسہ کا انتظام کر رکھیں ورنہ ایسا نہ ہو کہ آپ کے دورے میں پوری کامیابی نہ ہو۔ ہاں اس دورے کے دوران میں آپ کو چاہیئے کہ پبلک پر اس مضمون کے مفہوم کو اچھی طرح واضح کردو۔ جو پچھلے مہینہ میں "آخر ہماری آہ الخ.." کے عنوان سے نکلا ہے۔

مولوی روشن بخش صاحب (امرتسر) جو مضمون آپنے "لن سٹ" سے نقل کر کے ارسال فرمایا ہے وہ پہلے ہمارے مئی کے نمبر میں نکل چکا ہے۔ بہر حال آپکی ہمدردی کا شکریہ ہے۔

لالہ ہیرا لعل (گوجرخاں) لنڈن کے بعض شراب فروشوں کا طریق ہے کہ جو لوگ اُنکے ہاں برابر سال بھر آتے رہتے ہیں وہ انہیں ایک تمغہ دیا کرتے ہیں۔ ہم نہیں جانتے۔ تمغہ حاصل کرنے والوں کے واسطے یہ تمغے کہاں تک باعث افتخار ہونے چاہئیں۔ ہمارے خیال میں تو ایسا امتیاز ایک کلنک کا ٹیکا ہے اور کچھ نہیں۔

دوارکا پرشاد (بنوں) ٹمپرنس گائیڈ میں صرف شراب ہی کے برخلاف بحث نہ ہوگی بلکہ رفتہ رفتہ آپ خود دیکھ لیں گے کہ مسکرات کے جملہ اقسام کے متعلق کسی پہلو کو ہاتھ سے نہ دیا جائیگا۔

ہیرا سنگھ (مانسہرہ) ابوالقاسم کا فانوس خیال اگر آپنے پسند کیا ہے تو ہم بھی آپکے اطمینان کے لئے کہتے ہیں کہ یہی خیالات بہت سے دوستوں نے ظاہر کئے ہیں۔ لالہ گوری شنکر (بجیٹھہ) مرلیدھر بھنڈاری (امرتسر) سردار رام سنگھ صاحب وکیل (جالندھر) پنڈت کشن نرائن صاحب (جہلم) لالہ تیجا سنگھ صاحب (ممبر میونسپل کمیٹی بٹالہ) لالہ ہردیال مل (کنجرور) مگر افسوس تو یہ ہے کہ خود ابوالقاسم ہی دو مہینہ سے خاموش ہیں۔

بابو بھگت رام صاحب (ہندو سبھا ہائی سکول امرتسر) ایجوکیشنل کانفرنس لاہور میں پچھلے سال جو تعلیمی کورسوں میں ٹمپرنسی مضامین داخل کرنے کی تجویز پاس ہوئی تھی ابھی تک اسکا ظہور عملی طور پر نہیں دیکھا گیا۔ غالباً سال حال میں کورسوں کی ترمیم کے وقت ادھر ضرور خیال ہوگا۔

منشی ابوالمحامد (مراد آباد) مسکرات کے متعلق اسلام و ہادیان اسلام کی تعلیم پر ایک عمدہ مضمون عنقریب کسی نمبر میں شایع ہوگا۔

جواہر لال (کرنال) سنہ ۱۸۹۹ء میں سرداران مختلف مقامات نے (جن میں زیادہ تر ضلع انبالہ کے باشندے تھے) صاحب کمشنر آبکاری پنجاب کی خدمت میں ایک درخواست دی تھی کہ چونکہ ہم لوگ اکثر خانگی طور پر شراب نکلوا کے انمیں وہ مصالح ڈلوایا کرتے تھے جو ہمارے ہاں بزرگوں سے چلے آتے ہیں۔ اور آجکل ڈسٹلریوں میں بڑی بڑی کلوں کے ذریعے سے شراب نکالی جاتی ہے جہاں ہمارا مصالح ملتفی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کچھہ تجویز ہونی چاہیئے۔ اس پر صاحب کمشنر آبکاری نے سرکلر ۲۴ مورخہ ۱۴ ستمبر سنہ ۱۹۰۳ء کے رو سے یہ اعلان کر دیا تھا کہ امرتسر شملہ۔ کرنال۔ مری۔ سوجانپور کے شرابخانوں میں ایک ایک چھوٹی ولیسی طرز کی بہی بھٹی رکھی جائے اور درباریان گورنر جنرل و لفٹنٹ گورنر میں سے جس کسی کو خاص طور پر شراب بنوانا ہو اپنے خاص مصالح ڈال کے کشید کرا سکتا ہے۔

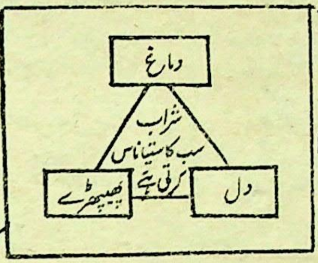
شہد کی شراب

مختلف نباتات کی شکر کو جوش یا اُبال دینے سے اُس میں نشہ آتا ہے۔ مثلاً جو کی شکر سے بیر بنائی جاتی ہے۔ اور انگور کی شکر سے شراب۔ چونکہ شہد میں بھی شکر ہوتی ہے۔ اِس لئے اُسے بھی جوش دینے سے شراب بنجاتی ہے۔

شہد کی شراب اس طرح بنائی جاتی ہے کہ اسکے چھتے کو پانی میں بھگو دیا جاتا ہے۔ پھر پانی کو نتھار اور چھانکر جوش دیا جاتا ہے۔ اسکے بعد اس میں تھوڑی سی پسی ہوئی سونٹھ اور کشمش اور خوشبو کیلیے تیز پات یا یا دار چینی ملا دیتے ہیں۔ پھر اس میں شراب کھینچنے والوں کے ہاں کی تھوڑی سی الیسٹ (ایک قسم اجرام کی) لیکر اسمیں ڈالدیتے ہیں جس سے اُسمیں اُبال اور جوش لگ جاتا ہے۔ اسکے بعد عرق ایک پیپے میں بھر کر ڈاٹ لگا دیتے ہیں اور دو تین دن تک رکھ چھوڑتے ہیں۔ تاکہ پورا جوش لگ جائے اور کوئی چھہ ماہ بعد اُسے بوتلوں میں بھر کر استعمال کرنے لگتے ہیں۔

قدیم زمانہ میں شہد کی شراب نہایت طاقتور اور مفرح خیال کی جاتی تھی اور اکثر کتابوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ پرنس آف ویلز کے خاندان کے طبیب کو شہد کی شراب بنانیکی خدمت سپرد تھی۔ اسکا درجہ درباریوں میں گیارھواں تھا۔ ویلش کے دربار میں ایک قاعدہ مقرر کیا گیا تھا۔ کہ تین چیزیں ایسی ہیں جو سب سے پہلے بادشاہ کی نذر کرنی چاہئیں۔ ان میں سے تیسری چیز یہی شہد کی شراب تھی۔ ملکہ آلزبتھ۔ سکندر اعظم اور اسکے باپ فیلقوس کو یہ شراب بہت مرغوب تھی۔

ہماری رہائش کا مکان



بنی نوع انسان کی زندگی کا دارو مدار حکمت کے رو سے زیادہ تر دل و دماغ اور پھیپھڑوں پر منحصر ہے۔ یہی تین اعضائے رئیسہ کہلاتے ہیں۔ اور اسی واسطے یونان کے ایک فاضل حکیم بطلیموس نے جسم انسان کو ایک مکان سے تشبیہ دی ہے۔ اور اسی تشبیہ کو زیادہ وسعت دیکے دیگر اعضاء کے محل وقوع کو چھوٹے چھوٹے کمرے کہا ہے۔ اور دل۔ دماغ اور پھیپھڑوں کو ایسے کمروں سے تشبیہ دی ہے جو ہر وقت صفائی میں رکھے جاتے ہیں۔ تاکہ بدبو یا عفونت سے مکان کا یہ حصہ جہاں بکثرت رہائش ہوتی ہے خراب نہ ہو جائے۔ دماغ میں ہر قسم کی علمیّت۔ لیاقت اور قابلیّت کے جوہر ہوتے ہیں۔ دل کے ذریعہ سے بدن کے ہر ایک حصہ کی نشوونما ہوتی ہے۔ پھیپھڑوں کے ذمّے سانس کے آنے جانے کا انتظام ہے۔ دماغ کھوپری میں۔ دل سینہ کے اندر۔ اور پھیپھڑے دونوں پہلوؤں پر ہوتے ہیں۔ سارے جسم میں نسیں ریشے رگیں۔ شرائیں اسطرح پھیلے ہوئے ہیں جیسے تار۔ دمبدم کی خبریں دماغ تک پہنچتی رہتی ہیں۔ اسلئے دماغ کو مالک مکان کی رہائش کا کمرہ کہا جاتا ہے۔ کیونکہ ان کے ذریعے اس تک سارے حالات پہنچتے ہیں۔ دل ایک نل کے مشابہ ہو سکتا ہے جسکا ہر وقت یہ کام ہوتا ہے کہ کل اعضا میں ہر ایک حرکت کے ساتھ ایک خاص حصہ خون کا پہنچاتا رہتا ہے جو گردش کرنے کے بعد آلائش ناصاف خون کو واپس لیکر دیگر اعضا میں اخراج کرنے کو واپس کرتا ہے۔ پھیپھڑے ہر وقت صاف ہوا جسم کے اندر پہنچاتے ہیں۔ اور ناصاف کو خارج کرتے ہیں۔ اگر ذرا بھی یہ حرکت سے ٹھہر جائیں تو دم گھٹنے لگتا ہے۔ اور زندگی کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ چونکہ دل۔ دماغ اور پھیپھڑے پر زیادہ تر زندگی کا مدار ہوتا ہے۔ اس لئے انہیں اعضائے رئیسہ کہتے ہیں۔ مگر شراب ایک ایسی مردار ہے جو پینے کے ساتھ خون میں بدل جاتی ہے۔ رگ و ریشہ میں پہلے سے ہی خون بھرا ہوتا ہے۔ اصلی خون کے ساتھ نیا خون ملنے سے زیادہ تر گڑبڑاہٹ سی پیدا ہو جاتی ہے۔ پھر پورا انقلاب واقع ہو جاتا ہے۔ دیکھنے۔ سننے۔ محسوس کرنے۔ بولنے اور چلنے کی طاقت نہیں رہتی۔ چونکہ شرائیں اور رگوں سے دماغ کا تعلّق ہوتا ہے۔ اس لئے شرائیں کے کام نہ کرنے سے دماغ کو نقصان پہنچ جاتا ہے۔ شراب کے باعث دل کی حرکت ۴ ہزار کے قریب بڑھ جاتی ہے۔ مگر بے سود۔ کیونکہ مینوش کے شراب کی حالت میں جو دل کی حرکت ہوتی ہے۔ اس حرکت کے ساتھ ناصاف خون دوسرے اعضا میں جاتا ہے۔ اور خارج نہیں ہوتا جس طرح ایک مشین رات دن کام کرنے

سے بیکار ہوجاتی ہے ۔ اسی طرح دل بھی خراب ہوجاتا ہے ۔ جب دل سے نامصفی خون شرائین کی راہ سے پھیپھڑوں میں جائے وہ اس ہوا کے اکسیجن میں جس سے ہم سانس لیتے ہیں مقابل ہوکر قرمزی رنگت سے گلنار ہوجاتے ہیں اور خراب اکسیجن کو کاربونک ایسڈ گیس میں تبدیل کر کے ایسے عمدہ اکسیجن کی صورت اختیار کرتے ہیں جن پر انسان کی زندگی کا دارومدار ہوتا ہے ۔ پھر یہ اکسیجن ننھے ننھے ذرات کی صورت میں جسم کے کل حصوں میں سرایت کرتے ہیں ۔ یہ اسقدر باریک اور پہلو بہ پہلو ہوتے ہیں کہ بشکل ایک انچ میں تین ہزار نکلتے ہیں ۔ شراب کے استعمال سے یہ اکسیجن کے ننھے ننھے قطرے ہی سخت ہوجاتے ہیں ۔ اور مناسب مقامات میں سرایت نہیں کرسکتے ۔ جسکا نتیجہ ہلاکت ہوتا ہے ۔ اسلئے شراب سب کا ستیاناس کرتی ہے ۔

ٹمپرنس سوسائٹیاں

ہم نہایت ہی افسوس سے لکھتے ہیں کہ باوجود باربار تاکید کے اکثر سوسائٹیوں کی رپورٹیں ابھی تک موصول نہیں ہوئیں ۔ اور نہیں معلوم ہمارے ٹمپرنسی بھائیوں نے اس تجویز کے متعلق کیا کچھ رائے قایم کی ہے جو ہمنے پچھلے مہینہ میں "آخر ہماری آہ نے کچھ تو اثر کیا" کے عنوان سے لکھی تھی ۔ جہلم والوں کے سوا کسی سوسائٹی نے ادھر خیال نہیں کیا ۔ مجبوراً کہنا پڑتا ہے کہ اول تو ٹمپرنس سوسائٹیاں خاموش ہیں اور جو انہیں کچھ عملی کارروائی کرنے کو کہا جاتا ہے تو کتراتے ہیں ۔

امرتسر ۔ ۱ ۔ ٹمپرنس سوسائٹی ۔ تبدیل موسم کے باعث بدھ اور اتوار کے جلسے خاصے ہوتے ہیں ۔ مئی کے آخری ہفتہ کو ہال دروازہ کے باہر نیو الفریڈ تھیئیٹریکل کمپنی کے منڈوہ میں جو سیٹھ سہراب جی اور مانک جی کی خاص عنایت سے ملگیا تھا ایک بھاری جلسہ ہوا ۔ بہت سے اکابر شہر مثلاً رائے بہادر گاگرمل صاحب میاں فیروزالدین صاحب آنریری مجسٹریٹ ۔ بہت سے قانون پیشہ وغیرہ بھی جمع تھے ۔ پنڈت لبھن نرائن صاحب کا خاص لکچر "مدارِ ترقی" پر کوئی اڑھائی گھنٹہ کے قریب ہوتا رہا ۔ پنڈت صاحب نے ایک ایک فقرے میں "مدار ترقی" کا اصل اصول نہایت ہی خوش اسلوبی سے بیان کر کے کہا ۔ میرے دوستو! آج تھئیٹر والوں نے داؤ پیچ کا تماشا کرنا ہے اور آپ میں سے بعض صاحبان نے دیکھا بھی ہوگا ۔ اور جو سچ پوچھو تو دنیا ایک عجیب تماشہ گاہ ہے اور یہاں آئے دن داؤ پیچ کے تماشے ہوتے رہتے ہیں ۔ کوئی نئے داؤں پیچ کی سوچتا ہے اور کوئی یہ کہتا ہے کہ جس طرح ہو دوسرے کو داؤں پیچ سے جکڑوں ۔ مگر بعض آئے دن نئے سے نئے داؤں پیچ اختراع کرنے ہی کو "مدار ترقی" سمجھے بیٹھے ہیں ۔ این خیال است و محال است و جنوں ۔ اور بعض اس سائینس کے زمانہ میں مذہبی پابندی کو بادہ بہ دائی ۔ سمجھنا ہی سچی آزادی

خیال کرتے ہیں۔ حالانکہ آجکل مذہب اور دھرم کے سچے عقیدت کیشوں کے خیال سے (مجھے معاف فرمائیے گا) نہ ہندو ہندو ہیں نہ مسلمان مسلمان۔ نہ عیسائی عیسائی ہیں نہ سکھ سکھ۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ ہندو جنکے دھرم کی سچی تعلیم تھی "نہ چھوتو۔ نہ پیو۔ نہ کسی کو دو"۔ رات دن شراب اور دوسرے نشوں میں غرق رہتے ہیں۔ مسلمان جنکے مذہب کے رو سے "پینے والے مسلمان نہیں ہوتے"۔ "اُم الخبائث" کے دلدادہ ہو رہے ہیں۔ انجیل عیسائیوں کو صاف کہتی ہے کہ "شرابی لعنتی ہے"۔ پھر لعنتی بنتے ہیں ہماری فوج کے مایہ ناز سکھ خود پڑھتے ہیں کہ سرایان کے باعث "نیم کرم جتنے کرے سبھی رسائل جائیں"۔ پھر آنکھوں پر پٹی باندھتے ہیں۔ مدار ترقی یہ نہیں کہ پیکے مدہوش ہو کر نالیوں میں گریں اور اصحاب کہف کے ہمسفر چارپائے کی نسل میں سے کوئی نہ کوئی منہ کو چاٹے گو یہ مدار ترقی ہے بھی اور نہیں بھی کیونکہ ایسی باتوں سے یہ اشرف المخلوق اپنے درجہ سے گر کر پوری ترقی معکوس کرتا ہے۔ مسکرات کبھی مدار ترقی نہیں ہو سکتے بلکہ چلتی گاڑی کی راہ میں روڑا اٹکاتے ہیں۔ اس لئے سب کو کمال توجہ کے ساتھ وہ مضمون پڑھنا چاہیئے جو سی کے ٹمپرنس گائیڈ میں "انسداد مسکرات" کے متعلق نکلا ہے۔

۲۔ بینڈ آف ہوپ اب پوری کوشش سے کام کر رہا ہے اور اُمید ہے کہ پوری کامیابی حاصل کرے گا۔

۳۔ مشن کالج ٹمپرنس ایسوسی ایشن کے بھی جلسے ہوتے ہیں۔ ایک لائبریری کے لئے ہوا خواہان ٹمپرنس سے مدد کی اپیل گئی ہے۔ سوشیل گیدرنگ کے موقعہ پر پرنسپل (پریزیڈنٹ) نے ایک ظرافت آمیز سپیچ میں ان نقائص کو بیان کیا جو طلبا سے بالعموم پڑھنے میں ظاہر ہوتے ہیں۔

۴۔ گولڈن ٹمپل لاج کچھ عرصہ سے ذرا سست پڑا ہوا تھا۔ اب امید ہے کہ بفضل خدا ترقی پر ہوگا۔

لاہور۔ ٹمپرنس ایسوسی ایشن کا سالانہ جلسہ پلیگ کے باعث ملتوی ہوا۔

جالندھر سوسائٹی نے اپنے سکرٹری کو ٹمپرنس پرچار کے لئے بہاولپور۔ ملتان۔ قصور۔ کانگڑہ وغیرہ کے دورہ پر ۱۶ جون کو بھیجنے کا ارادہ کیا ہے۔ مقامی سوسائٹیوں کو آپکی خاص مدد کرنی چاہیئے۔

نوشہرہ۔ بجبیہرہ۔ کشمیر اور دیگر سوسائیٹیوں کی اس مہینہ میں کچھ رپورٹ نہیں آئی۔

فیروزپور۔ بھائی رام سنگھ سکرٹری ٹمپرنس سوسائٹی کی کوشش سے مستقل سوسائٹی قایم ہوگئی ہے۔ سردار گورمکھ سنگھ صاحب پلیڈر پریذیڈنٹ قرار پائے ہیں۔ تسبل تشنہ۔ ثاقب اور عبدالحق صاحب اگر مضامین ٹمپرنس پر طبع آزمائی کرینگے تو عمدہ ٹمپرنس لٹریچر بہم پہنچا سکیں گے۔ یکم مئی سے اتوار کے دن بیروں دروازہ تالاب خوب رونق سے جلسے ہوتے ہیں اور ہر ایک جلسے میں چند ایک نئے پلیج لکھے جاتے ہیں۔ ہم دل سے اسکی ترقی چاہتے ہیں۔

منٹگمری میں ابھی تک کوئی ٹمپرنس سوسائٹی نہیں۔ نہایت خوشی کی بات ہے کہ ہمارے لالہ دیوا چند احسن نے وہاں جلنے کے بعد کچھ اُمید دلائی ہے۔ چنانچہ ۹ مئی کو سنگھ سبھا کا ایک جلسہ تھا۔ احسن صاحب نے ٹمپرنس بھجن گانے کی اجازت مانگی جسکے منظور ہونے پر آپنے کہا "چونکہ یہ ٹمپرنس لکچر دینے کا موقعہ نہیں مگر صرف اتنا کہے دیتا ہوں۔ اے خالصہ

صاحبان! جس گرنتھ صاحب کے چرنوں میں اس وقت آپ ہو اس میں شراب کی سخت ممانعت ہے۔ اسلئے بھجن گاتا ہوں۔ بھجن کے بعد میرا لکچر دس بجے رات پر رکھا گیا۔ حسن اتفاق سے ساڑھے نو بجے رات کے مجھے وقت ملا۔ اسوقت رائے ہرنام اس صاحب شہر کے معزز ڈپٹی کمشنر یا ڈسٹرکٹ جج بھی موجود تھے۔ مَیں نے مختصر تمہید کے بعد میر صاحب کا ڈیڑھ گھنٹہ شروع کیا اور ختم ہونے پر چھوٹا سا لکچر دیا۔ لیکن اسوقت زیادہ دیر ہونیکی وجہ سے کوئی عملی بات ظہور میں نہیں آئی دوسرے دن ۲۰ کی رات کو ایک ٹھاکردوارہ میں پنڈت جگل کشور صاحب کے ہاں ایک مختصر سا جلسہ تھا۔ حسن اتفاق سے میں بھی وہاں پہنچا۔ پنڈت جی باجہ بجاتے تھے میں نے بھی سنگیت پنجابی کے کچھ بھجن گائے۔ سب سن کے محظوظ ہوئے۔ ہاں! کہہ سکتا ہوں۔ اگر پنڈت صاحب نے میرا ساتھ دیا۔ تو ضرور کامیابی ہوگی۔ میرا کسی باجہ بجانے والے صاحب سے یہاں چنداں تعارف نہ تھا۔ اب یہ کمی تو پوری ہوگئی۔ باقی سب ایشور کے ہاتھ ہے۔ ہاں وہی اپنے کام میں آپ مدد دیگا۔" ہمکو احسن صاحب سے قوی امید ہے کہ وہ جلدی ایک سوسائٹی کے قایم کرنے کی ہمیں خوشخبری سنائینگے۔

ٹمپرنس کا روشن اور تاریک پہلو

—— بھنگہ کے ایک نمبردار کو جب کبھی تحصیل متعلقہ میں جانا ہوتا تو ایسے نمبرداروں سے بھی ملاقات ہوتی جو شراب کے پورا شکار ہو چکے تھے اور فخریہ کہا کرتے تھے "گھر کی نکالی ہوئی روز پیتے بھی ہیں اور پلاتے بھی ہیں"۔ ایک دن اُن میں سے بعض نے یہ صلاح کی چاہے کچھ ہو ایکے اسے ضرور پلائینگے۔ قصہ مختصر دس بارہ نمبرداروں نے اسکو ایسا مجبور کیا کہ پینی ہی پڑی۔ پھر کیا تھا مفت خوروں نے اُڑانا شروع کیا۔ اب نمبردار صاحب کا یہ حال تھا کہ جب کبھی پی کے آتے بیوی بچوں کو نہایت تنگ کرتے۔ اسکی یہ حالت دیکھکر ایکدن اسکی بیوی نے تنگ آکر کہا "چودھری جی آپ تو مہاتما تھے۔ آپکا کچھ قصور نہیں یہ سب اسی مردار کا نتیجہ ہے جو آپکے سر پر سوار ہے"۔ ان لفظوں میں کچھ ایسی مقناطیسی تاثیر تھی جس کے سننے کے بعد اس نے پھر کبھی شراب کا نام نہیں لیا۔

—— الیشول میں ایک ڈاکٹر صاحب جائی نامی تھے۔ ایک دن نشہ میں غین تھے۔ سر میں سمائی کہ بیوی اور بچوں کا مُفت کا جھمیلا ہے۔ اُنکا فیصلہ کرنا چاہئے۔ ایک بڑا ہتھوڑا اُٹھا کے پہلے بیوی کے پیچھے ہوئے۔ غریب نے گھر سے نکل کر لوگوں کو مدد کیلئے بُلایا۔ قبل اسکے کہ وہ ہمسایوں کے ساتھ گھر میں اُلٹے پاؤں واپس آئی۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنے تین بچوں کا جنمیں سے ایک دو برس کا دوسرا چار کا اور تیسرا چھ کا تھا کام تمام کر کے گھر کے ایک حصہ کو آگ لگادی۔ بچے تو مر چکے تھے۔ خیر! اس مدد سے اتنا ہوا کہ گھر پھنکنے سے بچ گیا۔

—— پچھلے سال ایک باغ میں چند ایک دوست سیر کو گئے۔ اور شام کو شراب کی کٹھری پیتے وقت باتوں باتوں

ہیں اتنی بات بڑھی کہ ایک نے بوتل اُٹھا کے دوسرے کے ماری بھنڈار اکھل گیا سب کے سب زیر حراست ہوئے

——— ایک صاحب شراب پی کے ہوا خوری کو نکلے۔ راستہ میں خیال آیا کہ اگر ریل کی پٹڑی پر ہو کے چلیں تو جلدی پہنچیں گے۔ اسکے ساتھ ہی اُدھر کو ہو گئے۔ کوئی دس منٹ نگذرے تھے کہ بھپ بھپ کر کے ریل گاڑی آئی اور وہ شرابی صاحب ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔

——— مقام بفلو میں ایک شخص مسمی جوزف ابرام نے شراب کے باعث کسی دوسرے کو کوٹ کوٹ کے نیم مردہ کر دیا گرفتاری ہوئی اور خاصہ جرمانہ ہُوا۔

——— کارنیج میں فریڈرک انڈریو نے نشہ کی حالت میں اپنے سر میں پستول ماری۔

——— امرتسر میں ایک صاحب جنکے نام کا آخری جزو "لعل" ہے ایک دن پی کے اس کوٹھے والی کے پیچھے گئے جنکے یہ اکثر جایا کرتے تھے۔ اس بازاری عورت کے ملازموں نے بلا اس لحاظ کے کہ برسوں تک آپکا خوب کھایا ہے فہمی خاطر کی "بٹ ٹرلیشن" اور "چھیترلیشن" سے لالہ جی کا ناک میں دم آگیا۔ جب سخت مار کے باعث نیم مُردہ ہو گئے تو اُٹھا کے مکان کے باہر پھینک دیا۔ دوسرے دن صبح کو جب ہوش میں آئے تو اپنے آپ میں کہنے لگے "ہائیں! میں کہاں؟"

——— لاہور میں ایک صاحب (جنکا نام ہم مصلحتاً لینا نہیں چاہتے) سرشام پی کے لٹو ہو گئے۔ آدھی رات کو پھر پینے کا خیال ہُوا۔ دیکھا تو بوتل خالی۔ اُسی حالت میں اُٹھے اور پہنچے شراب فروش کی دوکان پر۔ وہ خود تو دس بجے اپنے گھر چلا گیا۔ مخفی طور پر وقت کے بعد فروخت کرنے اور ساتھ ہی حفاظت دوکان کے لئے جس آدمی کو سُلا گیا تھا آپنے اُسے اُٹھایا۔ اور دو روپے دے کے بوتل مانگی۔ وہ بھی نیم خوابی کے عالم میں لپک کر سپرٹ کی بوتل اُٹھا لایا۔ آپنے کھڑے کھڑے آدھی اڑائی باقی گھر پہنچکر۔ کمبخت نے حلق سے اُترتے ہی اپنا کام شروع کیا پھیپھڑے جلا دیئے۔ صبح خون آیا ہسپتال گئے۔ وہاں والوں نے دوائی تو دی مگر فائدہ نہ ہُوا۔ امرتسر اپنے رشتہ داروں کے ہاں آئے۔ یونانی علاج شروع کیا اُس نے بھی کچھہ نفع نہ دیا۔ اپنے نوجوان بیٹوں کو نزع کے وقت وصیت کی کہ "بیٹا! دیکھنا۔ شراب کو مُنہ نہ لگانا۔ یہ دوست بنکر دشمنی کرتی ہے۔ من نہ کردم شما حذر بکنید" بہم دو دن سخت تکلیف اُٹھا کر مر گئے۔

——— دھاریوال (ضلع گورداسپور) میں رام دتا مل دت بھی ایک ٹمپرنس سوسائٹی قایم کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ایشر کامیابی دے۔ ہماری سوسائٹی ٹریکٹ۔ تصاویر وغیرہ سے ہر طرح مدد دینے کے لئے تیار ہے۔

——— ہم الف ۱۰۹ (لالہ گوکل چند صاحب آریہ پرچارک) کے مندرجہ ذیل اصحاب کے نام رسالہ جاری کرا نیکے لئے مشکور ہیں دیوان بشن چند صاحب (آریہ سماج) لالہ دیوید اس صاحب (لوہار) مسٹر امجید اس صاحب (رنگون) لالہ کالو مل صاحب (آریہ سماج) بابو مہاں بیر پرشاد (کلکتہ) لالہ پھیرا یا رام (گجرات) لالہ اننت رام (لاہور)، بابو صاحب سنگھ گوجرانوالہ) لالہ تیرتھ داس لال (گوجرانوالہ) لالہ گوپی چند جاہل ضلع گوجرانوالہ) لالہ امر چند (حافظ آباد) دیوان کرپا رام (حافظ آباد) - لالہ

ہم نہایت افسوس سے لکھتے ہیں - کہ بھائی رام سنگھ صاحب سکرٹری ٹمپرنس سوسائٹی فیروزپور ۱۵ مئی کو جب لکچر کی تیاری کر رہے تھے تو آپکی بوڑھی والدہ کو ایک چالاک عورت دھوکا دیکر پچاس روپے لے گئی - بھائی صاحب نے اس خیال سے کہ جلسہ میں ہرج نہ واقع ہو اس عیارہ کا تعاقب نہیں کیا - اکال پرکھ خود مدد کریگا

لارڈ کیشب دیو صاحب بھارگو تبدیل ہو کر لکھنؤ جاتے ہیں اور دل سے چاہتے ہیں کہ وہاں ٹمپرنس پر چار کریں - ہم اُمید کرتے ہیں کہ بابو گنگا پرشاد صاحب ورما اور مرزا آبادی صاحب بی اے ان کی خاص مدد کرینگے لکھنؤ کا وہ علاقہ ہے جسے عیش پسند ہندوستان کا پیرس کہتے ہیں - اور وہاں کے چنڈو خانے فسانہ آزاد جیسی کتاب میں مذکور ہو چکے ہیں - بھارگو صاحب خدا نے چاہا تو اپنے ارادوں میں ضرور کامیاب ہونگے -

شراب کا محصول - حسب منشاء اعلان ع ۳۱۲۲ مورخہ ۲۲ اگست سنہ ۱۹۰۱ء شراب ساخت ہند کا محصول ایک لنڈن پروف گیلن کیلئے چار روپیہ فی گیلن قرار دیا ہے - شراب آمدہ ممالک غیر کا محصول بندر پر لیا جاتا ہے جسکی شرح حسب ذیل ہے - معمولی شراب ۷ روپیہ - خوشبودار ۸ روپیہ - دوائیوں کے استعمال میں آنے والی فیصدی ۵ روپیہ - وائن شمپین - سپارک لنگ ۸ر - باقی اقسام کی ع۸ر فی گیلن - (آبکاری پمفلٹ صفحہ ۷۲)

دشمن صحت انساں ہیں نشے جتنے ہیں
یہ نہ سچ ہو تو سمجھیں آپنے جھوٹا کہا - ببر

گمنام وہ بشر ہے کہ جس کا پسر نہیں۔

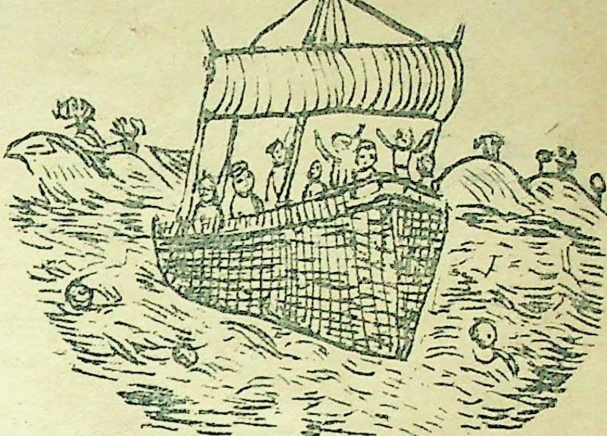
ہمکو خود نمائی و خود ستائی سے سخت عار ہے ہمیشہ امر فی الاصل مدعا کا اظہار ہے کہ گو کثرت اشتہارات سے کذب و راستی میں فرق کرنا دشوار ہے لیکن اگر عقل و دور اندیشی سے کام لیا جائے تو راستی کا نشان آشکار ہے۔ صداقت کو پائیگا اگر سو پیچ سمجھکر جانچو تو یہ الا ہے سچائی کو پائداری ہے اور صداقت ہی کا بول بالا ہے۔ جب کوئی اپنی جان عزیز اور گرانمایہ صحت بلا امتیاز انجام و آغاز ایسے مشتہروں کے سپرد کرے جو نہ بید ہیں نہ ڈاکٹر نہ طبیب دانشور۔ صرف دوا فروش اور ان میں بھی گندم نما جو فروش تو کیونکر کامیاب ہوں۔ میں نے چالیس سال علم طب کی تعلیم و تعلم میں صرف کئے اور متواتر تجربات کے بعد اکثر امراض بالخصوص اولاد کے بارہ میں دستگاہ کامل حاصل ہوئی صدہا مایوسین نے میرے پاس آکر دوبارہ زندگی پائی اور ہزار ہا کے اولاد ہوئی فرزند نرینہ کی صورت نظر آئی۔ کتاب سداد نقول کامل فہرست ٹکٹ بھیجکر منگوا لیجئے۔ اطمینان کیجئے آزمائیے۔ (۱) کم مقدور والے صرف خرچ ادویہ مندرجہ (۲) تونگر عہدہ دار اسکے دو چند اس رقم سے معالجہ کرائیں مراد دلی پائیں مزید بر آں انکے لئے رعایت فقط یہ ہے کہ نذرانہ حق الخدمت بعد بھی معاف ہے (۳) شرطیہ پیشگی آمد ایکماہ علاوہ صرف ادویہ دے رسید تخلی الکمال لے بشرط آمد امید اندر میعاد معینہ بندہ کا حق الخدمت نذرانہ ہو ورنہ واپس لے۔ (۴) شرطیہ بالعبد خرچ دوا دیکر اقرار نامہ دو چند تنخواہ یا آمد دو ماہ دیدے بشرط پیدائش فرزند بمیعاد معینہ ادا کر دے۔ ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے۔ (۵) زر تصفیہ شدہ فیمابین معتبر اشخاص کے پاس برضا مندی طرفین امانت رکھدے بشرط کامیابی بندہ پالے ورنہ واپس لیا جائے۔ (۶) اگر بصورت ہائے مندرجہ بالا بغرض اسناد صحت و دصول اقرار نامجات۔ اولاد مولود بمدت معہود بذریعہ نالش عدالت بھی اطمینان نہ ہو تو یہ اخفر البریہ بحیلہ شرطیہ بفضلہ تعالی لکھ سکتا ہے بشرط کامیابی حرتوید فرزند آمدنی چہار چند واجب الوصول ورنہ جرمانہ ہرجانہ حسب قرار داد قبول۔ والیان ریاست اور امرایان حسب منشا خود شرائط مندرجہ سے مستثنی ہیں۔ کامل تشخیص کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے۔ طریق استعمال دوا غذا پرہیز ڈبیہ کے لیبل سے واضح ہوگا۔ غرض فضل خداداد کی منادی جا بجا ظرف کرا دی۔ اقرار نامہ بالعہد سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھا دی۔ اطمینان کر لو تجربہ دیکھ لو۔ آخر پچھتاؤ گے ہاتھ ملتے رہجاؤ گے۔ صحت پانے مراد بر آنی پر کس کو گراں ہے فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے۔ سہ گمنام وہ بشر ہے کہ جسکا پسر نہیں۔

امراض مندرجہ ذیل کے سوا بھی شرطیہ معالجہ ہو سکتا ہے نادار مفلوک سے خاص سلوک ہوگا۔

خرچ پیشگی	خرچ پیشگی	خرچ پیشگی	خرچ پیشگی	خرچ پیشگی	خرچ پیشگی
جسکے اولاد نہ ہو عہ	تپ دق عہ	جریان عاِر	لقوہ عاِر	لیعہ صر	نزلہ و زکام عاِر
جسکی اولاد چھوٹی مر جائے صر	ضعف صر	غلط کاری صر	بھگندر عاِر	آتشک صر	تسہیل ولادت عاِر
جسکا حمل ۲-۳-۴ ماہ پر گر جائے صر	ضعف جگر عاِر	گنٹھیہ عاِر	ناسور آنکھ عاِر	آتشک گل بدن عہ	ہیضہ مجرب المجرب عاِر
جسکے لڑکیاں ہوں لڑکا نہ ہو صر	قولنج دوری صر	سفیدی آنکھ عہ	بواسیر خونی بادی صر	نل اترنا صر	تعشار بر قطعی صحت ہو صر
کمزوری عہ	سوزاک صر	ضعف بصر عاِر	ادھرنگ عہ	طول عرض عمق کو نابود صر	ضعف ہضم عہ
مرگی مالہ صر	سرعت عاِ	سبل عاِ	ضیق النفس مجرب المجرب عہ	خضاب سالانہ عاِ	سرسام عاِ

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم یونانی امرتسر چوک ڈیوڑھی کرموں۔

بھارت انشیورنس کمپنی لمیٹڈ



اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ بعض خدا کے بندے کم بضاعت قلیل تنخواہ۔ اور کثیر اخراجات کے باعث اپنے پسماندوں کیلئے کچھ رقم بھی نہیں چھوڑ جاتے جس سے وہ انکی مرادوں مانگے ننھے مُنّے۔ وہ انکی چہیتی بیویاں۔ وہ انکے پیارے قریبی رشتہ کے آدمی انکے آنکھیں بند کرتے ہی اپنی روزی کا پورا سہارا اور کافی وسیلہ نہ ہونیکے باعث ایک ناگفتہ بہ حالت میں پڑ جاتے ہیں۔ بھارت بیمہ کمپنی نے جب یہ دیکھا کہ اس سے تو دیس کے نونہالوں کی ایک بھاری تعداد کی آئندہ ترقیوں پر پانی پھر جاتا ہے نہایت ہی باکفایت مواجب پر بیمہ کا کام شروع کیا۔ اور مندرجہ ذیل مختلف شاخیں نکالیں:-

ا۔ زندگی کا بیمہ جسکی رقم وفات کے بعد پسماندوں کو دی جائیگی اور چندہ برابر عمر بھر میں دینا ہوگا۔

ب۔ زندگی کا بیمہ۔ جسکے مواجب ایک مقررہ میعاد تک دینے ہوں گے۔

ج۔ معمولی بیمہ۔ جسکی رقم ۴۵ یا ۵۰ یا ۵۵ یا ۶۰ برس کی عمر ہونے یا موت واقعہ ہونے پر حاصل ہوگی۔

د۔ زندگی کی میعاد کیلئے بیمہ۔ جسکی رقم یکمشت ادا کرنی ہوگی۔

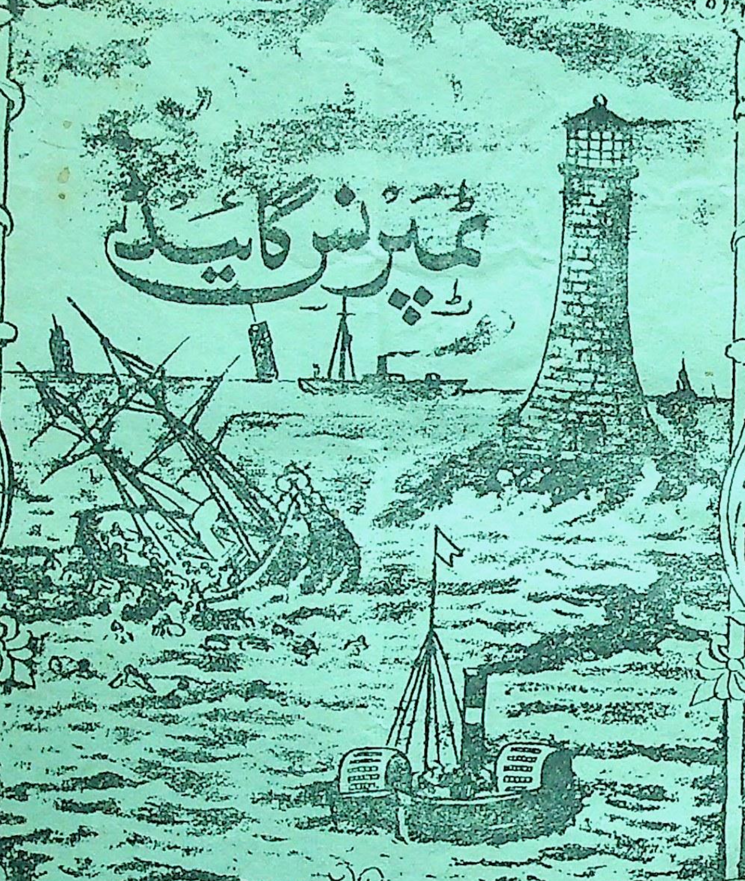
ہ۔ بچوں کی ضروریات تعلیمی اور شادی پیدا کرنے کا سرمایہ۔

و۔ ملازمت کرنیوالے کی ضمانت و بڑھاپے میں پنشن دینے کا انتظام وغیرہ بھی ہوتا ہے۔

اس کے کل کارکن دیسی ہیں اور دیسیوں کا سرمایہ ہونیکی وجہ سے دیسی صنعت و حرفت کی ترقی میں لگایا جاتا ہے۔ یہ کمپنی بہر صورت دیسیوں کیلئے ابر رحمت ہے۔ انجام پر غور کرکے کمپنی میں شامل ہونیکی ٹھہر لیجئے اور وقت غنیمت سمجھ کے اپنا صحیح پتہ لکھئے تاکہ بھارت انشیورنس بیمہ کمپنی کے متعلق ہر ایک قسم کی واقفیت اور قواعد آپکو بہم پہنچا دے۔

(درخواست بھیجتے وقت ٹریلس گائیڈ کا حوالہ ضرور دیں۔) ——— **مینیجر** بھارت بیمہ کمپنی لمیٹڈ لاہور

THE TEMPERANCE GUIDE.



باہتمام نند لعل ہندو میڈیکل ہال امرتسر سے شایع ہو

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام نند لعل مالک ہندو میڈیکل ہال امرتسر ہونی چا

مطبوعہ ریاض ہند امرتسر

ٹمپرنس گائیڈ امرتسر

ایک کثیر التعداد خطوط کے علاوہ آئے دن کی بھاری ضروریات محسوس کرنیکے بعد آخر ثابت ہو گیا۔ کہ ٹمپرنس سوسائیٹیوں کے مقاصد کی اشاعت کیواسطے ایک ایسا ماہواری رسالہ ضرور شایع ہونا چاہئے جس سے نہ صرف دور و نزدیک سے ٹمپرنس لٹریچر کی اشاعت ہو بلکہ سوسائیٹیوں کے مختلف ممبروں کو تبادلہ خیالات کا موقعہ مل سکے۔ عوام الناس کی پوری دلچسپی کا سامان ہو اور ٹمپرنس ریڈنگ میٹر کا ایک خاص گنجینہ۔

بڑی خوشی کی بات ہے کہ حامیان و معاونان ٹمپرنس کے علاوہ خاص اُن اہل قلم کے بھروسے پر جن کے پاکیزہ خیالات ٹمپرنسی مضامین کیواسطے سند ہو رہے ہیں نیازمند نے ٹمپرنس گائیڈ کے نام سے ایک ماہواری رسالہ جاری کیا ہے۔ اور اس میں علاوہ لحاظ زبان کے بالعموم مندرجہ ذیل اقسام کے مضامین مندرج ہوتے ہیں جو نہ صرف ناظرین ہی کو مفید ہیں بلکہ ٹمپرنسی لکچراروں کیلئے ایک سچے گائیڈ اور معاون!

۱۔ اخلاقی۔ علمی۔ تجارتی۔ جسمانی۔ مذہبی اور قومی اصول کے مطابق مسکرات کے مفید اور غیر مفید ہونے پر بحث
۲۔ علمائے فضلاء۔ بزرگان دین۔ مہاتما پرش۔ دھرم مورت حضرات کے خیال و اقوال۔
۳۔ نظمیں۔ بھجن۔ گیت۔ ترجمے۔ خلاصہ لکچر۔ پاکیزہ مذاق۔ انگریزی رسالوں کا انتخاب۔
۴۔ ہر ایک قسم کی طبابت کے مطابق (جس میں ڈاکٹری۔ ویدک۔ یونانی۔ ہومیوپیتھک وغیرہ شامل ہیں) مسکرات کے نقصانات کا اظہار۔
۵۔ ٹمپرنس سوسائیٹیوں کی رپورٹیں۔ اور اُن کی آیندہ ترقی و اشاعت مقاصد کے متعلق تجاویز۔
۶۔ انوکھی طرز کی دلچسپی اور دلبستگی پیدا کرنے والی باتیں۔
۷۔ دیسی محکمہ آبکاری کے متعلق خاص ریمارک۔
۸۔ ہر انگریزی مہینے کے دوسرے ہفتہ میں شایع ہوا کرے گا۔
۹۔ قیمت سالانہ عہ معہ محصول ڈاک۔

پہلا پرچہ مارچ سنہ رواں سے شروع ہوتا ہے۔
جملہ درخواستیں اس پتہ پر آنی چاہئیں۔

ٹمپرنس گائیڈ

امرتسر

جلد (۱) نمبر (۶) اگست سنہ ۱۹۰۲ء

شراب کے چھوڑنے اور چھڑانیکے مختلف وسائل

سورج کی زرد زرد کرنیں جب دُنیا کو ایک نگاہ حسرت سے دیکھتی ہُوئی غائب ہوجاتی ہیں۔ اور دُھوپ کے رخصت ہوتے ہی دُور دُور سیاہی پھیلنے لگتی ہے تو اُس سرزمین کے رہنے والے جن کے کچھ بھائی ہندو کُش سے اُتر کر بھارت ورش میں آباد ہُوئے اور کچھ دریائے والگا سے گذر کر یوُروپ کے مُورثِ اعلیٰ بنے۔ شام کا کھانا کھانے کے بعد جس کتاب کو کمال شوق کے ساتھ پڑھتے ہیں اسکا نام فرج بعدِ شدہ ہے۔ جسکے فاضل مصنّف نے یہ مختلف نتیجہ خیز اخلاقی، تاریخی، علمی اور تمدّنی حکایات کا مجموعہ بنایا ہے جو اوراقِ پریشاں کی طرح ایران میں چاروں طرف چکر لگا رہی تھیں۔ انہیں کہانیوں میں جذبِ دل کے شوق اور بیتابی کا جزرومد دکھلانے والی ایک کہانی حسب ذیل ہے :۔

"کسی بُزرگ کے مریدان راسخ الاعتقاد میں سے کسی کا بیٹا ہر وقت نشہ میں مخمور رہتا تھا۔ ارادتمند باپ نے اُس خداشناس کے سامنے اپنے بیٹے کی شکایت کی آپنے اسکو بُلوا کے کہا۔ "بیٹا! تمہارے پینے کی حالت ہمیں معلوم ہوگئی ہے۔ بس آج سے تم نے چھُپ کے نہ پینا۔ مگر اتنی بات ہے کہ ہمارے سامنے نہ پینا!" اُس نے یہ سمجھ کے کہ کیا یہ ہر وقت میرے ساتھ ساتھ ہوں گے۔ چلو بات ہی کیا ہے وعدہ کر لیا۔ اور گھر کو واپس جا کے جام و صراحی لے بیٹھے۔ ابھی کاگ کھولنے ہی لگے تھے کہ سامنے سے پیر صاحب کی مقدّس صورت دکھلائی دی۔ حسب وعدہ نہ پی۔ گھڑی دو گھڑی کے بعد دروازہ

بندکرکے پھر اُڑانے کی ٹھانی۔ باوجودیکہ بڑی احتیاط سے کنڈی لگی ہوئی تھی وُہی پاکیزہ صورت پھر دکھلائی دی۔ نشہ کی لُوٹ میں پھر مکان کے سب دروازے بند کرکے ساتویں کوٹھڑی میں شغل کرنے ہی کی سوچی تھی کہ پھر وُہی کیفیت ہوئی۔ اب اِسنے تنگ آکے یہ سوچی۔ چلو! پاخانہ میں چلیں۔ وہاں تو نہ آئیں گے۔ اس ارادہ کی تکمیل میں امید و یاس کی صورت بنے ہوئے ایک گونہ چستی وچالاکی کے ساتھ وہ جام و صراحی ہاتھ میں لئے ادھر ہی کو ہولیا۔ عین جام شراب میں اُلٹتے وقت یہاں بھی وُہی فرشتہ منش سامنے آموجود ہوئے۔ اُسوقت اُس نے شراب سے ہمیشہ کے لئے توبہ کی اور وہ جام و صراحی اُٹھاکے ٹکڑے کردیئے"۔

اِس حکایت کا مدعا نہ کوئی پہیلی ہے نہ چیستان۔ کاش اِس قسم کے پیر و مرید۔ گورو اور چیلے۔ ہادی اور پیروسوں تو ہزاروں قسم کی اصلاحیں بآسانی عمل میں آسکتی ہیں۔ رونا تو یہ ہے کہ بزرگان قوم ہی نے اِدھر توجہ دینا چھوڑ دیا ہے۔ اور ہر بمصداق "خرسک بازند و ربازار" کا نقشہ ہوگیا ہے۔ اِسکے دوسرے درجہ پر شراب چھوڑانے کا یہ طریق ہے کہ پینے والے کے یارانِ یکرنگ اسکی آئندہ بہبودی مدنظر رکھ کر اُس سے نہ پینے کا حتمی وعدہ لیں اور جو نہ مانیں تو اسکی صحبت سے اجتناب کریں۔ کیونکہ اگر پینے والے اپنی ہٹ پہ آجائیں تو وہ کچھ کرکے دکھلائیں جس کی توقع ہی نہ ہو۔ تریاہٹ۔ بال ہٹ۔ راج ہٹ کو بھلادیں۔ ہنسنے پہ آئیں تو لوٹن کبوتر بنجائیں اور رونے پہ آئیں تو یونان کے مشہور رونے والے حکیم کو مات کردیں۔ اس لئے سب سے سہل لٹکا یہ ہے کہ ایسے وسائل سے کام لیں جس سے یہ اُن کے دل سے اُتر جائے۔ پھر جب ایکدفعہ اُتری تو ہمیشہ کے لئے چھوٹی۔

بعض کا یہ بھی خیال ہے کہ پینے والوں کو منت سے۔ سماجت سے۔ دلائل سے واقعات سے ایسا راہ پر لایا جائے کہ اوّل مقدس تیرتھوں کے جاترا کو چلے جہاں جاکے ایک نہ ایک چیز ہنڈ چھڑاتے وقت۔ چھوڑنی ہوتی ہے، اور پھر جب اُس رسم کے ادا کرنے کا موقعہ آئے تو سوائے اِسی ملعون کے چھوڑنے کے دوسری چیز کا نام نہ لے۔ اِسی قسم کی عملی تدابیر میں سے ایک یہ بھی ہے کہ پینے والے کو ٹمپرنس لکچر سُننے اور ٹمپرنس سوسائیٹیوں کے جلسوں میں شامل ہونے کی ترغیب دی جائے تو بہت کچھ کام نکل سکتا ہے۔

بادشاہی حکیم عُلوی خاں نے اپنے مریض کو شراب چھڑانے میں یہ دوستانہ مشورہ دیا تھا کہ "روٹی کو شراب میں بھگوکر آٹھ دس دن تک کھانے سے بہت ہی نفرت پیدا ہوجائیگی"۔ اُسوقت تو خیر یہ اتنا مفید نہیں پڑا جتنا کہ آجکل گورنمنٹ نادے رہی ہیں۔ کیونکہ اس مُلک کے بادشاہ نے حال میں حکم دے

دیا ہے کہ "شرابی کو ایک ہفتہ تک ایک کوٹھری میں بند کیا جائے اور جب کھانے کا وقت آئے تو اُسے شراب ہی میں ڈبو کر ڈبل روٹی دی جائے"۔ تجربہ نے ثابت کر دیا ہے کہ پہلے دن تو پینے والے کو یہ بھلی معلوم دیتی ہے مگر رفتہ رفتہ خود طبیعت ہٹ جاتی ہے۔ کشمیر کے حکیم نقار اللہ نے یہ ترکیب نکالی تھی کہ پلانے کے واسطے ایک شخص معین کیا جائے اور جب پیتی ہو اسی کے ہاتھ سے پئیں۔ مگر مخفی طور پر اُس پلانے والے کو یہ تاکید ہو کہ بتدریج بوتل سے پونی۔ پونی سے آدھی۔ آدھی سے پوا۔ پوے سے پانی خالص تک لے آئے۔

یہاں تک تو وہ تجربے ہیں جو بغیر کسی قسم کی دوائی کے استعمال کے فائدہ مند ثابت ہوئے۔ اطبائے یونان و کویراج صاحبان نے شراب چھڑانیکا سہل طریق ایک قسم کا علاج بالمثل تجویز کیا ہے۔ جن میں سے بعض نے معجون سلاجیت۔ بعض نے بھنگ۔ بعض نے افیون اور بعض نے ماء اللحم کی رائے دی ہے۔ اُن کے خیال میں اگرچہ افیون و بھنگ بھی نشہ آور چیزیں ہیں۔ مگر یہ بآسانی چھوٹ سکتی ہیں۔ اسی مدعا کے لئے ایک تجربہ کار ایلوپیتھک ڈاکٹر نے لال شربت یا ایسٹرن سیرپ تجویز کیا ہے۔ ۱۸ برس ہوئے ہندو میڈیکل ہال امرتسر کے مینیجر نے لکوے ڈائن کے نام سے ایک دوائی نکالی تھی جو تجربتہً نہایت ہی مفید ہے۔ ایک شیشی کی قیمت سعہ محصولڈاک ہے۔ جرمن کے ایک ڈاکٹر نے حال میں ایک عرق بنام "ایپل پرس" ایجاد کیا ہے۔ جس کی عوام الناس نے خاص تعریف کی ہے۔

ہومیوپیتھک کے مشہور ڈاکٹر لوزی۔ گوانسی اور ریڈکس نے اپنے تجربہ سے نکس وامیکا۔ پلسٹلا۔ انٹا سولی کرو ڈم۔ وری ٹری البم۔ کورم الیس ٹیکم۔ شراب چھوڑانے میں مفید پائی ہیں۔ مگر اس فن کے ماہر ڈاکٹر جارج نے صرف نکس وامیکا کو ترجیح دی ہے۔

الکٹرو ہومیوپیتھک (علاج الماء البرق) میں شراب چھوڑنے کا خاص نسخہ سکروفول سو لکھا ہوا ہے۔ ماہران کرومو پیتھک (جو رنگین بوتلوں میں ایک معین وقت تک پانی ڈال کے شعاعِ آفتاب کا انعکاس لینے کے بعد امراض کا علاج کرتے ہیں) کہتے ہیں کہ کالی اور سبز بوتلوں میں پانی ڈالکر تین دن تک برابر دھوپ میں رکھا جائے اور چوتھے دن تین تین تولے کر کے دو ہفتہ تک پلانے سے نشہ کی عادت چھوٹ جاتی ہے۔

بناس پتی یا جڑی بوٹی کے ذریعے علاج کرنے والوں نے یہ دو نسخے تجویز کئے ہیں۔

۱۔ کٹھل ۲ ماشہ۔ منڈی بوٹی ۶ ماشہ۔ بلی لوچن ۲ ماشہ اور کالی مرچیں ۷ دانے۔ دو ہفتہ تک صبح گھوٹ کے پی جائے۔

۲۔ بہکڑا [illegible] ماشہ [illegible] جڑی بوٹی ایک ماشہ۔ مہندی کی پتی ایک ماشہ۔ ایک ہفتہ

تک دونوں وقت گھونٹ کر پلانا اور مرغن غذا کھلانا۔

ڈاکٹر جے جے ریج نے حال میں ایک کتاب بنام ان سٹڈ آف الکحل لکھی ہے جس میں ایک کثیر التعداد ایسی چیزوں کے نام درج ہیں جو شراب چھڑانے میں مفید ہو سکتی ہیں۔ اس کتاب کا ترجمہ نعم البدل کے نام سے غالباً امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی کی طرف سے عنقریب شائع ہوگا۔ م ببر

بینڈ آف ہوپ کا ایک گیت

نمبر ۳

بلائے جاں ہے۔ وبال جاں ہے۔ شراب۔ ہم لے کے کیا کریں گے؟
سبوئے صہبا و ساغر مے۔ جناب! ہم لے کے کیا کریں گے؟
نہ ہوتی ہے اس سے تشنگی کم۔ نہ پڑتی ہے اس سے دل میں ٹھنڈک۔
سراب کیا ہے؟ سراب ہے اک۔ سراب ہم لے کے کیا کریں گے؟
یہاں وہاں جس کے پینے سے ہو نہ فائدہ کچھ بجز زیاں کے۔
عذاب سا اک عذاب ہے وہ۔ عذاب ہم لے کے کیا کریں گے؟
یہ آب آتش لباس ہے اک طلسم محو نشاط ہستی۔
تمہیں کہو پھر حرارت انگیز آب ہم لے کے کیا کریں گے؟
نشوں سے سرمایۂ خرد نام و ننگ کھوتے ہیں پینے والے۔
کھرے سکے نقد دے کے جنس خراب ہم لے کے کیا کریں گے؟
نہ ان میں ہے افتخار قومی۔ نہ ان میں ہے امتیاز ملکی۔
شرابی، افیونی، بھنگی، چرسی۔ خطاب ہم لے کے کیا کریں گے؟
بشر کے حق میں پیام خواب اجل ہیں اے میر سارے نشے۔
یہ تشنۂ خوں جو کرتے ہیں دل کباب ہم لے کے کیا کریں گے؟

وہ بھی دیکھا یہ بھی دیکھ!

مہاراجہ رنجیت سنگھ کے زمانہ میں ایک فقیر نہایت حسرت کے ساتھ ہمارے شہر کے بڑے بڑے بازاروں میں یہی صدا لگائے چلا جاتا تھا۔ اسوقت اس خدا کے بندے کی اس صدا کا مفہوم چاہے کچھ ہی کیوں نہ ہو مگر جب ہم اسے اپنے بھارت ورش کی موجودہ حالت سے ملاتے ہیں تو بے اختیار کہنا پڑتا ہے۔ ”نہ تھا جو دیکھنا! آنکھوں نے دیکھا۔ بر ملا دیکھا“ ہائے ایک وہ زمانہ تھا کہ دُنیا بھر کے سیاح ہماری تقوی شعاری اور اجتناب میخواری کے مدحی قصیدے لکھا کرتے تھے یا یہ حالت ہے کہ میرٹھ سے ہمارے غائبانہ دوست (عصر جدید کے فاضل ایڈیٹر خواجہ غلام الثقلین صاحب بی اے ایل ایل بی) پچھلے دنوں پنجاب کے دورہ پر آئے تو آپنے جو کیفیت یہاں کے یاران قدح نوش کی دیکھی محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس بمبئی کے گذشتہ اجلاس میں ریزولیوشن ۱۰ کی تائید میں کمال حسرت کے ساتھ بیان کی۔ اگرچہ اس تقریر میں خواجہ صاحب کا رُوئے سخن“ صرف اپنے ہم مذہبوں کی طرف ہے مگر ہم اسکا مفہوم ہندوستان کی جملہ اقوام و مذہب کے آدمی قرار دیکے حسب ذیل اقتباس کرتے ہیں:۔

”یہ ہمارے لئے شرم کی بات ہے کہ ایک مسلمانوں کے جلسہ میں اُن اشیاء کے ترک استعمال کی بابت ریزولیوشن پیش کیا جائے جسکو ہمارے ہادی نے اب سے تیرہ سو برس پہلے ام الخبائث کا لقب دیا تھا۔ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ بیشمار مسلمان چانڈو۔ بھنگ۔ مدک۔ چرس۔ گانجا۔ افیون۔ سیندی۔ غرض تمام نشہ آور چیزوں کی جسقدر اقسام ہیں ان میں مبتلا نہیں پائے جاتے ہیں دریافت کرتا ہوں کہ ان چیزوں کے انسداد کے لئے اب تک کسی قسم کی کوششیں کی گئی ہیں اور کونسی جاری ہیں۔ کیا ہمارا یہ فرض نہیں کہ اس خطرناک وبا کے روکنے کے لئے جو دن بدن تمام قوم میں پھیلتی جاتی ہے تدابیر عمل میں لائیں۔ مجھے نہایت افسوس اور رنج سے کہنا پڑتا ہے کہ جو کام ہمارے کرنے کے لائق تھا۔ جو کوشش کہ ہمکو کرنی چاہئے تھی وہ چند ہمدرد یوروپین نے شل مسٹر کین مرحوم کے انجام دیں یا کچھ مشنری کر رہے ہیں۔ کیا یہ بناوٹی ہوئی بات ہے۔ کہ

ہمارے جدید تعلیم یافتہ اس مرض سے خالی ہیں۔ نہیں نہیں۔ بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ شرابنوشی کا حصہ ان میں روز بروز ترقی کر رہا ہے۔ (افسوس!) میں نے ابھی حال میں پنجاب کا دورہ

کیا۔ مجھکو وہاں کے حالات خاص طور پر دریافت کرنے کا موقعہ ملا اور میں دلی رنج کے ساتھ اِس امر کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ وہاں کے باشندوں میں شراب کے استعمال کی روز بروز کثرت ہے۔ صاحبو! ابتک تو اتنا غنیمت ہے کہ لوگ کھُلم کھُلا نہیں پیتے۔ لیکن اگر جلد خبر نہ لی گئی تو یقیناً ایک دن ایسا آنے والا ہے۔ اور جلد آنے والا ہے کہ یہ لوگ کھُلے خزانے پینے لگیں"۔ ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔

مینخواری کا گناہ

گنُاہ چاہے کیسا ہی کیوں نہ ہو ہزار خرابی کا باعث ہے اور پھر مینخواری کا گناہ۔ جو کسی مذہب کے رُو سے روا نہیں۔ یہی رونا ہے جسکو ٹمپرنس پلیٹ فارم پر آنے والے زار وقطار روتے ہیں۔ یہی رونا ہے جسکو ہندوستان کے فلاسفر اسکی تباہی کا باعث خیال کرتے ہیں۔ اور نشہ میں مست ہونیوالوں کو جھنجوڑ جھنجوڑ کر کہ رہے ہیں۔ اُٹھو سونے والو سحر ہوگئی۔

"مینخواری کا گناہ" عنوان قایم کرکے ہمارے مہربان مسٹر اے پیٹرس (ہیڈ ماسٹر مڈل ڈیپارٹمنٹ وسکرٹری چرچ مشن سکول ٹمپرنس ایسوسی ایشن امرتسر) نے اُن بزرگ منش بندگان خدا کے عقیدہ کے مطابق بحث کی ہے جو حضرت مسیح کو خدا یا خدا کا بیٹا سمجھتے ہیں اور مینخواری کی زندہ تصویر دکھلا کے ٹمپرنسی فوج کے سپاہیوں کو اُس جان ومال وایمان کی دشمن" کی جڑ کاٹنے پر کمر ہمت چسُت باندھنے کی تاکید کی ہے جو تیندوے کی طرح چاروں طرف پاؤں پھیلا رہا ہے۔

دُنیا میں لوگ قسم قسم کے گنُاہ کرتے ہیں جن کی معافی کے لئے کافی موقعہ مِل جاتا ہے۔ لیکن شرابنوشی کا گناہ ایسا ہے جو سب سے بڑھ کر ہے۔ اِسمیں وِل پاور (مرضی) بالکل پائمال ہوجاتی ہے۔ اور جس قدر شراب سے دماغ سیاہ ہوتا جاتا ہے اُسی قدر توبہ کا موقعہ کم ہوتا جاتا ہے۔ اور اس کے مقابلہ کی طاقت گھٹتی جاتی ہے۔ گناہ کا اندازہ زایل ہوتا جاتا ہے۔ اچھی اور پاک چیزوں کی خواہش کم ہوتی جاتی ہے۔ دل بے حس وحرکت ہوجاتا ہے۔ عضو مرضی کے تابع نہیں رہتے۔ اور انسانی مرضی پسند کرنے یا انکار کرنے کی طاقت سے پُرظن ہوجاتی ہے۔

ہزارہا سال کا عرصہ گذرا ہے کہ ایک نبی نے شرابیوں کی بیکسی اور خواری کو نظر رکھ کر

خوب کہا کہ "افسوس تم پر جو زمین پر گرتے اور پاؤں تلے روندے جاتے ہو" حضرت سلیمان کا قول ہے کہ "شراب آدمی کو مفلس بنا دیتی ہے - اور سستی اور خواب آلودگی اُن کو چیتھڑے پہنا دیتی ہے" لیکن نہایت ہی دردانگیز بات یہ ہے کہ وہ انسان جسکو خدا نے اپنی شکل وصورت پر پیدا کیا - وہ انسان جسکو محبت کرنے - کام کرنے - نیکی وبدی میں تمیز کرنے کی طاقت بخشی - وہ انسان جسکو خدا نے غیر فانی رُوح عطا کی - اِس ہولناک لعنت کی وجہ سے اسکو عذاب میں ڈالتا ہے - اپنے آپ کو ادنیٰ سے ادنیٰ جانور سے بھی زیادہ ظلمت میں مبتلا کرتا ہے - اور تندرستی و توانائی اور فراست کو کھو بیٹھتا ہے - صرف اس وجہ سے کہ وہ شراب کی آزمایش کا مقابلہ نہیں کر سکتا "شرابی آسمان کی بادشاہت میں ہرگز داخل نہیں ہو سکتے" کیا یہ بے انصافی ہے - ہرگز نہیں - خدا خود نہیں دروازہ بند کرتا - مگر شرابی خود اس دروازے کو جس میں سے توبہ اور معافی خدا کے حضور میں جاتی ہے - اگر ہم اپنی مرضی سے اپنے تئیں ایک اندھیری کوٹھری میں بند کر دیں اور روشنی اندر نہ آنے دیں تو ضرور ہم اندھیرے میں رہیں گے - اِس طرح اگر ہم اپنے آپ کو ایسی حالت میں مبتلا کر لیں جس میں توبہ اور معافی بیکار ہے - تو ہم خود اپنی ہلاکت کا باعث ٹھہرے ہیں - کسی نے کیا عمدہ شعر کہا ہے - ؎

دیکھے ہیں یہ دن اپنی ہی غفلت کی بدولت
شکوہ ہے زمانے کا نہ قسمت کا گلا ہے -

پس اے شرابیو! اپنی عاقبت کیوں خراب کرتے ہو - سنبھل بیٹھو - دیدہ و دانستہ کیوں دوزخ میں جلتے ہو - دیکھو کچھ ملک کے غیرت مند ہو اور اپنی رُوح کو بچاؤ -

اے حامیان ٹمپرنس خبردار ہو جاؤ - دشمن دروازہ پر کھڑا ہے - دلیر ہو جاؤ اور مقابلہ کر کے اسکو پوری زک دو - ملک کے ہر ایک شہر کو شیطان نے چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے - سپاہیو! جان توڑ کر لڑو - فتح ضرور تمہاری ہوگی - شعر

لڑ لڑ سپاہی ہو جوان - لڑ جبتک فتح ہو میدان
لڑ لڑ سپاہی ہار مت جا - جلد نور کا تاج تو پائیگا - اے پیٹرس

ایک شخص - (شرابی سے) ابی سینا کے حاکم شہر نے حکم دیا ہے کہ جو کوئی شراب پیتا ہو اُسے اسقدر شراب پلائی جائے کہ پیتا پیتا ٹھنڈا ہو جائے -

شرابی - یار! مزا رہے گا - ایسے فرشتے بھی قبر میں سوال و جواب کو نہ آئینگے -

پگڑی بنی

مندرجہ ذیل الیگری میں پنڈت سروپ نرائن صاحب بی اے ایمن نے ایک دلکش برات کا سین دکھایا ہے۔ ایمن صاحب ارکسٹر ٹمپرنس سوسائٹی کے مربی مخدومی پنڈت لشن نرائن صاحب کے صاحبزادے ہیں۔ اور ٹمپرنس کار میں حصہ لینا گویا اُن کو اپنے پدر بزرگوار سے حصہ ملا ہے۔ آپ سوسائٹی کے ایک سرگرم ممبر ہیں۔ تین ڈرامے۔ چند نظمیں اور کچھ بھجن آپ کی تصنیف ہیں۔ ڈراموں میں بالعموم ہیرو کا پارٹ لیتے ہیں۔ پچھلے دنوں آپکی طبیعت کسل مند ہو گئی تھی۔ اس لئے ٹمپرنس سوسائٹی نے اپنا سالانہ جلسہ اُن کے حصولِ صحت تک ملتوی رکھا۔ چشم بد دور۔ خوش خلق۔ زندہ دل اور ملنسار ہیں۔

دیکھنا! باجے کی آواز کہاں سے آئی؟ کس جگہ سے یہ صدا پیاری صبا ہے لائی
بینڈ ہے۔ بین ہے۔ ناقوس ہے یا شہنائی وجد میں رُوح میری سُننے سے جس کے آئی

اِک فقط میں ہی نہیں سُن کے ہُوا ہُوں شیدا
بچہ بچہ بھی اُسی سمت ہے دَوڑا جاتا۔

میٹھی میٹھی یہ صدا سُن کے میرا دل اُچھلا جلدی جلدی سے پہن کپڑے جو باہر نکلا۔
اُس دلاویز نظارہ کی نہ کچھ پوچھئے گا پھر گیا آنکھوں میں فردوسِ بریں کا نقشا۔

واہ وا! خوب مزیدار تماشا تھا وہ
ساری دُنیا کے تماشوں سے نرالا تھا وہ

جوق در جوق چلے آتے تھے سب پیر و جواں دیدۂ شوق سے ہر ایک تھا نظّارہ کناں
سارے چہروں پہ خوشی اور مسرت کے نشاں مثلِ گل پھولے ہُوئے خوب مناتے خوشیاں

قہقہے چھوٹے بڑے سارے لگاتے تھے الگ۔
تالیاں گودی کے بچّے بھی بجاتے تھے الگ

بھیڑ کو چیر کے جب زور سے آگے نکلا۔ مینڈ پر ایک کنوئیں کی میں ہُوا آن کھڑا۔
ادھر اُدھر دیکھا۔ کہ جس سمت سے آتی تھی صدا دُور سے ایک بڑا مجمع چلا آتا تھا۔

پاس جو آیا تو معلوم ہُوا - تھی وہ برات

وہ بھی اس دھوم کی جس سے تھیں براتیں سب مات

اِک عجب دھج سے چلے آتے تھے باجے والے ۔ دلِ بیتاب کو بہلاتے تھے ۔ باجے والے

جی مسلے تھے غضب ڈھاتے تھے باجے والے ۔ سب کے دل کھینچ لئے جاتے تھے باجے والے ۔

پیاری آواز وہ کانوں کو مزا دیتی تھی ۔

جس کی سُر نغمۂ داؤد بھلا دیتی تھی

اُن کے پیچھے سے نظر آئی مجھے ایک قطار　تھے براتی کئی پیدل کئی گھوڑوں پہ سوار

پنجشاخوں کی چمک اور ہی دیتی تھی بہار　تھے کہیں سرو ۔ کہیں تختِ رواں پرگلزار

سربسر باغِ ارم کا وہ بنا تھا نقشا

بلبلِ چشم نے ایسا کہاں دیکھا ہوگا

شور اِتنے میں اُٹھا ۔ دیکھا دُلہا آیا　شوقِ نظارہ سے ہر ایک کا چہرہ پھولا

ہو کے بیتاب یہ بندہ بھی وہاں سے اُچکا　سامنے نوشہ کے اک لمحہ میں آکر پہنچا

اُف رے کیسا نظر آیا وہ جوانِ رعنا ۔

اِک سیاہ گھوڑے پہ انداز سے وہ بیٹھا تھا

مست آنکھیں تھیں جوانی کے نشے میں غرقاب　گورا چہرہ ۔ مسیں بھیگی ہوئیں ۔ آغازِ شباب

پرشکن ماتھے پہ اِک قہر تھا اظہارِ عتاب　آنکھ سے آنکھ ملانے کی بھلا کس کو تاب

سبز مخمل کی تھی پوشاک اُسے زیب بدن

سبز خط گبھرو پہ ۔ غرضیکہ غضب کا جوبن

سچ کہوں ! دیکھ کے مجھ سے تو رہا ہی نہ گیا　پاس کے ایک براتی سے یہ میں نے پوچھا

بھائی صاحب یہ جواں کون سے گھر کا ہے دیا　دیکھ کر میری طرف ہنس کے براتی بولا

جسکی شادی کی مچی سارے زمانے میں ہے دھوم

اُسکی نسبت تمہیں صاحب نہیں کچھ بھی معلوم

سُن کے یہ بات میں شرمندہ بہت دل میں ہوا　پر بہت ضبط کیا ۔ اور مکرّر پوچھا ۔

تھا بھلا شخص براتی ۔ کہ دیا اُس نے بتا　حال سارا اُسے معلوم جو تھا دُلہا کا

اور کہا ہلکے سے ۔ اِک سیر دکھائیں گے تمہیں

آؤ گر ساتھ ۔ تو اک راز بتائیں گے تمہیں

سُن کے یہ رازبھری بات ہُوا میں بیتاب	ہولیا ساتھ - پہ فکر میں لیکن غرقاب
اِتنے میں آگئے دُلہن کے مکاں پر احباب	کوئی تو پھینکتا تھا پُھول - کوئی عرقِ گلاب
کوئی کہتا تھا کہ بنجشاخے بڑھالے جاؤ -
کوئی چِلّاتا - کہ نوشاہ کو آگے لاؤ -
سمدھی سمدھی وہیں آپس میں بغلگیر ہُوئے	سارے احباب کے دل مہر کی تنویر ہُوئے
کھنچ گیا نقشہ وہ سب صُورتِ تصویر ہُوئے	چند آگے بڑھے - نوشہ کے عناں گیر ہُوئے
آن کی آن میں گھوڑے سے اُتارا سب نے
لاکے نوشاہ کو مسند پہ بٹھایا سب نے
کان میں چپکے سے ہمراہی نے آکر یہ کہا	اِس پر اسرار دلہن کا بھی جھمکڑا دیں دکھا
(دل سے اور جان سے جس کا یہ جوان ہے شیدا	جسکی شادی کا زمانے میں ہُوا ہے چرچا)
سُن کے یہ بات بہت شوق سے میں آگے بڑھا
ایک کونے میں کیا اُس نے مجھے لاکے کھڑا
دیکھتا کیا ہُوں کہ "اک لال پری ہے بیٹھی	جسکے چہرے سے ٹپکتی ہے سراسر مستی
چُلبلا جسم ہے اور اس پہ غضب کی شوخی	ناز و غمزے کی سراپا تھی وہ تصویر بنی
عشوہ گر ایسی ! کہ نظروں سے رجھاتی سب کو
ایسے دم دیتی کہ بس دام میں لاتی سب کو
اک عجب ڈھنگ سے وہ نشوں کی دُلہن تھی سجی	ہاتھ پیروں میں رچی بھنگ بجائے مہندی
بندی ماتھے پہ افیم اور چرس کی تھی لگی	اور معجون کی ہونٹوں پہ جمائی تھی دھڑی
سنکھیا رُخ پہ دُلہن کے تھا سفیدہ ملتا
پوست پیچھے کھڑا اُلٹا لم کو جھونر تھا جہالت
مفلسی - ذلت و بدنامی تھیں خواصیں باہم	مہمانوں کی تواضع میں غم و رنج و الم
بیوگی اور یتیمی بھی بنی تھیں محرم	اور ناقوس دمہ پھونک رہا تھا ہردم
رعشہ و فالج و دق اور صرع - باورچی
سُوءِ ہضمی و عدم خوابی بنی تھیں ساقی"
دیکھکر سین بھیانک میں ذرا گھبرایا	جبکہ سنبھلا تو اُسی ساتھی کو واں پر پایا

کی جو باہر کو نظر۔ دیکھا۔ کہ دولہا آیا   ایک نے عطر ملا۔ ایک گلوری لایا۔
اُن کی شادی کی رسومات ہوئیں ساری تمام
مل کے احباب نے بھر بھر کے پئے جام پہ جام
اتنے میں دیکھ لیا۔ اور بلا کا منظر   الاماں! کیسا نظارہ تھا!! سقر سے بڑھکر
دیکھکر جس کو میری عقل نے کھایا چکر   گرتے گرتے ہیں بچا اور اُدھر کی جو نظر
میں نے دیکھا کہ پکڑتے ہی دُلہن کا دامن
خشک دُلہا کا ہُوا مُنہ۔ اُڑا رنگ و روغن
رنج و آلام نے زنجیر بلا میں جکڑا   سوء ہضمی و عدم خوابی نے بھی آدبایا
مفلسی۔ ذلت و بدنامی نے دامن پکڑا   رعشہ۔ فالج۔ صرع اور دق نے گلا گھونٹا
ہائے! اس عقل کے اندھے کو بھلا کیا سوجھی

رُونمائی کے عوض جان کی نقدی دیدی
دوستو! دیکھ کے یہ سین میں کانپا تھر تھر   لڑکھڑا کر میں گرا۔ اور لگی اک ٹھوکر۔
کھل گئی آنکھ۔ اُڑی نیند۔ نہ وہ محل نہ گھر   لمبی تانے میں پڑا سوتا تھا اک بستر پر
جلدی جلدی میں اُٹھا۔ اور وہیں آنکھ ملی
دھویا منہ ہاتھ۔ اور اک نظم یہ میں نے لکھی
لیکن اے دوستو! اسکو نہ سمجھنا بیٹھا خواب   ہے نصیحت کا یہ سرچشمہ نہیں کوئی سراب
وہ جواں جو ہیں فدا۔ دخترِ رز پر اے جناب   ہوتے ہیں حسرت و افلاس سے ہر دم بیتاب
تنگدست۔ اور گرفتارِ بلا رہتے ہیں۔
بے نشاں ہوتے ہیں۔ بدنام سدا رہتے ہیں۔
آپ سے عرض یہ میری ہے نشوں کو چھوڑو   دخترِ رز کی محبت سے سدا مُنہ موڑو
جام کو ساغر و مینا کو سراسر توڑو   پاکبازوں سے مگر رشتۂ اُلفت جوڑو
کام عالم میں کرو وہ۔ کہ سدا یاد رہے
آپ کا ہمدمِ غمخوار بھی دل شاد رہے

سروپ نرائن ———

ایک افیونی صاحب گھر سے ہلدی لینے جو نکلے ہلدی خرید کے جب واپس جانے لگے راستہ میں پیشاب کی حاجت ہوئی۔ بیٹھ گئے اور پینک نے آلیا۔ پیشاب کی جھاگ اور شرشر کو آپ نے ہانڈی کا اوبال سمجھ کے ہلدی کی پڑیا الٹ دی۔

شراب خوری اور اسکا صحیح علاج

پنڈت مگھر رام صاحب گورداسپور بار کے ایک لائق ممبر ہیں۔ ہمیشہ سے راستی۔ خیر خواہیٔ ملک اور فلاحیت عامہ کے معاون ہیں۔ یہ مضمون آپ کی عنایت کی پہلی قسط ہے۔ ہمیں اُمید دلائی گئی ہے کہ آپ اس سلسلہ کو متواتر نمبروں میں لکھیں گے جسکے لئے اُن کے مشکور ہیں۔ ایڈیٹر۔

ٹمپرنس سوسائٹیاں اس غریب ملک کے باشندوں سے شراب خوری کی عادت دور کرنے کے لئے کوشش کر رہی ہیں۔ جا بجا بڑے قصبوں میں شاخیں موجود ہیں۔ شراب خوری کے عیوب اور نقصان لوگوں پر ظاہر کرنے میں نہ کوئی دقیقہ اُٹھا رکھا جاتا ہے۔ نہ کسی مذہب و ملت اور درجہ کا لحاظ کیا جاتا ہے۔ جو جو جائز وسایل ہیں اُن کے ذریعے سے لوگوں کے دلوں پر شراب خوری کی برائیاں منقش کرنے میں کوئی فروگذاشت نہیں ہوتی۔ اس نیک تحریک کے حامی دھن کے پکے تکلیفیں اُٹھاتے ہیں مشقت جھیلتے ہیں۔ طرح طرح کی تجویزیں نکالتے ہیں۔ جلسے کرتے ہیں۔ بھجن گاتے ہیں۔ ڈراموں میں اس خوش اسلوبی سے تماشہ دکھلاتے ہیں کہ دیکھنے والے ایک دفعہ تو ضرور اس خانماں برباد شراب پر لعنت کہتے ہیں۔ الغرض جیسے ان سے بنتا ہے ثابت کر کے دکھلاتے ہیں کہ شراب خوری نے صحت۔ عقل۔ عزت اور دولت حاصل کرنے کے وسایل کا ستیاناس کر دیا ہے۔ لیکن باوجود اس قدر کوشش کے پھر بھی کوئی تسکین بخش نتیجہ ظہور میں نہیں آتا۔ چند اضلاع کی حالت سے آئینہ ہوتا ہے کہ اس کی آئے دن ترقی ہے۔ ایک موٹی عقل کا آدمی بھی بخوبی سمجھتا ہے کہ جس کام میں گھاٹا ہو نہیں کرنا چاہیئے۔ اس طرح اگر شراب کی ترقی نہ ہوتی تو کیوں لوگ نیلام کے دن افسر نیلام کنندہ کے گرد کثرت سے جمع ہو کر بڑھ بڑھ کے بولیاں دیتے اور اپنے نام سے ٹھیکہ ختم ہونے پر خوشیاں مناتے۔ مگر اُن کی موجودہ حالت سے ضرور پایا جاتا ہے کہ شراب فروشی ایک مفید تجارت ہے۔ کیونکہ فائدہ کثرت فروخت کی اور کثرت فروخت مال کے زیادہ کھپت کی اور زیادہ کھپت زیادہ عادت کی بدیہی دلیل ہے ورنہ احمق الذین بھی ایک دل لگی کی خاطر وقت اور روپیہ نقصانمند بیوپار میں ضایع کرنا پسند نہیں کرتا۔ چونکہ تاجران شراب و دوکانات شراب کی تعداد ملک میں کم نہیں اس لئے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ باوجود ٹمپرنس سوسائیٹیوں کی کشش و کوشش کے لوگوں کے دلوں میں صحیح طور پر شراب کی نفرت اور عام طریق پر عادت کی

قلت پیدا نہیں ہوئی ورنہ تاجروں کی تو یہ کیفیت ہے کہ جس مال میں کچھ نفع نہ ہو نام نہ لیں گے۔ ملک میں تعلیم کثرت سے پھیل رہی ہے۔ جابجا گولی کی مار پر مدرسے کھلے ہیں۔ ٹمپرنس الگ گلا پھاڑ پھاڑ کر "پنبہ از گوش بروں کن" کہہ رہے ہیں۔ شرابخوری کے عیب رسالہ میں گھٹ گھٹ کر بھرے جا رہے ہیں۔ سرکار الگ اس کی ترقی کی راہ میں دقتیں ڈال رہی ہے۔ پھر بھی نہ شرابخوری بند ہوتی ہے نہ اسمیں قابل اطمینان کمی واقع ہوتی ہے۔ مینوش اس خانماں برباد کو چھوڑنا نہیں چاہتے۔ شور تھا کہ کشید کی بھٹیاں بڑھنے سے شرابخوری کو ترقی ہے کیونکہ بھٹیوں کی زیادہ تعداد کے باعث شرابنوش و شرابفروش کو شراب حاصل کرنے میں ہر قسم کی سہولت تھی۔ اس شور کے دور کرنیکے لئے ہماری مہربان سرکار نے پہلے تحصیل کے صدر مقام سے پھر ضلعوں کے صدر مقام سے بھٹیاں کم کیں۔ اور اب صرف چار سے زیادہ نہیں ہیں۔ باوجودیکہ ٹھیکہ دار موجودہ انتظام کے مطابق دور سے شراب لاتے ہیں۔ زیادہ تکلیف اٹھاتے ہیں اور وقت بھی زیادہ دینا پڑتا ہے۔ اور بعد مسافت کے سبب شراب کے برتنوں کے ٹوٹنے کا بھی اندیشہ ہے اور قیمت بھی زیادہ دینی پڑتی ہے۔ اور لائسنس بھی زیادہ ہے۔ پھر بھی شراب فروش کی دوکان پر پینے والوں کا میلہ لگا رہتا ہے۔

ہندوستان میں کوئی معزز مذہب یا فرقہ ہوگا جس میں شرابخوری جائز رکھی گئی ہو۔ (کہتے ہیں شاکیوں میں ہے اور وہ بھی خاص حالت اور خاص موقعہ پر سال بھر میں دو ایک دفعہ) حیرت تو یہ ہے باوجود اسقدر تشدد کے یہ شیطان اپنا گھوڑا اس طرح بگٹٹ دوڑائے لئے جاتا ہے کہ اسکے پیرو عزت۔ دولت۔ صحت اور نام کا خیال نہیں کرتے۔ بلکہ اس گمراہ کرنے والے کو ہر روز نمسکار کرتے ہیں۔ زمانۂ قدیم میں شراب بھی سستی تھی اور کشید کے قواعد بھی نرم تھے۔ مگر شرابخوری اس زور شور سے نہ ہوتی تھی جیسا کہ اب۔ اسوقت جو پیتا۔ چھپکے پیتا اور احتیاط سے پیتا۔ لیکن اب تو یہ حال ہے پیتے ہیں۔ پی کے سیر کو نکلتے ہیں اوروں کو دکھلاتے ہیں۔ پوری بوتل چڑھا کے کہتے ہیں ایک سے تو کام نہیں چلتا۔ اور چاہیئے۔ بعض کھلم کھلا کہتے ہیں کہ پی کر کام میں خوب دل لگتا ہے۔

پیتے ہیں بیحساب پیتے ہیں   ڈگڈگا کر شراب پیتے ہیں۔

تعجب تو یہ ہے کہ آپ ایسے عقیدتمندوں کو بارات میں شراب تقسیم کرتے اور خود نوش کرتے دیکھا ہے جو اسکے نام کو تنزل اور بے عزتی کا باعث سمجھتے تھے۔ بڑے فخر سے جلسے کرتے ہیں۔ کسی کا خوف نہیں کرتے نڈر ہوئے ہوئے ہیں۔ دن کو بھی بعض موقعہ پر ایسے ہجوم میں بیکہ شور و غل مچاتے ہیں۔ نہ پینے والوں کو نگاہ نفرت سے دیکھتے ہیں۔ اور وہ چپ چاپ اپنی عزت لے کے الگ ہو

بیٹھتے ہیں۔

اب سوال ہمارے رہنماؤں کے روبرو یہ ہے کہ اس بے خوفی کی کیا وجہ ہے اور باوجود اس قدر گراں نرخ کے کیوں شرابخوری بڑھ گئی۔ اور لوگ کیوں شراب پینا باعث فخر و امارت خیال کرتے ہیں۔ پرہیزگار کیوں پینے والوں سے دبتے ہیں؟ تاوقتیکہ یہ دریافت نہ ہو۔ شرابخوری کا ستیاناس کرنا دشوار ہے۔ ان سوالات کا جواب دینے کی کوشش کرنا اب ہم اپنا فرض سمجھیں گے۔ کیونکہ جب تک جڑ کو پکڑا نہ جائے۔ نہ مرض کا باقاعدہ علاج ہو سکتا ہے نہ ملک کی بہتر خدمت ہو سکتی ہے۔

مگھرام

ذخیرۂ معلومات

ٹمپرنس اور ترمیمِ قانون

جوزف میلن کا نام ٹمپرنس کاز کے ہمدردوں اور خیر خواہوں کو بھولا نہ ہوگا۔ آج سے کوئی دو سال اُدھر آپ ولایت سے تشریف لائے تھے۔ جابجا لکچر دیتے چلے گئے۔ یہ مضمون آپ نے ہمارے ناظرین کی خاص تفریح طبع کیلئے بھیجا ہے جسکی نسبت ہم اتنا کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ خیالات سب اُنکے ہیں۔ لفظ ہمارے ہیں۔ یا یوں کہو وہی شمع ہے مگر اور فانوس میں۔ وہی نسخہ ہے مگر ترکیب اور ہے۔ وہی مہوش ہے مگر لباس اور ہے۔ وہی ایکٹر ہے مگر سین اور ہے۔ الغرض جو کچھ ہے اُدھر ہی کا فیضان ہے۔ میلن صاحب کے اس مضمون سے واضح ہوتا ہے کہ وقتاً فوقتاً ولایت میں ٹمپرنیوں نے کس قدر جوش اور استقلال سے کام لیا۔ جس سے سرکار کو برابر ایکٹ آبکاری کی ترمیم و تنسیخ کرنی پڑی۔ اگر ہندوستانی ذرا بھی ہمت دکھلائیں اور حامیانِ ٹمپرنس کمربستہ ہوں تو کوئی دقت ایسی نظر نہیں آتی جو کامیابی کی راہ میں حارج ہو سکے۔

سنہ ۱۸۵۲ء۔ تجارت مسکرات کے انسداد کیلئے یونائیٹڈ کنگڈم الائنس کمیٹی بنی۔

سنہ ۱۸۵۴ء۔ اتوار کے دن شرابخانوں کے بند کرنے کی تجویز قرار پائی۔

سنہ ۱۸۵۵ء۔ مسٹر بکسٹن نے یہ تجویز کی کہ جب تک کسی جگہ کے باشندوں کا ⅔ حصہ رائے نہ دے۔ دوکان نہ کھولی جائے۔

سنہ ۱۸۵۶ء - ڈاکٹر لیینر کے مضمون انسداد تجارت مسکرات پر ایک سو گنی انعام ہوا -

سنہ ۱۸۵۷ء - تجارت شراب کے روکنے کا مسوّدہ تیّار ہُوا -

سنہ ۱۸۵۸ء - آیرلینڈ کی کشید کردہ شراب پر شرح محصول بڑھا کے ایک گونہ رکاوٹ ترقی کی راہ میں ڈال دی گئی -

سنہ ۱۸۵۹ء - جزیرہ مان میں اتوار کو شرابخانہ بند کرنے کی رائے پاس ہوئی -

سنہ ۱۸۶۰ء - مجسٹریٹان آیرلینڈ کو سپرٹ اور دوسری شراب کے لائسنس دینے کے اختیار ہُوئے -

سنہ ۱۸۶۱ء - کم درجہ کی بیر پر بھی محصُول تجویز ہُوا -

سنہ ۱۸۶۲ء - سکاٹلینڈ میں شرابخانے اتوار کے دن بند کرنیوالے قانون کی ترمیم ہُوئی -

سنہ ۱۸۶۳ء - اتوار کے دن شرابخانے بند کرنے کا مسوّدہ پہلی دفعہ ہوس آف کامنس میں پڑھا گیا

سنہ ۱۸۶۴ء - معینہ وقت سے شہروں میں شراب فروخت کرنے کا وقت کم کیا گیا -

سنہ ۱۸۶۵ء - اُن مقامات میں جنکی آبادی کم ہے - فروخت شراب کا وقت گھٹا یا گیا -

سنہ ۱۸۶۶ء - عام میلوں پر فروخت شراب بند ہُوئی -

سنہ ۱۸۶۷ء - بالٹ شراب کا قرضہ ناواجب متصور ہُوا -

سنہ ۱۸۶۸ء - انگلستان اور آیرلینڈ میں اتوار کے دن شراب کی دوکانیں بند کرنے کا مسودہ دوبارہ پڑھا گیا -

سنہ ۱۸۶۹ء - بیر کی دوکانوں پر خاص شرح لائسنس تجویز ہُوئی - جس سے لورپول میں سو دوکانیں بند ہُوئیں -

سنہ ۱۸۷۰ء - معینہ وقت کے بعد لائسنس داران کو شراب کے سوا کسی اَور چیز کے فروخت کی بھی ممانعت ہوگئی -

سنہ ۱۸۷۱ء - قانوناً زاید لائسنس کی ترویج کو روکا گیا -

سنہ ۱۸۷۲ء - شرابخانوں میں بچّوں کی اُجرت بند کی گئی -

سنہ ۱۸۷۳ء - حکام مقامی کو تین ماہ کے میعادی لائسنس نہ جاری کرنے کی ہدایت ہُوئی -

سنہ ۱۸۷۴ء - جس دوائی فروش کے پاس لائسنس شرابفروشی بھی ہوں انہیں بھی لائسنسداروں کی طرح معینہ وقت پر دوکانیں بند کرنے کا حکم ہُوا -

سنہ ۱۸۷۵ء - رسالہ لائیگرین نے یہ ثابت کر دیا کہ اگر کوئی لائسنس لیکے دوکان نہ نکالے تو اسکا لائسنس قابل ضبطی ہو

سنہ ۱۸۷۶ء - مجسٹریٹان سکاٹلینڈ کے اختیار محدود کئے گئے۔ (جس سے شراب فروشوں کو خاص نقصان ہوا)

سنہ ۱۸۷۷ء - شرح لائسنس بیرسوں میں بیشی ہونیکی وجہ سے صرف ڈبلن میں ایکدن ۱۳۳ دوکانیں بند ہوئیں۔

سنہ ۱۸۷۸ء - اتوار کو آیرلینڈ میں شراب کی دوکانیں بند کرنے کا قانون جاری ہوا۔

سنہ ۱۸۷۹ء - انگلستان میں شراب کی دوکانیں بند کرنے کا مسودہ عمل میں آیا۔

سنہ ۱۸۸۰ء - سر ولفرڈ لاسن نے پہلی دفعہ تجویز کیا کہ کسی جگہ شراب کی دوکان کھولنے سے پہلے وہاں کے باشندوں سے استمزاج ہو

سنہ ۱۸۸۱ء - ویلز میں اتوار کے دن شراب کی دوکان بند کرنے کا قانون رائج ہوا۔

سنہ ۱۸۸۲ء - سر ولفرڈ کی تجویز مکرر پاس ہوئی اور سکاٹلینڈ میں اتوار کو جہازوں میں شراب فروخت کرنا بند ہوا۔

سنہ ۱۸۸۳ء - سر ولفرڈ کی تجویز سہ کرر پاس ہوئی اور پارلیمنٹ کے انتخاب کے موقعہ پر شرابخانوں سے مدد لینے کی ممانعت ہوئی

سنہ ۱۸۸۴ء - میونسپل الیکشن کے موقعہ پر شرابخانوں سے مدد لینا بند کیا گیا۔

سنہ ۱۸۸۵ء - سکاٹلینڈ میں مقامی ووٹ کا مسئلہ پہلی دفعہ پاس ہوا۔

سنہ ۱۸۸۶ء - بچوں کے ہاتھ شراب اور دیگر منشیات فروخت کرنیکی ممانعت ہوئی۔

سنہ ۱۸۸۷ء - کاشتکاروں کے ہاتھ بیر فروخت کرنے کے متعلق خاص ہدایات ہوئیں۔

سنہ ۱۸۸۸ء - اتوار کے دن دوکانیں بند کرنے کا مسودہ دوسری دفعہ پارلیمنٹ میں پڑھا گیا۔

سنہ ۱۸۸۹ء - شرابفروشوں کو اتوار کے دن دوکانیں بند کرنیسے جو نقصان ہوتا ہے معاوضہ دینے کی تجویز ہوئی تھی جو پاس ہوئی

سنہ ۱۸۹۰ء - اتوار کے دن نیز سنیچر کو قبل از وقت ویلز میں ووٹ کے متعلق مکرر تجویز پڑھی گئی۔

سنہ ۱۸۹۱ء - چھوٹی چھوٹی دوکانوں کے متعلق خاص قانون پاس ہوا۔

سنہ ۱۸۹۲ء - جنوبی افریقہ میں انگریزی شراب بھیجنے کی ممانعت ہوئی۔

سنہ ۱۸۹۳ء - لائسنسوں کے نقص اور عیوب دریافت کرنیکے لئے ایک خاص کمیشن تجویز ہوئی۔

ولایت کی ٹمپرنس تاریخ کا اسقدر کچا چٹھا بیان کرنیکے بعد مسٹر میلن نے لکھا ہے۔ کہ اگر ٹمپرنس سوسائیٹیاں آرمی ٹمپرنس ایسوسی ایشن کی مثال کو نمونہ بنا کر کچھ کوشش کریں تو ضرور منزل مقصود پر پہنچیں۔ دیکھئے اس سوسائٹی نے گورنمنٹ سے آخر پاس کرا ہی لیا۔ (۱) آرمی ٹمپرنس ایسوسی ایشن کی شاخوں کو اپنی کارروائی کرنیکے لئے جدا بارکیں ملا کریں۔ جہاں کا خرچ اگر آمدن سے کم ہو۔ تو سرکار خود اس صیغہ سے پورا کرے، جس سے شرابنوشوں کو شراب ملتی ہے۔ (۲) قواعد و ضوابط فوج جلد ۱۲ میں کوارٹر ماسٹر جنرل ہند نے بمنظوری گورنمنٹ ہند حسب ذیل پاس کیا کہ ٹمپرنس ایسوسی ایشن کے واسطے جو الگ کمرہ یا خیمہ ہو اس میں کا خاص فرنیچر سرکار دے (۳) کوہستانی مقامات کیلئے بھی خاص فرنیچر ملا کرے۔ (۴) ایک ایسا خیمہ جو ۱۶ کس کے لئے کافی ہو ہر ڈیرہ میں وغیرہ کے وقت ملا کرے (۵) دو بار ماہ مارچ میں ٹمپرنس ایسوسی ایشن کے ممبروں کے جملہ اسباب کا کرایہ جو تفریح کے کام میں آتے ہیں مثل شرابخانوں سے ملا کرے۔

ٹمپرنس سوسائٹیاں

امرتسر۔ اتوار کے جلسے شام کے ۶ بجے سے شروع ہو کے تاریکی کے پھیل جانے کے بعد بھی رہا کرتے تھے۔ گو سوسائٹی کے لیمپ کافی تھے مگر برسات اور آندھی کے وقت مفید نہ پڑتے تھے۔ بھائی گوردت سنگھ صاحب نے اپنے سرگباش نور چشم گوبند داس جی کی یادگار میں دو بڑی لال ٹینیں عنایت کیں۔ اسی طرح موسم گرما کیلئے رائے زادہ برکت رام صاحب نے ایک روپے کے پنکھے عنایت کئے ہیں۔ ٹمپرنس ریڈنگ روم میں مندرجہ ذیل صاحبان کے عطا کردہ اخبارات رکھے جاتے ہیں۔ نند لعل مالک ہندو میڈیکل امرتسر (اخبار عام۔ پیسہ اخبار۔ تحفہ سرحد ہنوں۔ خادم التجار۔ برہم پرچارک۔ ست اپدیش۔ پیوپلز سرونٹ۔ ہاربنجر۔ پبلک میگزین۔ اروڈ بنس۔ حق پسند۔ سرین سبھا لاہور۔ طبیب۔ دیش اُپکار ہتکاری۔ خالصہ سماچار) لالہ رام نرائن صاحب بنکر رئیس امرتسر (سول ملٹری گزٹ) رائے زادہ ڈاکٹر برکت رام صاحب (ٹریبیون) میاں فیروز الدین صاحب آنریری مجسٹریٹ امرتسر (آبزرور) لالہ رام سرن داس صاحب آنریری مجسٹریٹ (ڈیلی ٹائمز) میر کرامت اللہ صاحب (پنجاب سماچار و ہمدرائے ہند) بابو محمد دین صاحب (وطن) لالہ گورانداتا مل صاحب (امرت بازار پتر کا) بابو بسنت رام۔ شام سروپ (ہتکاری ست دھرم پر

ایںگلو انڈین ٹمپرنس ایسوسی ایشن (لنڈن) کے سالانہ جلسہ کی مفصل رپورٹ رسالہ آبکاری ۵۷ میں چھپی ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ سال زیر رپورٹ میں جیت پور۔ کلکتہ۔ مدراس۔ شاہدرہ کی نئی سوسائٹیوں کے شامل ہونے سے کل ملحقہ شاخوں کی تعداد ۲۹۷ ہو گئی ہے۔ مسٹر کین کی یادگار میں لائبریری (مدراس) لیکچر لیگ (کانپور) میلہ (لاہور) قایم ہوئے ہیں بنگالی گے وعدہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ہندوستان میں برابر ڈیپوٹیشن بھیجنا چاہئے۔ مسٹر شیام کشور (صوبجات متحدہ) جسونت جواگی (بمبئی) پنڈت شیو شنکر تواڑ (بنارس) میں سوسائٹی کی طرف سے لیکچر دے رہے ہیں۔ رسالہ آبکاری کی تین ہزار کاپیاں چھاپی جاتی ہیں۔ مگر ہم نہایت افسوس سے لکھتے ہیں کہ ان ۲۹۷ شاخوں میں سے صرف معدودے چند اپنا فرض منصبی ادا کرتی ہیں۔ اور باقیوں کا عدم وجود برابر ہے۔

برٹش میڈیکل ٹمپرنس ایسوسی ایشن کا جلسہ بصدارت جے وڈ لنڈن کے ٹمپرنس ہسپتال میں ہوا۔ ڈیڑھ سو ڈاکٹروں نے شراب کو ملک کیلئے ایک دوامی جذام قرار دے کے دوائی کے طور پر بھی استعمال کرنا جایز نہیں رکھا۔

بینڈ آف ہوپ امرتسر کے ممبران کی تعداد ۸ درجن کے قریب ہوگئی تھی۔ یہ ممبر جملہ لوکل مدارس کے طالب علم ہیں۔ ان تازہ نونہالوں کو قابل کار بنانے کی غرض سے امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی نے ایک باقاعدہ جماعت زیر نگرانی پنڈت شو نرائن (خلف سوم مخدومی پنڈت بشن نرائن صاحب) کھول دی ہے۔ جسمیں ہر سنیچر کو لکچر۔ بھجن۔ ریسی ٹیشن کے علاوہ تختہ سیاہ یا بلیک بورڈ کے ذریعے خاص لکچر دیئے جاتے ہیں۔

جالندھر۔ ۱۵ جولائی کے مشن سکول والے جلسہ کے بعد دوسرا جلسہ ۷ اگست کو بستی شیخ درویش میں خواجہ شاہ محمد صاحب وکیل کے مکان کے سامنے ہوا جسمیں علاوہ دیگر صاحبان کے ریورنڈ نیوٹن۔ خان احمد شاہ صاحب جج۔ پنڈت موتی رام وکیل اور چند علیگڈھ کالج کے طالب علم بھی موجود تھے۔ خان صاحب نے بڑے پرزور الفاظ میں ظاہر کیا کہ "ہم لوگوں کو یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ شراب خوری میں گورنمنٹ اعانت کرتی ہے نہیں ہرگز نہیں بلکہ گورنمنٹ نے ہر ایک شخص کیا تھوڑی اور کیا بہت خریدنے والے پر جرمانہ لگایا ہوا ہے۔ یعنی بوتلوں کی قیمت اور بدنامی علاوہ" آپکے بعد اور صاحبان نے بھی تقریریں کیں۔ علیگڈھ کالج کے ایک طالب علم نے کہا کہ "طلبا کو اس موذی سے ضرور احتراز کرنا چاہیئے کیونکہ اس سے حافظہ پر برا اثر پڑتا ہے"۔ سکرٹری نے بھی مناسب تقریر کی۔ اگر بستی شیخاں والے ذرا توجہ کریں تو یہاں ضرور ایک شاخ قایم ہوجائے۔

جہلم۔ باقاعدہ سنیچر کے جلسے ہوتے ہیں۔ مولوی فقیر محمد صاحب مالک سراج الاخبار کو چاہیئے کہ ان جلسوں میں ذرا شریک ہو کے کبھی کبھی مسلمانوں کی آگاہی کیلئے خصوصاً اسلامی مذاق کے مطابق وعظ کیا کریں۔ تاکہ مسلمانوں کو مسائل اسلامی واضح ہوجائیں۔

شاہدرہ۔ اینگلو انڈین ٹمپرنس ایسوسی ایشن کی جدید شاخوں میں ایک شاخ یہاں کی بھی ہے۔

لاہور ٹمپرنس یونین کے سکرٹری نے اس خیال سے کہ شہر سے باہر مضافات میں بھی پرچار ہونا چاہیئے آبکاری کی فہرست سے آپکا نام دیکھ کے خط میں اپنے عندیہ سے یہاں کے سکرٹری کو اطلاع دی۔ جب وہاں چند ایک ممبروں کو ساتھ لے کے پہنچے تو کچھ بھی نہ تھا۔ آخر خود ہی ایک جگہ ہارمونیم لے کر بیٹھ گئے۔ باجے کی آواز سن کے چار آدمی اکٹھے ہوگئے۔ بھجنوں کے بعد ایک لکچر مسٹر ہرسرن ایم اے کا ہوا۔ ہمیں نہایت ہی افسوس ہے کہ لاہوری جماعت کو اسقدر مایوسی ہوئی۔

فیروزپور میں اتوار کی بجائے اب سنیچر کو ہفتہ وار جلسہ ہوتا ہے۔ بھائی رام سنگھ صاحب اپنے خرچ سے موگہ میں پرچار کرنے جاتے ہیں۔

فرانس کی ٹمپرنس کانگرس نے یہ تجویز کی ہے کہ پادری صاحبان بندگی کے وقت ڈاکٹر اور سوداگر عملی طور پر شراب سے پرہیز کرانے کی کوشش کریں۔ شراب فروشی کی دوکانوں کی تعداد کم کرنے کے واسطے گورنمنٹ

سے درخواست کی جائے اور یہ عام قانون پاس کیا جائے کہ تجارتی کوٹھیوں کے قرب وجوار میں شراب فروشی کی دوکانیں نہ ہوں۔ نہ شراب فروش کو شراب کے قرضہ کی رقم بذریعہ نالش وصول کرنے کا اختیار ہو۔ کیونکہ اس جرم میں جو کوئی شخص شراب پی کے کرتا ہے وہ بھی معاون ہے۔ بلکہ جب کبھی کسی ایسے جرم کے متعلق جو شراب کے باعث سرزد ہوا ہو تفتیش عمل میں آئے تو اُسے بھی گردانا جائے۔

لودھیانہ ٹمپرنس سوسائٹی کی کوئی خبر نہیں ملتی۔ کیا بھورام نیئر جیسے سرگرم سکرٹری اب وہاں موجود نہیں؟ امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی کا ایک نہیں دو دفعہ ڈیپوٹیشن گیا تھا۔ اگر لودھیانہ کے چند ایک صاحبان کے خط وہاں کی سوسائٹی کے عدم وجود اور نئی سوسائٹی کی ضرورت کے نہ موصول ہوتے تو ہم یہ دوستانہ شکایت نہ کرتے۔

رائے وزیر چند صاحب چوپڑہ بی اے اسسٹنٹ انجینیر سب ڈویژنل افسر ٹمپرنس مشن کی اشاعت کے دلدادہ ہیں۔ حال ہی میں اُنہوں نے شملہ میں ایک ہزار کلرک سے پلیج لیا۔ پرماتما برکت دے۔

چونیاں میں سردار بھگونت سنگھ صاحب (خلف سردار تارا سنگھ جی تحصیلدار) ٹمپرنس کی ترقی کے خواہاں اور ٹمپرنس کے مقاصد کی اشاعت میں کوشاں ہیں۔

ٹمپرنس کا روشن اور تاریک پہلو

اینگلو انڈین ٹمپرنس ایسوسی ایشن کے آنریری سکرٹری جے ہربرٹ رابرٹس ممبر پارلیمنٹ (مسٹر کین مرحوم کے جانشین اور داماد) نے صاحب سکرٹری وزیر ہند سے سوال کیا ہے۔ کیوں جی آپکو معلوم بھی ہے کہ سنہ ۱۹۰۱-۲ء میں نشہ فروخت کرنیوالی دوکانوں کی تعداد ۹۷۹۱۰ تھی۔ جو سنہ ۱۹۰۲-۳ء میں ۹۹۴۹۷ ہو گئیں اور 〃 میں محال آبکاری کی آمدنی ۴۷۴۱۰۰۰ پونڈ تھی۔ اور 〃 میں ۵۰۲۰۰۰ ہو گئی۔ سنہ ۱۹۰۴-۵ء میں اس رقم محال میں بھی چار لاکھ اٹھانوے ہزار آٹھ سو کی بیشی اور خیال کی جاتی ہے۔ اس بیشی زر محال و تعداد دوکانات کی خاص وجہ کیا ہے؟ اُدھر سے تو کچھ جواب نہیں ملا مگر مسٹر گریٹ کے خیال میں اسکے سوا اور جواب ممکن ہی نہیں کہ محال کی ترقی کی خاص وجہ ایک تو ناجائز خرید و فروخت کے متعلق سخت تشدد اور دوسرے عوام الناس کی عام ثروت۔ چاہیے ثروت۔ فلاکت۔ غربت اور افلاس کے ہم معنی ہی کیوں نہ ہو۔

نیشنل ایڈوکیٹ رقمطراز ہے۔ کہ ایران میں جب کوئی شرابی گرفتار ہوتا ہے تو محتسب کی ڈیوڑھی

پر حاضر کیا جاتا ہے۔ وہاں سے اسکی بدچلنی کے متعلق اشتہار نکلتا ہے۔ جسکے رُو سے اُسے نہ صرف طشت از بام کیا جاتا ہے بلکہ اُس شہر کے بڑے بڑے بازاروں سے بآزادی گذرنا۔ تفرّج گاہوں میں جانا نماز کے وقت اعزّے و اقارب کے ساتھ مل کے نماز پڑھنا روکا جاتا ہے۔ صرف ایک معیّنہ وقت میں دو سپاہیوں کی زیر نگرانی پیٹ پالنے کے لیے سودا سلف حسب ضرورت خرید لاتا ہے۔ اگر ایک دفعہ اشتہار ہو جانے کے بعد مکرّر شراب خوری کے جرم میں ماخوذ ہو تو اُسے دُرّے لگتے ہیں۔

ایک صاحب لکھتے ہیں کہ جب خودکشی کرنا قانوناً جرم ہے تو چرس۔ مدک۔ بھنگ۔ چانڈو وغیرہ پینے والوں کو سرکار اقدام خودکشی کی ذیل میں لا کر قانونی تازیانہ سے کیوں نہیں جکڑتی۔ یہ لوگ نشہ پی کر نکمّے۔ مضمحل۔ بیکار اور سُست ہو کر اپنی حالت کو تباہ کرتے ہیں۔ اپنی اولاد کو برباد کرتے ہیں اور پھر پلہ خالی ہونے کی وجہ سے بعض ایسے جرائم بھی کر جاتے ہیں جو امن عامہ میں خلل اندازی کا باعث ہیں۔ اگر اس طرح تھوڑی سی سختی عمل میں لائی جاتے تو بہت سے جرائم کی جڑ کٹ جائیگی۔

بابو پورنچند صاحب بیدی ہماری سوسائٹی کے ممبر اور آنریری ایجنٹ آجکل دہلی نارمل سکول کے تھرڈ ماسٹر ہیں۔ آپ نے وہاں کی تعیناتی کے بعد ٹمپرنس کاز کی تعلیم شروع کی تو سب سے پہلے جس شخص نے اعتراض کیا ایک طالب علم مسمی گورپرشاد کایستھ تھا۔ مگر حسن اتفاق دیکھئے۔ کہ جب بیدی صاحب کو ہماری پلیج بک پہنچی تو جس نے سب سے پہلے اپنا نام لکھا وہی کایستھ تھا۔ کایستھ وہ قوم ہے۔ جو اپنے بچوں کو گھٹی میں ہی شراب مُنہ لگا دیتے ہیں اور بڑے فخر سے کہا کرتے ہیں کہ کایستھ کا بیٹا ہو کے شراب نہ پیئے وہ بھنگی ہے۔ ہمیں اس کامیابی سے بڑی خوشی ہوئی۔ اور زیادہ تر فرحت بخش یہ خبر ہے کہ بیدی صاحب نے اس وقت تک ۱۶۱ ممبر بنا لئے ہیں۔ اس تعداد میں نہ صرف وہ لوگ شامل ہیں جنہوں نے شراب کی صورت نہیں دیکھی۔ بلکہ وہ بھی جو اچھے خاصے پیاک تھے۔ نارمل سکولوں میں عموماً وہ اُستاد بھیجے جایا کرتے ہیں جنکو طریقہ تعلیم سکھلانا ہوتا ہے اور جو ایک معیّن وقت کے بعد امتحان پاس کر کے اپنی اسامیوں پر واپس جاتے ہیں۔ اس خیال سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ بیدی صاحب کے طالب علم (نہیں نہیں بلکہ ہونیوالے اُستاد) جب اپنا کورس پورا کر کے اپنے عہدوں پر واپس ہونگے تو مقاصد ٹمپرنس کی خاصی اشاعت کرینگے۔ اور ہمیں اس مثال کا ایک دفعہ پھر عملی ثبوت مل جائیگا۔ کہ ایک دانہ سے بنتا ہے خرمن۔ دہلی ٹمپرنس ایسوسی ایشن کے پریذیڈنٹ کو چاہیئے کہ بیدی صاحب کے ساتھ ایک دفعہ مل کے اپنی مُردہ ٹمپرنس ایسوسی ایشن کو پھر زندہ کریں۔ اور جس طرح ممکن ہو دہلی جیسے بادشاہی شہر میں ٹمپرنس سوسائٹی کے نام کو معدوم نہ ہونے دیں۔

رنپت انٹی پلیگ میڈیسن

کا

استعمال بیماران طاعون کیواسطے بمنزلہ آب حیات ہے

آجتک کوئی بھی انگریزی ہندی یا یونانی دوائی ایسی زبردست دوائی دستیاب نہیں ہوئی ہے جسکے مقابلہ میں طاعون ایک معمولی مرض قرار دی جاسکے۔ گذشتہ ۳ سال کے عرصہ میں بڑی جستجو اور عرقریزی کے بعد بمشورہ سنیاسیاں پرانے ہندی ویدک گرنتھوں کے انوسار صرف یہ ایک "رنپت انٹی پلیگ میڈیسن" ہی ایسی تیار ہوئی ہے کہ جسکے چندروزہ استعمال نے پبلک پر روشن کردیا ہے کہ ہندوستان کی جڑی بوٹیوں میں قدرت نے کیا کیا بے نظیر فوائد کوٹ کوٹ کر بھر دیئے ہیں۔ یہ دوائی مختلف صورتوں میں مختلف اعضاؤں پر مختلف طریق سے استعمال کی جاتی ہے جسکی مفصل تشریح معہ ہدایات خوردی پرہیز ترکیب استعمال ہمراہ دوائی میں مندرج ہے۔

گذشتہ ایام وبا میں پنجاب کے طاعون زدہ مقامات میں رنپت انٹی پلیگ میڈیسن نے بہت ہی تعجب خیز نتیجے دکھلائے ہیں جسکے واسطے پبلک نے اپنی کمال قدردانی سے کئی سرٹیفکیٹ عطا فرمائے جو بوجہ عدم گنجائش یہاں مندرج نہیں ہوسکے جس سے رائے زادہ برکت رائے صاحب ویدکی خدمات کا ثبوت ملتا ہے جن کے ہاتھ سے ہزاروں مریض شفایاب ہوئے ہیں اور جنہوں نے عوام کی بھلائی کیلئے امرتسر میں شفاخانہ جاری کیا ہے۔

رنپت انٹی پلیگ میڈیسن بکس نمبر ۱ جس میں ایک مریض کیواسطے کافی دوائی بند ہے۔ قیمت عہ ؍
رنپت انٹی پلیگ میڈیسن بکس نمبر ۲ جسمیں ایک تندرست آدمی کو ۲ ماہ تک پلیگ سے محفوظ رہنے کیلئے کافی دوائی بند ہے قیمت فی بکس صرف عہ ؍

المشتہر

مینیجر پلیگ اوشدیالہ (بیٹھک بر دوکان پنڈت تلسی رام بالمکند) کٹرہ جیمل سنگ امرتسر

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں



ہمنے اپنے ملکی بھائیوں کے فائدہ کی غرض سے عرصہ سے کارخانہ جاری کیا ہوا ہے اور خاص طور پر ولایت سے بڑے بڑے مشہور و معروف کارخانہ جات سے کلاک۔ گھڑیاں اور ٹایم پیس وغیرہ بنواتے ہیں جنکی بابت آجتک ہمارے خریداروں میں سے کسی صاحب کی بھی شکایت نہیں آئی۔ بلکہ عمدگی مال کے سینکڑوں سرٹیفکٹ موجود ہیں۔ ضرور تجربہ کیجئے۔ ہر قسم کا مال بذریعہ وی پی یا نقد قیمت پر ارسال ہوتا ہے

راسکوپ سٹیم جارج۔ درجہ اوّل گرانٹی ۱۰ سال قیمت ملے

" دوم " ۸ " - " ے

" سوم " ۶ " - " صمہ

" چہارم " ۵ " - " للعہ

ریلوے ریگولیٹر گھڑیاں " اوّل " ۱۰ " - " عـہ

" دوم " ۸ " - " سہ

" سوم " ۵ " - " صہ

" چہارم " ۴ " - " للعہ

" پنجم " ۳ " - " سے

مفصل فہرست کارخانہ ہذا درخواست کرنے پر مفت ارسال ہوگی۔ درخواستیں پتہ ذیل پر ہوں

الیشر سنگھ مینیجر کارخانہ گھڑیاں۔ بازار بالی سیوراں امرتسر (پنجاب)

معاونین ٹمپرنس گائیڈ!

آپکو بخوبی معلوم ہے کہ ایک اخبار یا رسالہ کے مکمل ہوکر اپنے معاونین کے ہاتھوں میں پہنچنے تک کس قدر اخراجات کی ضرورت ہے۔ ٹمپرنس گائیڈ کی بہبودی اور بہتری صرف آپ کی حوصلہ افزائی پر موقوف ہے۔ امید ہے کہ آپ ازراہ عنایت اپنا چندہ بھیجکر مشکور فرمائینگے تاکہ یاددہانی کے خطوط اور وی پی کے مزید اخراجات کا متحمل نہ ہونا پڑے اسی عرضداشت کو شرف قبولیت عطا کر کے رسالہ ٹمپرنس گائیڈ کے ساتھ عملی ہمدردی کا ثبوت دیں

نیاز مند مینیجر ٹمپرنس گائیڈ امرتسر

گمنام وہ بشر ہے کہ جسکا پسر نہیں

ہمارے شفاخانہ میں ہر ایک مرض کا شرطیہ علاج کیا جاتا ہے اور سب سے بڑھکر خوشخبری یہ ہے کہ جسکے اولاد نہ ہوتی ہو۔ یا اولاد چھوٹی عمر میں ہی مر جائے۔ یا لڑکیاں ہوں لڑکا نہ ہوتا ہو ہمارے علاج سے صحت یاب ہوکر خاطر خواہ مراد حاصل کرتا ہے۔ تجربہ شرط ہے۔ مفصل حالات مندرجہ ذیل پتہ سے دریافت کریں۔

شیخ نظام الدین حکیم یونانی امرتسر
چوک ڈیوڑھی کرموں۔

جلد (۱) نمبر

THE
TEMPERANCE GUIDE.



باہتمام نند لعل ہندو میڈیکل ہال امرتسر سے شایع ہوا

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام نند لعل مالک ہندو میڈیکل ہال امرتسر ہونی چاہیے

مطبوعہ ریاض ہند امرتسر

ٹمپرنس گائیڈ امرتسر

ایک کثیر التعداد خطوط کے علاوہ آئے دن کی بھاری ضروریات محسوس کرنیکے بعد آخر ثابت ہو گیا کہ ٹمپرنس سوسائیٹیوں کے مقاصد کی اشاعت کیواسطے ایک ایسا ماہواری رسالہ ضرور شایع ہونا چاہئے جس سے نہ صرف دُور و نزدیک سے ٹمپرنس لٹریچر کی اشاعت ہو بلکہ سوسائیٹیوں کے مختلف ممبروں کو تبادلۂ خیالات کا موقعہ مل سکے عوام الناس کی پوری دلچسپی کا سامان ہو اور ٹمپرنس ریڈنگ میٹر کا ایک خاص گنجینہ۔

بڑی خوشی کی بات ہے کہ حامیان و معاونان ٹمپرنس کے علاوہ خاص اُن اہل قلم کے بھروسے پر جن کے پاکیزہ خیالات ٹمپرنسی مضامین کیواسطے سند ہو رہے ہیں نیاز مند نے ٹمپرنس گائیڈ کے نام سے ایک ماہواری رسالہ جاری کیا ہے۔ اور اس میں علاوہ لحاظ زبان کے بالعموم مندرجہ ذیل اقسام کے مضامین درج ہوتے ہیں جو نہ صرف ناظرین ہی کو مفید ہیں بلکہ ٹمپرنسی لکچراروں کیلئے ایک سچے گائیڈ اور معاون!

۱۔ اخلاقی۔ علمی۔ تجارتی۔ جسمانی۔ مذہبی اور قومی اصول کے مطابق مسکرات کے مفید اور غیر مفید ہونے پر بحث

۲۔ علمائ۔ فضلاء۔ بزرگان دین۔ مہاتما رشی۔ دھرم مورت حضرات کے خیال و اقوال۔

۳۔ نظمیں۔ بھجن۔ گیت۔ ترجمے۔ خلاصہ لکچر۔ پاکیزہ مذاق۔ انگریزی رسالوں کا انتخاب۔

۴۔ ہر ایک قسم کی طبابت کے مطابق (جس میں ڈاکٹری۔ ویدک۔ یونانی۔ ہومیوپیتھک وغیرہ شامل ہیں) مسکرات کے نقصانات کا اظہار۔

۵۔ ٹمپرنس سوسائیٹیوں کی رپورٹیں۔ اور اُن کی آیندہ ترقی و اشاعت مقاصد کے متعلق تجاویز۔

۶۔ انوکھی طرز کی دلچسپی اور دلبستگی پیدا کرنے والی باتیں۔

۷۔ دیسی صیغہ آبکاری کے متعلق خاص ریمارک۔

۸۔ ہر انگریزی مہینے کے دُوسرے ہفتہ میں شایع ہُوا کرے گا۔

۹۔ قیمت سالانہ عہ معہ محصول ڈاک۔

پہلا پرچہ مارچ سنہ رواں سے شروع ہوتا ہے۔

جملہ درخواستیں اس پتہ پر آنی چاہئیں۔

نند لعل ہندو میڈیکل ہال امرتسر



سرکار اور ٹمپرنس

سرکاری رپورٹوں اور ایکٹ آبکاری کی خاص دفعات کے علاوہ عالیجناب لارڈ کرزن صاحب کی اُس سپیچ سے جو آپ نے ۶ جون ۱۹۰۱ء کو آرمی ٹمپرنس ایسوسی ایشن کے سالانہ جلسہ پر پریذیڈنٹ جلسہ کی حیثیت سے دی تھی بخوبی واضح ہوتا ہے کہ گورنمنٹ انگلشیہ کی یہ ہرگز پالیسی نہیں کہ عام استعمالِ شراب و تجارتِ شراب کے ساتھ اُن جرایم کی ترقی ہو جو اکثر ان کی وجہ سے سرزد ہوتے ہیں۔ مگر پھر بھی اُن کوتاہ اندیش خردماغوں کے خاص اطمینان کے واسطے آج ہم مسٹر ہربرٹ انڈرسن کی اُس چٹھی کا مناسب اقتباس دیتے ہیں جو ۲۲ راگست ۱۹۰۲ء کے انڈین ان سٹ میں شایع ہوئی ہے۔ آپ لکھتے ہیں۔ کہ

"آنریبل مسٹر بیلی سی ایس آئی (قایم مقام چیف کمشنر ممالک متوسط) نے اس خط وکتابت کے حوالہ سے جو آسام کے چاء کے باغیچوں میں شراب فروشی کے متعلق ہوئی تھی اس امر پر بخوبی بحث کی ہے کہ اُن خرابیوں کے ساتھ جو آئے دن مسکراتی بے اعتدالیوں کے باعث ظہور میں آتی ہیں سرکار دولتمدار کا کس قدر تعلق ہے۔ آپ کی رائے ہے گو بعض حلقوں میں ابھی تک یہی اشارے کنائے ہوتے ہیں کہ سرکار اپنے محال کے لالچ سے کسی قدر اغماض کر رہی ہے۔ مگر آپ کی رائے میں یہ عندیہ یا خیال کچھ اور ہی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ سرکاری پالیسی کوئی مفروضات ہی پر مبنی نہیں بلکہ قطعی ہے"۔

"تمہید میں کچھ اپنی رنگ کو برتنے کے بعد آنریبل مسٹر لیلی ایک استعجاب کے عالم میں لکھتے ہیں۔" اگر افسران آبکاری ٹیڑھی تدبیروں سے عملاً وفعلاً کام نہ لیں تو عوام الناس پر بخوبی واضح ہو جائے کہ جسکو وہ ہوّا بنا کے دکھلا رہے ہیں دراصل ایک گونہ تشفی کا سامان ہے۔ پھر اسی سلسلہ میں چند ایک ایسی باتیں تحریر کی ہیں۔ اگر وہ پورے طور پر عمل میں لائی گئیں تو نہ صرف خاطر خواہ نتیجہ ہی ظہور میں آئیگا بلکہ ہر ادنیٰ واعلیٰ پر بخوبی واضح ہو جائیگا کہ جن باتوں سے افلاس ونکبت کی ترقی ہو رہی ہے ہمارے فرمانرواکو اس سے کچھ سروکار نہیں"

مسٹر ہربرٹ لکھتے ہیں۔ کہ

"اس گراں بہا یادداشت کا نہایت ہی عجیب نتیجہ ہوا۔ کیونکہ گورنمنٹ ہند نے اسکی بنا پر جو کچھ پراونشیل گورنمنٹوں کو لکھا ہے عالم یاس میں پوری کامیابی کی جھلک دکھلا رہا ہے اور جس سے ہمیں علی روس الاشہاد ڈنکے کی چوٹ کہنے کا فخر ہو سکتا ہے کہ "گورنمنٹ عالیہ بہمہ وجوہ مسکرات کے خلاف ہے۔ کیا وہ جملے اپنا مفہوم آپ ظاہر نہیں کرتے جو ۴ ۲۲ اپریل ۱۹۰۴ء کے جواب میں درج ہیں۔"

"افسران آبکاری بیدل کے کان کھول کے سنیں کہ محال کی بیشی اسی وقت قابل پذیرائی ہوگی جبکہ شراب کے عام استعمال میں کمی واقع ہو۔ ہاں جس قدر شراب ناجائز طریق سے استعمال ہوتی ہے اسکے بدلے جائز طریق سے شراب کا استعمال ہو۔ نیز انہیں یہ بھی واضح رہے کہ سرکار شروع سے کثرت میخواری کے برخلاف ہے۔ مزید براں گورنمنٹ ہند کا یہ بھی خیال ہے کہ ہر ایک دوکان شراب کے محل وقوع پر خوب غور کی جایا کرے تاکہ وہ دوسرے سال جاری رکھی جائے یا نہیں۔ چوردروازوں سے بکری کے روکنے کی خاص احتیاط کی جائے۔ اور نیز یہ کہ محکمۂ آبکاری کے افسروں کو اپنی سالانہ رپورٹوں میں اس قسم کی تدابیر بھی لکھنا چاہئیں جس سے کثرت استعمال بند ہو۔ (اور خاتمہ پر ہے) رعایا کی بہبودی مدنظر رکھ کے گورنمنٹ نے اس مضمون کو اشد ضروری سمجھا ہے۔"

مسٹر ہربرٹ لکھتے ہیں کہ ہمارے ٹمپرنسی ریفارمروں کے لئے یہ یادداشت مگناچارٹا سے کم نہیں۔

شرابخواری اور اسکا صحیح علاج!

شرابخوری اور اسکا صحیح علاج معرض بحث قرار دے کے پنڈت مگھر رام صاحب وکیل گورداسپور کا ایک مضمون اگست کے نمبر میں شایع ہو چکا ہے۔ جس کے آخر میں یہ سوال تھا کہ

"اس ملک میں بمقابلہ زمانہ سابقہ شراب کی کثرت کیوں ہو گئی ہے۔ میکش کیوں نڈر ہو کر قدح بازی کرتے ہیں اور کیا وجہ ہے کہ تقوی شعار منشیات سے پرہیز کرنیوالے اُن سے دبتے ہیں۔ اور یہ برعکس ان کے اپنے آپکو طشت از بام کرنا عزت سمجھتے ہیں"

اِس سوال کا جواب اسوقت صاحب راقم مضمون نے ناظرین رسالہ کی جدت پسند طبیعتوں پر موقوف رکھا تھا۔ مگر اب اس خیال سے کہ ہر ایک آدمی کا دماغ بات کی تہ کو نہیں پہنچ سکتا پنڈت صاحب نے اِسی سلسلہ میں تحریر فرمایا ہے۔

"جواب کوئی ٹیڑھی کھیر نہیں اور نہ اسکے لئے دُور کی کوڑی لانے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ یہ ایک ایسا صاف امر ہے جیسے دو اور دو چار۔ اس لئے مختصر لفظوں میں یہ ہے کہ ہمارے دل سے مذہب اور مذہب کے ساتھ برادری کا خوف اُٹھ گیا ہے پیشوایان مذہب۔ گورو۔ اور اکابر کا کچھ لحاظ نہیں رہا۔ انانیت۔ نفسانیت۔ خودپسندی اور آزادی نے دماغوں میں فتور ڈال رکھا ہے۔ بڑوں کو چھوٹوں کا اور چھوٹوں کو بڑوں کا پاس ہو تو کیسے؟ مذہب اور دھرم سے گذر کر صرف تعلقات برادری پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ کسی متموّل شرابی کو برادری سے خارج کیا جاتا ہے۔ نہ کسی صاحب مقدرت نشہ میں غین رہنے والے کے رشتے اور ناطے توڑے جاتے ہیں بلکہ جب کسی جلسہ میں دولتمند میخوار تشریف لے آتے ہیں تو ان کو صدر میں جگہ دی جاتی ہے۔ حالانکہ اسکے افعال و کردار کے مطابق تو بقول حضرت سعدی) صفِ نعالیں میں بھی جگہ نہیں ملنی چاہیے۔ جب برادری کی یہ کیفیت ہے اور سوسائٹی کا یہ حال ہے تو شرابفروشی معہ دیگر عیوب کے کیونکر کم ہو۔ ایسی صورت میں یہ کہنا کہ شرابفروشی کی دوکانوں کی کثرت ہو رہی ہے غلط ہے۔ سرکار نے تو مسکرات کے روکنے کے واسطے مناسب دقتیں ڈال رکھی ہیں البتہ ہاتھ سے پکڑ کر نہیں کہتی کہ یہ کر دیا وہ کر دیا۔ یہ ہمارا اپنا کام ہے۔ اور اسوقت بخوبی سرانجام پا سکتا ہے جب ہم برادری کا زور اصل حالت میں دیکھیں۔ اور

برادری کے زور کے ساتھ مذہبی تعلیم کا سچّا اثر ہمارے دلوں پر نقش ہو جائے۔ ورنہ سعی لاحاصل ہے"۔

کچھ اِسی قسم کی باتوں کو ایک دوسرے رنگ میں جناب منشی احمدؐ علی صاحب (شوق) مصنّف ترانۂ شوق نے مندرجہ ذیل قطعہ لکھا ہے۔

قطعہ

عالمِ اسباب میں وہ کام کیجے۔ جو بھلے — تاکہ دل سے شاد ہوں خویش و برادر دیکھکر
پیروی رفتارِ نیکاں کی سکھائے نیک چال — سطر سیدھی ہو جو لکھئے نقش مسطر دیکھکر
خوبیٔ طینت عیاں ہو۔ خوبیٔ انداز سے — جانچئے تلوار کی خوبی کو جوہر دیکھکر
آئینہ انسان کے باطن کا ہے ظاہر کا رنگ — دردِ دل کو عقل تاڑے آنکھ کو تر دیکھکر
حسن ذاتی گر نہیں ہے۔ تو نمائش ہے فضول — صورتِ بد کو نہ چاہیے کوئی زیور دیکھکر
خلق میں انساں کی عزّت ہو جو عزّت کی چال — گھر کے مالک کا سلیقہ جانچئے گھر دیکھکر
خرچ زاید۔ اور آمد کم۔ یہ نادانی ہے شوق — اہلِ دانش پانوں پھیلاتے ہیں چادر دیکھکر ——— شوق

کمشنر آبکاری کا ایک سرکلر

حال میں صاحب کمشنر آبکاری نے ایک گشتی چٹھی ۵۹۲ مورخہ ۱۲ اگست سنہ ۱۹۰۷ع جملہ ڈپٹی کمشنران پنجاب کے نام بھیجی ہے۔ اور اسکی ایک نقل ہمیں بھی عنایت کی ہے۔ اس میں آپنے حسب الایما صاحب سپرنٹنڈنٹ صیغۂ حیوانات قلمی فرمایا ہے۔ کہ

"جانوروں سے بچّہ جننے کے بعد کی ناطاقتی یا عام کمزوری سے طاقت بھرنے کے لئے زمیندا اکثر ایک عرق تیار کیا کرتے ہیں۔ جسے وہ اپنی اصطلاح میں "سارہ" کہتے ہیں۔ جسکی شکل بعینہ لاہن یا اُس خمیر کی سی ہوتی ہے جسے کشید شراب کے لئے تیّار کرتے ہیں۔ اِس لئے افسران و داروغہا آبکاری کی عام شناخت کے لئے یہ لکھا جاتا ہے۔ کہ لاہن کا ذایقہ کھٹ مِٹھا ہوتا ہے او سارہ کا نمکین۔

صحّتِ جسمانی پر شراب کا اثر

ذیل کا مضمون بابو منوہر لعل صاحب بھارگو بی اے کا ہے۔ ہم آپ کی نسبت صرف یہی کہنا چاہتے ہیں کہ آپ حال ہی میں مدرسہ اسلامیہ امرتسر کے سائنس ماسٹر ہو کے آئے ہیں۔ اور ہماری سوسائٹی کے فخر بابو کیشب دیو صاحب ایم اے بھارگو کے اعزہ میں سے ہیں۔ اگرچہ یہ آپکا اس رنگ میں پہلا مضمون ہے۔ مگر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپنے جو لکھا ہے خوب لکھا ہے۔

شراب کی خرابیاں خاص وعام کی نظروں سے پنہاں نہیں۔ جو جو مصیبتیں۔ اسکی بدولت بنی نوع انسان پر نازل ہوئی ہیں اور ان کو ذلیل وخوار بنایا ہے وہ ناگفتہ بہ ہیں۔ دُنیا میں ایسے خوش قسمت آدمی بہت ہی کم ہوں گے جنہوں نے اپنی زندگی میں دس پانچ مرتبہ شرابیوں کو بدمست اور بدحال نہ دیکھا ہو۔ لب سڑک گر جانا۔ اور حالت بیہوشی میں کتّوں کا مُنہ چاٹنا اوران پر پیشاب کی بوچھار کردینا کوئی غیر معمولی بات نہیں ہے۔ کون ایسا نادان ہے کہ ایسی حالت دیکھکر بھی اس دشمن جان سے متنفّر نہ ہو۔ مگر پینے والوں کو عادی ہو جانیکا بہانہ ہے۔ اور وہ کہتے ہیں کہ یہ چیز دراصل خراب ہے مگر امر مجبوری ہے ہم پرہیز نہیں کر سکتے۔ دوسرے زیادہ بینوشی خراب ہے۔ قدرے قلیل پینے میں چنداں نقصان نہیں۔

افسوس کا مقام ہے کہ یہ لوگ بلا سمجھے بوجھے اپنی رائے قایم کر لیتے ہیں۔ اور اس امر کو مدِّنظر نہیں رکھتے کہ ہر شخص شروع میں کمتر مقدار سے ہی آغاز کرتا ہے۔ مگر رفتہ رفتہ اسکا دل پر قابو کم ہوتا جاتا ہے اور اخیر میں وہی نوبت آجاتی ہے جسکا آغاز میں خطرہ تھا ہم نے بعض ڈاکٹروں کو بھی اس کلام کی تائید کرتے ہُوئے دیکھا ہے۔ اور کہتے ہُوئے سُنا ہے کہ کمتر مقدار سے بجائے نقصان کے فائدہ ہوتا ہے اور انسان کی زندگی قایم رکھنے کے لئے تھوڑی شراب پی لینا سودمند ہے۔ ہمکو اُن کی غلط فہمی پر سخت افسوس ہے۔ اور ہم چاہتے ہیں کہ اِس مضمون میں ایک خیال کی تردید کریں۔ اور کیمیائی دلایل سے بخوبی ظاہر کردیں کہ شراب ہر حالت میں انسان کی تندرستی اور اخلاق کو نقصاندہ ہے

جسم کی نشوونما اور صحّت اور قوّت قایم رکھنے کے لئے غذا کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور

یہ ہمارے اجسام میں گوشت اور چربی اور حرارت اور قوت پیدا کرتی ہے۔ اور نیز اسی کی بدولت رگ پٹھے اور استخوان مضبوط ہوتے ہیں۔ موسم گرما میں ایسی غذا استعمال کرنی پڑتی ہے جس میں پانی کا حصہ زیادہ ہو۔ اور پانی بھی زیادہ استعمال کیا جاتا ہے۔ غذا اوّل معدہ میں تحلیل ہوتی ہے۔ اور وہ مصالحوں کے ذریعے سے جو ہمارے منہ اور شکم کی رگوں سے خود بخود پیدا ہوتا ہے پانی کے ساتھ بلکہ نہایت رقیق ہو جاتی ہے۔ اور پھر خون کے ساتھ جسم کے ہر حصہ میں گردش کرتی ہے۔ اور اس طرح سے جسم کے جس حصہ کو جس چیز کی ضرورت ہوتی ہے وہی بہم پہنچ جاتی ہے۔ مگر شراب میں نہ غذائیت ہے نہ مائیت۔ استخوان اور رگ پٹھوں کی بناوٹ اور نشو و نما کے لئے نائٹروجن (ایک گیس کا نام جو ہوا میں پائی جاتی ہے) کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور کیمیائی تحقیقات سے معلوم ہُوا ہے کہ شراب میں اسکا نام و نشان تک نہیں۔ چنانچہ شراب سے جسم کی نشو و نما کی اُمیّد رکھنا ایسا ہی ہے۔ جیسے بلا سونے کے طلائی گھڑی بنانے کی کوشش کرنا یا جو کاشت کرکے گیہوں کی فصل کاٹنے کی توقع کرنا شراب کے شائقین اپنے دلوں میں کہتے ہونگے کہ شراب رقیق چیز ہے۔ اور ایک بوتل میں تین سے دس روپیہ تک بلکہ زاید خرچ ہو جاتے ہیں یہ پانی کا کام بخوبی دے سکتی ہوگی بلکہ تحلیل غذا کے لئے اس سے زیادہ مفید ہوگی۔ مگر نہیں زیادہ مفید ہونا تو درکنار اس سے پانی کا کام بھی نہیں نکل سکتا۔ اور ہمیشہ نقصان پہنچاتی ہے۔ جو مصالح کہ ہمارے جسم کی رگوں سے تحلیل غذا کیلئے پیدا ہوتا ہے شراب اُسکو خراب کر دیتی ہے اور چونکہ رگیں نہایت باریک ہوتی ہیں اُن میں بھی اسکی وجہ سے ورم آجاتا ہے۔ اور وہ اپنا کام کرنے سے معذور ہوتی ہے۔ ہاتھ کی ہتھیلی پر قدرے تیز شراب رکھ کر دیکھئے کہ کیا حالت ہوتی ہے۔ چرمراہٹ معلوم ہوگا۔ اور ہتھیلی سُرخ ہو جائے گی۔ جب ہاتھ کا یہ حال ہے تو خیال کیجئے کہ ننھی ننھی اور بال سے سو گنی زیادہ باریک رگوں کی کیا کیفیت ہوتی ہوگی اب سنئے کہ اس سے دوسری خرابی کیا پیدا ہوئی ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ غذا ہضم ہونیکے لئے ہے نہ کہ معدہ میں جمع رہنے کے لئے۔ شراب اسکو تحلیل ہونے سے روکتی ہے اور اس بیان کی تصدیق کیلئے اِس قدر کہنا کافی ہے کہ کل عجائب خانوں میں کیاب مچھلیاں۔ اژدہا اور بچھو وغیرہ شراب میں ہی رکھے جاتے ہیں۔ تاکہ صورت شکل بدستور ویسی ہی رہے جیسی تھی۔ چنانچہ معلوم ہُوا ہے کہ شراب کا خواص تحلیل ہونے سے روکنا ہے۔ اور وہ لازمی یہی کام معدہ میں کرتی ہے۔ اگر ہم آرد گندم کی برابر بمقدار دو پیالیوں میں لیں اور ایک کو پانی سے اور دوسری کو پانی سے گوندھیں۔ اور بعد ازاں دونوں میں زباں سے تین یا چار قطرے سالیوا (لُعاب) کے ٹپکائیں۔ تو ہم دیکھیں گے

کہ جو آٹا پانی میں گوندھا گیا تھا وہ جلد رقیق ہو جاتا ہے۔ اور دوسرے کو زیادہ دیر لگتی ہے۔ یہ مزید ثبوت اس امر کا ہے کہ شراب غذا کو ہضم ہونے سے روکتی ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ شراب سے ایک اور دقّت پیدا ہوتی ہے۔ چند اشیاء جو پانی میں حل ہو جاتی ہیں۔ اور جو جسم کے چند حصّوں کے نشو و نما کیلئے نہایت ضروری ہیں اسکی وجہ سے معدہ کی تہ میں بیٹھ جاتی ہیں اور خون کے ساتھ گردش نہیں کر سکتیں۔ جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بعض حصّوں کی نشو و نما نہایت ناکافی ہوتی ہے۔ اور غذا کا ایک حصّہ محض بے سُود جاتا ہے۔ اگر گوشت کا ایک ملایم ٹکڑا شراب میں رکھا جائے تو وہ جلد خشک ہو جاتا ہے۔ اور کچھ عرصہ کے بعد لکڑی کا ٹکڑا معلوم ہوتا ہے۔ یہی کیفیت بعض تحلیل شدہ اشیاء کی معدہ میں ہوتی ہے اور شراب کی مقدار کے بموجب کم و بیش غذا بیکار ہو جاتی ہے۔ اور جسم کو وہ فائدہ نہیں پہنچا سکتی جو شراب کی عدم موجودگی سے مختلف حصّوں کو ضرور بالضرور حاصل ہوتا پس اس حالت میں شراب جبکہ نہ غذا کا کام دے سکتی ہے اور نہ پانی کا۔ اور ہر طرح سے قوّتِ ہاضمہ کو نقصان دہ اور غذا کو دیر ہضم بلکہ بے سود بنا دیتی ہے۔ کوئی ذی عقل تسلیم نہیں سکتا کہ اس سے صحت کو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ اِس دشمن آرام و زندگی سے قطعی پرہیز لازم ہے۔ اِسکے پھندے میں پھنسنا لُطفِ زندگانی اور فرائض دینی و دُنیوی کی ادائیگی سے معذور ہونا ہے۔

دعوت کہ عداوت

لالہ لبھو رام صاحب نیر سکرٹری ٹمپرنس سوسائٹی لُدھیانہ نے سر جان ہرشیچل (سابق پریذیڈنٹ صوبجات متحدہ امریکہ) کی ایک دعوت کا ذکر لکھا ہے جسکو عام دلچسپی کے خیال سے موزون کر لیا گیا ہے۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ ہندوستان میں کتنے ہیں جو اسکی عملی طور پر تائید کر سکتے ہیں:۔

سر جان ہرشیچل نے اِک دن — کی دوستوں کی بڑی ضیافت
بنوائے مکلف ایسے کھانے۔ — ہو باس سے جنکے دُور کُلفت
خوش رنگ۔ لذیذ۔ اچھے اچھے — چاہے جنہیں ہر طرح طبیعت
منگوائی نہ اُس نے جا نکے وہ — جو ہوتی ہے دعوتوں کی زینت
مہمانوں نے دیکھا۔ میز پر جب — ہے تے لال پری کی خواب صدست
کہنے لگا ایک دوسرے سے — جب مے ہی نہیں تو کیا ہے دعوت

اِک منچلا پھر یہ بڑھ کے بولا
یہ دیکھا ہے آج ہم نے آکے
مرغوب طبائع ہی نہیں جب
لاؤ۔ وہ اچھوتی پیاری لاؤ!
سر جان کو بھی کسی نے کہدی
سُنتے ہی بدن میں لگ گئی آگ
کہدو۔ میرے دوستوں سے۔ کہدو!
یہ عرض ہے۔ میرے کھانے میں اب
پینی نہ پلائی۔ اور نہ لائی
اور اس پہ بھی طُول دیں اگر وہ
میں ایک بھی سننے کا نہیں اب
وہ مُرغی جو سیتے تھی یہ انڈے
جو چاہوں نہیں۔ وہ آپ چاہیں
پلہّ میں ہے خرچ کرنے کو سب
کہتے ہیں وہ جس کو زیبِ محفل
کمبخت کے نام کام پر ہو۔
اِس مے نے بنے بگاڑ ڈالے۔
اس دوستی کو سلام میرا۔
منگوائے شراب کوئی کیسے
یہ سو کھا جواب سُن کے فوراً
پھر نورِ نظر سے بولے سر جان
جاتے ہیں جو میرے گھر سے جائیں
وہ بیل منڈھے نہ اب چڑھیگی
گر یہ نہیں۔ اُن کے چار بھائی

"کس نے یہ کہا تھا۔ ہو ضیافت"
دعوت میں کریں پیاری دولت
کھانے کی طرف ہو خاک رغبت
برسوں کی پُرانی۔ تیز رنگت
مہمانوں کو کس کی ہے ضرورت
بولا۔ کہ "اگر یہی ہے حالت
تشریف جو لائے۔ کی عنایت
ہوگی نہ شراب تا قیامت
کرلی ہے یہ بیٹے اپنی عادت
کہدینا۔ یہ مختصر حکایت
شکوہ کہو۔ یا اِسے شکایت
عرصہ ہُوا۔ کر گئی ہے رحلت
نفرت مجھے جس سے۔ تمکو اُلفت
مے کے لئے کچھ نہیں ہے دولت
جلسہ میں وہ ڈالتی ہے کھنڈت
سَو بار۔ ہزار بار لعنت
کانٹوں پہ گھسیٹے اہلِ ثروت
جسکا ہو نتیجہ مے کی اُلفت
دعوت ہے۔ نہ یہ کوئی عداوت
بن کھائے۔ ہوئے تمام رُخصت
بدلی ہُوئی دیکھکر یہ حالت
میں ہی نہیں کہنے کا بہ منّت
لے آئے کوئی ہزار حجّت
بُلوا کے کھلائیں گے بعزّت

دیکھو نہ شراب تم لگاؤ۔ یہ ہی ہے نصیحت اور وصیت۔ (از ملفوظات میر سلمہ القدیر)

مرقع

بادہ پرستوں کے نشیمن کی حسرت بھری داستانیں سچ مچ عبرت کی دل ہلانیوالی تصویریں ہوتی ہیں اسکا بدیہی ثبوت ذیل کی کہانی سے مل سکتا ہے۔ اسکے لکھنے والے ہماری سوسائٹی کے ممبر۔ دیوالوں کے خاندان کے چراغ ـــ بابو امرناتھ صاحب محسنؔ مصنف تحفۂ محسن۔ جامِ الفت وغیرہ ہیں۔ ہم اُمید کرتے ہیں کہ آپ کی نظم کا نمونہ بھی کسی آیندہ موقعہ پر ہدیۂ ناظرین کرینگے۔

اب تو اُنہیں میرے گھر پر بھی آتے شرم آتی ہے

دوستو! میری کہانی درد انگیز بھی ہے اور رقّت آمیز بھی۔ کیونکہ مجھے ان دوستوں نے جو کسی وقت میرے ہم نوالہ و ہم پیالہ تھے مارِ آستیں بنکر تیغ جفا کا شہید کر دیا ہے۔ یہ تو سب جانتے ہیں کہ بیٹے کی ولادت پر کون حسبِ مقدور خیرات نہیں کرتا۔ مگر جہانتک میں نے لوگوں سے سُنا ہے میرے والد نے غریب و غربا میں اِس قدر داد دہش سے کام لیا تھا کہ بڑوں بڑوں کے دل ہل گئے تھے۔ کتنا ہی عزیز و اقارب کہتے کہ اسقدر توڑوں کے مُنہ کھولنے میں کسی قدر ہاتھ نرم کیجئے۔ تو آپ یہی فرماتے کہ خدا خدا کر کے بیٹا ہُوا ہے کیا خدا کے نام پر نہ دوں۔ دولت کس دن کے واسطے ہوتی ہے۔ اگر آج کام نہ آئی تو پھر کب؟ آدمی سے دولت مل سکتی ہے۔ مگر دولت سے آدمی نہیں بنتا۔ ایشور کو منظور ہُوا تو ہوش سنبھالتے ہی میرا لال اتنا روپیہ کما کے لائیگا کہ آج کا لیا دیا کچھ معلوم نہ ہوگا۔ مگر اُنہیں کیا خبر تھی کہ مجھ ہی کمبخت سے انکا نام نکلیگا۔ (آنکھوں میں پانی بھر کے۔) ؎

میری طرح نہ اِک دن ابر بہار رویا ‏ وہ ایک بار رویا میں لاکھ بار رویا

قصہ مختصر جب پندرھویں برس میں قدم رکھا۔ کچھ مدرسہ کے ہم جماعت یگانگت کا دم بھرنے لگے۔ کرکٹ۔ فٹ بال۔ ٹینس کی کھیلیں باہمی چہ میگوئیوں کا خاصہ بہانہ تھیں۔ وہ جو مثل ہے کہ ایک کو ایک بارہ کوس کے پھیر سے مل جاتا ہے۔ اُن ہم جماعتوں میں سے کچھ میری ہی طرح ناز و نعم کے پلے۔ ماں باپ کے لاڈلے۔ کوئی گانے میں لایق کوئی باجہ کا شایق۔ کوئی شعر و سخن کا مشتاق

کوئی لسّانی میں طاق - کوئی خوشرو - کوئی خوش گلو - میری چلبلی طبیعت نے ان کی صحبت کو غنیمت سمجھا - تھوڑے دن میں شیر و شکر ہو گئے - محفل نے اَور ہی رنگ پکڑا - خاصے جلسے رات دن ہونے لگے - (ذرا ٹھہر کر) یہ مجھے اچھی طرح یاد نہیں - اگست تھا ستمبر - مگر تھی اکیسویں تاریخ - جب والد بزرگوار کو کمشنر صاحب نے پہاڑ پر بلایا تھا - اُنکا اُدھر جانا تھا اور ہم کھُل کھیلے - ہم جلیسوں کو بھی سیر کی سوجھی - کوئی چینبہ - کوئی ڈلہوزی - کوئی شملہ اور کوئی مری جانے کو کہتا - آخر یہ ٹھہری کہ جائیں تو ضرور مگر شاہدرہ - ہوا بھی تبدیل ہو جائیگی - اور ہندوستان کے عاشق مزاج بادشاہ کی رہی سہی نشانی کا نظارہ بھی ہو گا - اور تبدیل ہوا بھی - جب ہمارا قافلہ ادھر کو روانہ ہوا - تو یاران یک رنگ میں سے ایک کمبخت اپنے بیگ میں کچھ چھپا کے بھی لے گیا - جسکی نسبت اُس نے ایک اور شخص سے مخفی طور پر اطلاع دے دی تھی - جب ہم مقبرہ کے باغ میں پہنچے تو ہماری پارٹی کے وہ ہیرو جو بات بات پر شعر پڑھا کرتے تھے یک قلم بول اُٹھے

لچک ہے شاخوں میں جنبش ہوا سے پھولوں میں   بہار جھول رہی ہے خوشی سے جھولوں میں -

اتنے میں مشرق کی طرف سے ایک گنگھور گھٹا اُٹھی اور میرے ساتھ والے باہم یہ الاپ نے لگے کہ اب اگر ذرا چھینٹا لگ جائے تو ہم بھی اِس باغ میں وہ بہار دیکھیں جو کسی وقت جہانگیر نے کشمیر جاتے وقت دیکھی تھی - پھر ہم ایک جگہ بیٹھ گئے - اور جو کچھ کھانے کو ساتھ لے گئے تھے - زہر مار کر چکے تو ہمارے شعر خواں بولے

چلے ساقی ہنسے بولے - اگر آئی ہے یاروں میں   دلہن بنکر نہ بیٹھے دخترِ رز بادہ خواروں میں

پھر کیا تھا جیسے توڑا لگتے ہی بندوق چل جاتی ہے - اُن بیگ والے صاحب نے جھٹ سے تین بوتلیں نکالیں - اور بولے -

سلیقہ چاہئے - عادت ہے شرط اِسکے لئے   اناڑیوں سے نہ جنت میں میکشی ہو گی -

بوتلیں کھُلیں - باری باری پینے لگے - جب ہمارے پندرہ آدمی پی چکے اور میں ہی ایک باقی رہ گیا تو میرے دل میں آئی - کہ افسوس! یہ سب کے سب پینے والے نکلے - ابھی میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ سب نے مجھے بھی بضد مجبور کیا - مگر میں انکار ہی کرتا رہا - آخر! ایک نے کہا "یہ تو بڑے ہی وہ نکلے - سمجھ جاتا اگر اتنا کسی پتھر کو سمجھاتے" اِن جلے کٹے فقروں پر مجبور ہو کے میں نے بھی پی - پینا تھا کہ قے ہو گئی - اور جو کچھ کھایا پیا تھا سب اُلٹ دیا - ابھی مجھے ذرا سکت نہ ہوئی تھی کہ دوسروں نے بھی حلق صاف کرنے شروع کئے - اور ہمارے خمخانۂ سخن کے ساقی نے کہا "

پیٹ کے ہلکے سب اُگلتے ہیں"۔ ہاں میں یہ کہنا بھول گیا جس وقت میں پینے لگا تو پہلے ذرا لجاجت سی ہوئی۔ اندر سے بھی کسی نے آواز دی کہ دیکھنا اِسے منہ نہ لگانا جو چڑھاؤ گے تو مُنہ کی کھاؤ گے۔ مجھے کیا پتہ تھا کہ یہ بھولی صُورت موہنی مُورت ڈاین نکلے گی۔

نقدِ دل تو پہلے ہی نظر میں نذر کیا۔ مگر مُنہ لگاتے ہی اسکی دلفریب ادا مجھے کچھ ایسی بھا گئی۔ کہ اگر دم بھی اُسے نہ دیکھتا تو بے چین ہو جاتا۔ خیر جب گھر میں واپس آیا تو پہلے پہل تو چوری چھپی اسکی صحبت میں رہنے لگا۔ اور اُسے بھی ایک چھوڑ سات سات پردوں میں رکھا۔ لیکن کہاں پہلے پہل تو دوستوں سے شرم آئی۔ پھر آہستہ آہستہ اور بیباک ہُوا۔ دوستوں نے جب میری اس سے اس درجہ دلبستگی پائی تو اُنہیں لوٹنے کی آڑ ہاتھ آئی۔ میں تو دن رات اسکی صحبت میں رہتا اور جو کوئی کام دھندے والا آتا اُسے یہی کہتا۔ کہ جاؤ میرے دوستوں سے فیصلہ کر لو۔ ہاں! سچ۔ یہ میں کہنا بھول ہی گیا۔ کہ جس دن میں شناہدرے پہنچا اُسی دن والدِ ماجد کے قضا ہونے کی خبر آئی۔ مگر میرے احباب نے اس خیال سے کہ رنگ میں بھنگ نہ پڑے۔ اُسے دبا رکھا۔ جب گھر آیا تو معلوم ہُوا بہت افسوس ہُوا۔ بہت رویا پیٹا۔ لیکن میرے مہربانوں نے میرا غم غلط کرنے کی یہانتک کوشش کی کہ میں بہت جلد بھول گیا۔ میرے انہیں خیر خواہوں میں سے ایک نے مجھ پر کچھ ایسا اعتبار بٹھایا کہ میں نے اُنہیں اپنا باضابطہ مختار ہی کر لیا۔ میں جو چاہتا کرتا میں دن رات اسی کافر کی صحبت میں مست رہتا۔ اور کسی سے کچھ نہ کہتا۔ میری لاعلمی میں ہی کڑیوں تک کے کوڑے ہو گئے۔ معلوم ہونے پر میں نے اپنے اُسی مختار کو بُلا کر وجہ طلب کی۔ لیکن بجائے اسکے کہ وہ کچھ اسکا جواب دیتا۔ اپنی وکالت کے لئے اسی قتیلہ کو لے آیا۔ اسکی صورت دیکھتے ہی مجھے سب سٹی پٹی بھول گئی۔ اور بے اختیار بول اُٹھا۔ کہ بلا سے گئے تو میری جوتی سے۔ بلکہ جوتی کی نوک۔ تیرے ہوتے مجھے کسی کی ضرورت نہیں۔ لیکن ناظرین! مجھے کیا خبر تھی کہ میری ساری جایداد سے بھی اسکا پیٹ نہیں بھرے گا۔ ہائے۔ میں تمہیں کہاں تک سناؤں۔ رفتہ رفتہ میری حالت یہ ہو گئی کہ جو تم دیکھ رہے ہو۔ جس کوٹھڑی میں یہ ہڈیاں نصیب پٹا ہے۔ یہ بھی اسکی اپنی نہیں۔ ۲۰/ ماہوار پر کرائے لے رکھی ہے۔ جو نقدی کی بابت پوچھو تو اگر کوئی ہمسایہ نام لِلّٰہ ایک آدھی روکھی سوکھی روٹی دے گیا تو اسکے بال بچوں کو دعائیں دے دیں ورنہ کروٹیں لے کر سویر کر دی۔ خیر اگر میری صحت بنی رہتی تو اسکا بھی چنداں مضایقہ نہ تھا۔ مانگ تانگ کر پیٹ بھر لیا کرتا۔ مگر یہ بھی تو اس شوخ نے نہ چھوڑی۔ اب جیسے کہ تم دیکھ رہے ہو مجھ میں ہلنے تک کی طاقت نہیں۔

کل ہمسائیوں نے کچھ چندہ کر کے کرایہ کے بمبوکارٹ پر مجھے خیراتی ہسپتال میں بھیجا تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے کہدیا کہ جگر جل گیا ہے۔ گردوں پر چربی نہیں۔ اب تباہی دوالاحاصل ہے۔ یہ کہنا تھا کہ کمپوڈر لوگوں نے دھکے دے کے نکالدیا۔ وہ لوگ تو پیسے کے ہیں۔ خیر میں مکان پر چلا آیا۔ ہمسایہ میں ایک بوڑھی عورت رہتی ہے۔ وہ مجھ پر بہت رحم کرتی ہے۔ کل اُسے پاؤں پڑ پڑ کے انہیں دوستوں کے مکان پر بھیجا کہ انہیں کہو کہ اب تو چلنے کی تیاری ہے آخری صورت تو دیکھ جاؤ۔ آکر کہنے لگی کہ میاں دو تین تو تمہارا نام بھی نہیں جانتے۔ تم نے مجھے خواہ مخواہ خراب کیا۔ اور جو دو تین تمہارے واقف نکلے ہیں کوئی تو کہتا ہے۔ کہ میں نے پرسوں پہاڑ جانا ہے۔ اسباب باندھ رہا ہوں۔ کوئی کہتا ہے کہ ابّا جان کہتے ہیں آوارہ مت پھرا کرو کوئی یہاں آنے سے عاری ہے۔ یہ سنکر میں بہت ہی مایوس ہو گیا۔ اب میں ہوں اور یہ تاریک کوٹھری۔ شاید تم حیران ہو گے کہ یہ قتیلہ۔ کافر۔ غارتگر ایمان۔ جسنے مجھے یہ دن دکھایا کون تھی؟ مجھے نام لیتے ہوئے اب ڈر لگتا ہے۔ کوئی دو گھونٹ ٹھنڈے پانی کے دو تو سناؤں۔ میری جان لبوں پر ہے خیر بھائی یہ وہ ہے جسے محمد صاحب نے "اُمّ الخبائث" بتایا ہے۔ اور جس کی بابت مسیح صاحب نے لکھا ہے کہ اس کے چاہنے والا بہشت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اور جسکی بابت مہابھارت پکار پکار کر کہہ رہا ہے۔ کہ "نہ پیو۔ نہ چھوؤ۔ نہ کسی کو دو" اور اگر اب بھی نہیں سمجھے تو یہ وہ ہے کہ جسکا نام نشہ "ناشک سبھاؤں نے **شراب** رکھا ہے۔ ع من نہ کردم شما حذر بکنید

بینڈ آف ہوپ کا گیت نمبر ۲

جس بشر کو ہو شوق مے کا دماغ۔
باپ میخوار کے ہوں بیٹے خوار
اسکی بے اعتدالیوں کے سبب
رفتہ رفتہ بڑھے عجب افلاس۔
نہ ملے اسکو جز غم و حسرت
رنگ بدمستیاں یہ دکھلائیں
پینے والوں کی مَیں۔ میخواری

اس کی مٹی کرے پلید ایاغ
بیٹے سرشار سمجھو باپ کا داغ
بکیں بنگلے۔ مکان۔ کوٹھی۔ باغ
تیل کے واسطے جلے نہ چراغ
باغ عالم میں خرمی کا سراغ
نہ ہو پل بھر فروغ اور نہ فراغ
داغ دیتی ہے مثلِ لالۂ باغ

(از ملفوظات پیر سلمہ القدیر)

چو کفر از کعبہ بر خیزد کجا ماند مسلمانی

(از سکرٹری امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی)

ہمالہ پربت کی چوٹیاں جو کہ برف کی سفید چادر سے اپنا جسم چھپائے ہوئے ہندوستان کی پاکبازی کی شاہد ہیں۔ اور جہاں بھارت ورش کے رشیوں کی عبادت گاہیں ابھی تک یہاں کی عظمت اور روحانیت کا ظاہر نشان ہیں۔ یوروپین سیاحوں نے ہمارے مُلک کی بزرگی کے گیت اپنے سفر ناموں میں گائے ہیں۔ اور اسی مُلک کے دیگر علاقہ جات کے باشندے بھی انہیں وقعت اور عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ لیکن ٹمپرنس گائیڈ کے پیارے ناظرین! اس صبح کاذب پر بھُول نہ جانا۔ میں اپنے ذاتی تجربہ اور چشمدید مشاہدہ کے چمکتے ہُوئے آفتاب سے یہاں کے حالات پر روشنی ڈالتا ہُوں۔ انہیں ملاحظہ کرنیکے بعد اپنی ذمہ واریوں کا خیال کریں اور اپنی ضمیر کی ہدایت پر عمل کرنا اپنا فرضِ منصبی سمجھیں۔

۲۱ر اگست ۱۹۰۶ء کو میں کانگڑہ۔ دھرم سالہ پہاڑ کے دلفریب منظر کی سیر اور ٹمپرنس پرچار کے لئے عازم سفر ہُوا۔

اتوار کی ٹمپرنس میٹنگ کرنیکے بعد ساڑھے آٹھ بجے رات کی گاڑی میں امرتسر سے سوار ہو پٹھانکوٹ اُترا۔ اور وہاں سے ½۱ بجے ٹانگہ میں بیٹھ ۲۲ر اگست دس بجے کے قریب کانگڑہ پہنچا۔ واہ وا! نظارہ قابل دید تھا۔ چاندنی رات کے سبب کوٹلے کے اِس طرف دلفریب منظر دیکھے۔ اور کوٹلہ سے اُس طرف دو میل سورج نے اپنا نورانی چہرہ دکھایا۔ پہاڑ سبز لباس لباس سے ملبُوس تھے۔ دس بجے تک آبشار نشیب و فراز۔ چٹان اور غاریں۔ ندی نالے ایسے دل لبھانیوالے نظر پڑے کہ اس سے پہلے کبھی نہ دیکھے تھے۔ کوٹلہ سے دو میل کانگڑہ کی طرف کچھ پہاڑ کی چڑھائی پر ترلوکی ناتھ کا مندر دیکھا۔ جو واقعی دلکش اور ایکانت میں ریاضت اور پرستش کرنے کی جگہ تھی۔ کانگڑہ میں رائے اجہر و رام صاحب بی اے منصف ٹمپرنس سوسائٹی امرتسر کے حامی سے مِلا۔ اسباب اُنکے مکان پر چھوڑ مذہبی امور سے فارغ ہو منشیات کے متعلق حالات دریافت کرتے راستہ میں ایک شخص کے ساتھ جا رہا تھا۔ کہ شراب خانہ نظر پڑ گیا۔ اسکے اندر جانے سے بہت سے حالات معلوم ہُوئے۔ جو کہ ناظرین کی واقفیت کا موجب ہوں گے۔

کانگڑہ کے ٹھیکہ داران شراب تقریباً ۱۲ سو روپیہ سالانہ سرکار کو ٹھیکہ دیتے ہیں۔ میری موجودگی میں بہت لوگ اُس شرابخانہ میں شراب پینے آئے۔ میری حیرانی از حد بڑھ گئی جبکہ ایک کُنبہ کو جس میں زن و مرد۔ خورد و بزرگ شامل تھے شرابنوشی کی علّت مبتلا پایا سب نے شراب پی اور ایک چھوٹی لڑکی نے تو غضب ہی کیا جس کی عمر ۵½ سال تھی۔ اُس نے اِس آزادی سے شراب پی کہ جس طرح ہمارے علاقہ میں بچّے دُودھ پیا کرتے ہیں۔ عورتوں نے شراب پینے کے وقت کسی قسم کی ہچکچاہٹ شراب پینے کے وقت نہیں کی۔ بلکہ سب سے پہلے عورتیں اور بعد ازاں بچّے۔ اور پھر مردوں نے گلاس پر گلاس چڑھائے۔ اور اُس معصوم لڑکی نے جو بیچاری شراب کے نقصانات سے ناواقف تھی ڈیڑھ گھنٹے کے بعد دیوانوں کی طرح اپنی ماں کی چادر کو نوچنا شروع کیا۔ اور نیم وحشی سی ہوگئی۔

مجھے میرے ہم خیال ٹمپرنسی بھائی محمد برکت علی صاحب سنگر سیونگ مشین کمپنی والے نے بتایا۔ کہ یہ معمولی بات ہے۔ یہاں روزمرّہ ایسی حالت دیکھی جاتی ہے۔ غضب ہے کہ چھوٹے چھوٹے غریب لڑکے مُنہ میں سگرٹ لئے سٹیم انجن کی طرح بھپ بھپ کرتے پھرتے ہیں۔

وہاں کے ۹۵ فیصدی لوگ شراب پیتے ہیں۔ اور اُن کی گھٹّی ہی یہ شیطان کا پانی ہے۔ یہ حالت دیکھکر مجھے از حد افسوس ہُوا۔ اور خواہش ہُوئی کہ یہاں ٹمپرنس سوسائٹی قایم کی جائے۔ پس آٹھ بجے رات کے بابو برکت علی صاحب کے زیر اہتمام چند نوجوانوں کی موجودگی میں ٹمپرنس کی ضرورت کو جتلایا انہوں نے بخوشی منظور کیا۔ میٹنگ ہُوئی بھجن گائے۔ مکتب شیطان اور بگڑّی بنی نظمیں پڑھیں۔ کام کی ضرورت پر تقریر کی۔ سب نے تسلیم کیا۔ مجھے امّید ہے کہ اگر رائے اچھرو رام صاحب منصف۔ بابو گوبند سہائے صاحب مختار۔ پادری رولینڈ صاحب پرنسپل مشن کالج۔ مہاں بیر پرشاد صاحب تُلسی رام جی۔ صید اللہ خاں صاحب۔ مطیع اللہ خاں صاحب کوشش کریں تو کام بخوبی کامیابی سے چلے گا۔

۲۲ کی صبح کو کانگڑہ سے روانہ ہو کر دس بجے دھرم سالہ پہنچا۔ راستہ میں نہایت دلکش سینری تھی۔ مسٹر برچ صاحب بیرسٹر کے بنگلہ پر ٹھہرا۔ باقی دن وہاں کے حالات دریافت کئے۔

۲۴ کو آریہ سماج وید پرچار پارٹی کے اہتمام سے کوتوالی بازار متصل ٹانگہ ایجنسی آریہ پنڈال میں ۵½ بجے لکچر ہُوا۔ بھجن گائے جو کہ پسند عام ہُوئے۔ گھنٹہ بھر کے قریب لکچر ہُوا۔ لوگ متاثر معلوم ہوتے حاضرین کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ ۲۵ کو تمام دن مختلف دلچسپ مقامات کی سیر میں مشغول رہا۔ شام کو مسٹر برچ صاحب کے بنگلہ پر خاص طور سے چیدہ اصحاب میں ٹمپرنس کے کام کی ضرورت

ہوئی۔ بھجن گائے۔ تقریر کی نظم سنائی۔ جو اصحاب وہاں موجود تھے اگر وہ سب ٹی ٹوٹلر ہوں تو ملک کے لئے نہایت مفید ثابت ہوں۔ ۲۶ کو آریہ سماج کے کارکن کے مکان پر ایک خاص جلسہ ہُوا اسمیں بھجن گائے۔ وہاں آریہ سماج کی طرف سے مجھے چٹھی ملی جسمیں میری ضرورت دو دن اور ٹھہرانے کی جتلائی گئی۔ اور زور سے خواہش کی گئی۔ کہ میں ٹھہر جاؤں۔ پس اُن کے جلسہ کے واسطے میں ٹھہر گیا۔ شام کو آریہ سماج کے نگر کیرتن میں میں نے ٹمپرنس بھجن گائے۔ لوگوں نے نہایت شوق سے ٹمپرنس بھجن سُنے۔ بار بار تاکید ہوتی رہی کہ ٹمپرنس بھجن گائے جائیں۔

رات کو پھر مسٹر برچ صاحب کے بنگلہ میں ٹمپرنس کے متعلق وچار ہُوا۔ اور پادری۔ آر۔ ایم نوآعظم نے اسمیں بہت حصہ لیا۔

۲۷ کی صبح آریہ سماج کے جلسہ میں شامل ہوکر بھجن گانے کے بعد ایک عیسائی صاحب کے ہمراہ شرابخانہ میں کچھ حالات دریافت کرنے کے لئے گیا۔ وہاں ایک اُن کے گاہک سے ملا؛ جو چالیس روپیہ ماہوار اپنی آمدنی شراب کی نذر کیا کرتا تھا۔ جس نے کہ اپنی بیوی کی موت کے غم غلط کرنے کا آلہ شراب کو بنا رکھا تھا۔ ٹھیکہ دار صرف ۳۲ روپیہ سرکار کو دیتا ہے۔ حالانکہ میکلوڈ گنج پنشن لائن۔ فرید گنج۔ کوتوالی بازار۔ چھاؤنی وغیرہ میں صرف ایک ہی شرابخانہ ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ یہاں ناجائز کشید شراب کی بہت ہے۔ اور ایک روپیہ میں دو یا تین بوتلیں نہایت تیز شراب کی عام مل جاتی ہیں۔ ۹۵ فیصدی لوگ شراب پیتے ہیں اور سگرٹ کا عام استعمال ہے۔

۲¾ بجے آریہ سماج میں میرا لیکچر ہُوا۔ اور تقریباً چار بجے تک رہا۔ حاضرین کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ پنڈال میں جگہ نہ رہی۔ میں نے کل حالات بوضاحت وہاں پیش کئے۔ اور شراب خانہ خراب کے ملاقی شخص کا حال بتایا۔ سامعین کو وہاں کے حالات سُنکر رقت طاری ہُوئی۔ اور اس وقت سے لوگوں کے دل میں وہاں ٹمپرنس سوسائٹی قایم کرنے کا خیال پیدا ہوگیا۔ اور اُمید ہُوئی کہ ٹمپرنس سوسائٹی یہاں قایم ہوجائیگی۔ وہاں ٹمپرنس کتب تقسیم کی گئیں۔ اور عمدہ اثر ٹمپرنس کام چھوڑا گیا۔

شام کو ٹانگہ پر سوار ہوکر پٹھانکوٹ سے ۷ بجے صبح کی گاڑی میں بیٹھ کر گیارہ بجے امرتسر پہنچ گیا۔ اور اتوار کی میٹنگ میں شامل ہُوا۔

بازآمدم - کہ سجدۂ ایں خاکِ پاکنم
گرطاعتے قضا شدہ باشد ادا کنم -

اِس مُبارک سفر سے آئے ہُوئے ابھی دو دن ہُوئے کہ پھر وہاں کے آب و دانہ نے کشش کی - ظاہری وجہ تو یہ ہُوئی - کہ وہاں ایک شخص یہ شوشہ چھوڑ دیا کہ اُس نے نند لعل کو شراب پیتے دیکھا - اور یہ افواہ ایک دھرم کے پرچار کرنے والے نے پھیلائی - مجھے معلوم ہُوا - رجسٹری شدہ خطوط ارسال کئے - تاریں دیں - مگر اُنہوں نے صاف اِنکار کیا - مگر سماعی علم کا اقرار کیا - پس ضروری معلوم ہُوا کہ اس معاملے کی صفائی وہاں جاکر انہیں اشخاص کے سامنے کی جائے - جن کے سامنے یہ معاملہ چھیڑا گیا - اور ٹمپرنس کام کو ضعف پہنچانے کی کوشش کی گئی - پس میں ۲ ستمبر کی شام کو بہمراہی پنڈت گھنشام لعل صاحب - پنڈت شونرائن صاحب - و لالہ بھگت رام صاحب گاڑی میں روانہ ہو - دوسرے دن شام کے وقت دھرم سالہ پہنچ گیا -

۳ ستمبر ۱۹۰۲ء - یہاں پہنچ کر معاملہ کو صاف کرنا تھا - مگر مشیت ایزدی کچھ اَور تھی - آریہ سماج کالج پارٹی کا جلسہ تھا - اور جس شخص کی طرف سے اِس خبر کا مشہور کیا جانا کہا تھا - وہ بھی اِس جلسہ میں شامل تھے - پس اُن سے زبانی فیصلہ کرکے وہاں کے لوگوں کی تسلی کی

۴ ستمبر ۱۹۰۲ء آریہ سماج کالج پارٹی میں ٹمپرنس تقریر کی - ۱۵ منٹ بمشکل مجھے وقت مِلا - جو کچھ بیان کرسکا کیا - ڈیرہ ٹکہ کی نظم پڑھی - اور اعلان کیا کہ ۵ ستمبر کو ایک عام جلسہ ٹانگہ ایجنسی کے متصل زیر اہتمام وید پرچار پارٹی کیا جائیگا - رات کے نو بجے دوسرے سماج میں دھرم دیوجی کا لکچر تھا - وہاں شامل ہو کر ٹمپرنس بھجن گائے -

۵ ستمبر کی شام کو ۶ بجے بڑا بارونق جلسہ ہُوا - جو کہ ٹمپرنس کے کام کی کامیابی کا اعلیٰ موجب ہُوا - پنڈت گھنشام لعل جی اور پنڈت شونرائن جی کے بھجنوں کا نہایت ہی عمدہ اثر پڑا - تعداد حاضری بے شمار تھی - سُنا گیا کہ اس سے پیشتر حاضرین نے کبھی اس اطمینان اور اشتیاق سے آکر شاید ہی کسی جلسہ کو رونق دی ہو - ڈیڑھ گھنٹہ کے قریب لکچر ہُوا جس میں ٹمپرنس کے ہر ایک پہلو پر بوضاحت بحث کی گئی - اور حاضرین کو مضار منشیات سے آگاہ کیا - اور اس جگہ اپنے آنے کی وجہ اور ٹمپرنس سوسائیٹی کے قیام کی ضرورت بتلائی - مسٹر آر - ایم واعظ نے میری درخواست کی تائید ایک

مؤثر تقریریں کی۔ اور مزید تائید بابو مول چند صاحب ہیڈ کلارک دفتر صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے کی۔ اور بخوشی فیصلہ ہُوا کہ یہاں ٹمپرنس سوسائٹی قایم کی جائے۔ ٹمپرنس اور چند دیگر امور کے متعلق بخشی دینا ناتھ صاحب وکیل نے سوال کئے۔ جنکا جواب مودّبانہ طور سے دیا گیا۔ اور ٹمپرنس کے متعلق اُن کی تسلّی کی گئی۔

اُسی دن دھرم سالہ میں ٹمپرنس سوسائٹی قایم کی گئی۔ اور حسب ذیل عہدہ داران منتخب کئے گئے :۔ بابو مول چند صاحب پریذیڈنٹ۔ چودھری ٹھاکر داس صاحب سکرٹری۔ پادری آر۔ ایم۔ واعظ۔ آنریری پریچر۔ میری دلی دُعا ہے کہ خدا اُنکو اپنے مقاصد میں کامیاب کرے!

اگرچہ مجھے دوبارہ جانے میں ایک گونہ دقّت کا سامنا ہُوا۔ لیکن اُس الزام کو جو میرے لئے نہیں بلکہ ٹمپرنس کاز کی اشاعت کیلئے سخت مضر تھا صاف کرنا نہایت ضروری تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ اُسنے مجھے سُرخرو کیا۔ اور اُن حضرت کیلئے باعث عبرت ہُوا جنہوں نے ایسی بے پر کی اُڑائی تھی۔ اور امّید ہے کہ وہ آیندہ ایسے ناجائز اتہام لگانے سے احتراز فرمائیں گے۔

دوبارہ جانے میں جو فوائد حاصل ہوئے وہ بمقابلہ اُن تکالیف کے جو اس سفر میں برداشت کرنی پڑیں نہایت گرانقدر ہیں۔ وہاں ٹمپرنس سوسائٹی کا قایم ہونا اور اُس سرزمین کے باشندوں کو حالات من وعن معلوم کرنا مغتنمات سے ہے۔

افسوس کہ ایسے متبرک اور مقدّس مقامات میں شراب اور سگرٹ وغیرہ کا استعمال بکثرت ہے۔ سُنتے تھے کہ ممالکِ یوروپ میں یہ مرض مردوں سے تجاوز کر کے بچّوں اور عورتوں پر اثر کر گیا ہے لیکن نہایت رنج سے کہنا پڑتا ہے کہ وُہی عارضہ اب کانگڑہ۔ دھرم سالہ اور اُنکے گرد و نواح میں پلیگ کی طرح سے پھیل رہا ہے اور خوف ہے کہ یہ مہلک عادت ہمارے علاقوں میں بھی نہ پھیل جائے اسلئے وہاں کے لائق اور پرہیزگار اصحاب کا فرض ہے کہ منشیات کی روزافزوں ترقی کو روکیں۔ اور جو اصحاب اِدھر سے جائیں وہ اِس علّت میں گرفتار نہ ہوں بلکہ وہاں کے باشندوں کو بچانیکی کوشش کریں۔ [illegible]

میں مسٹر برج صاحب بیرسٹرایٹ لاء۔ مسٹر آر ایم واعظ۔ لالہ جینتی داس۔ بابو جگن ناتھ جو دہ [illegible] کلیان داس۔ بابو بھیک چند۔ لالہ کرپا رام۔ لالہ تلسی رام۔ بابو بدریداس۔ بھراتا دیوی چند۔ اور بابو بہاری لعل جی۔ بابو جیرامداس۔ بابو سعید اللہ خانصاحب (طلبا مشن کالج لاہور) لالہ گیان چند جی اور کارکنان آریہ سماج کا شکریہ ادا کرتا ہُوں۔ جنہوں نے دھرم سالہ میں مجھے ٹمپرنس کے کام میں وقتاً فوقتاً بہت مدد دی۔ نیازمند نند لعل

خبریں

کمشنران آبکاری جرمن نے قیصر کی خدمت میں میکشی کی روز افزون ترقی کے برخلاف رپورٹ کی ہے۔

فرانس کی ریلوے کمپنیوں نے ایک عام اشتہار دیدیا ہے کہ شرابی ملازم نہ رکھا جائے۔

چائے کو اشیار خوردنی میں شامل کرنے سے جسقدر کمی محصول میں واقع ہوئی تھی بلجیم میں شراب پر بڑھا دیگئی۔

گورنمنٹ ہالینڈ کی منظوری سے ایک کمیٹی مانع شراب بنی ہے جسنے سر دست علاوہ دوسری کارروائی کے اپنے خاص آدمی شرابخانوں کے باہر تعین کر دیئے ہیں تاکہ وہاں کے آنے جانے والوں کو دیکھیں روکیں ٹوکیں اور سمجھائیں۔

چلی کے محال چنگی میں سے دو فیصدی ٹمپرنس کار کیلئے سرکاری طور پر کہا جاتا ہے جس سے اُن شرابیوں کے پسماندوں کی پرورش ہوتی ہے جس کا بدمستی میں حال ہوتا ہے۔

کنیڈا میں کسی جگہ نئی دوکان کھولنے سے پہلے قرب و جوار کے باشندوں سے دریافت کیا جاتا ہے نہ صرف یہی بلکہ ہر ایک نیلام کے موقعہ پر بھی تحقیقات ہوتی ہے۔ اسکا عملی فائدہ یہ ہوا ہے کہ شراب کی دوکانیں جو ۱۸۷۵ء میں ۶۱۸۵ تھیں ۱۹۰۶ء میں ۲۹۵۰ رہ گئیں (اگر پنجاب میں بھی اسی مثال کو نمونہ بنایا جائے تو ضرور دوکانیں کم ہو جائیں۔)

پچھلے تیس سال میں شراب کے باعث ۷۵ لاکھ آدمی مرے۔ حالانکہ ۱۹ صدی کے جملہ جنگوں اور لڑائیوں میں (بقول ایک ڈنمارک کے پروفیسر کے) اتنے نہیں ضایع ہوئے۔

امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی کی خاص کوشش سے (اُن دنوں جب ندوۃ العلماء کا جلسہ امرتسر میں ہوا تھا) علمائے کرام کے گوشگذار کیا گیا تھا کہ اپنے مسلمان بھائیوں کو "مشروبات ممنوعات" سے پرہیز کرنے کی بھی وعظ فرمایا کریں۔ چنانچہ اسکے عملی ثبوت میں مولوی ابوالوفا ثناءاللہ صاحب نے ایک رسالہ لکھا ہے اور مولوی خدابخش صاحب پیش امام عیدین نے اپنے ہر جمعہ کے دن منشیات کے برخلاف وعظ کرنا شروع کیا ہے۔ ہم اُمید کرتے ہیں کہ دیگر مذاہب کے پیشوا بھی ادھر خاص توجہ فرمائیں گے۔

لالہ تھوراہم صاحب محرر رجسٹری محکمہ صاحب ڈسٹرکٹ جج میرپور (ریاست جموں) نے پنڈت

بشن نرائن صاحب کی خدمت میں ایک خط بھیجا ہے جسمیں بخشی دلیپ چند (سابق انسپکٹر پولیس میرپور) کی ناگفتہ بہ حالت لکھی ہے۔ پنڈت صاحب نے بجنسہ یہ خط ہمیں عنایت کیا ہے جس میں سے ہم حسب ذیل اقتباس لکھتے ہیں۔ "یہ پولیس انسپکٹر صاحب شراب کی بدولت ترقی معکوس کرتے کرتے سارجنٹ درجہ دوم ہو گئے۔ کوئی ایک سال کا عرصہ ہوا ہے کہ جب اُنکی بیوی ۴ بچّے چھوڑ مری۔ چندے یہ اُنکے نگران رہے۔ مگر ۲۵ ہاڑ سمت ۱۹۶۱ کو آپ بھی چلدیئے۔ ان کی کمائی میں سے ایک کوڑی بھی بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے نہیں بچی۔ بیچارے سخت واجب الرحم ہیں۔ ایک مہاجن کے پاس ساٹھ بخشی صاحب کے جمع شدہ نکلے ہیں۔ جو بزرگوں کی جائداد فروخت کرنے سے کسی طرح بچ رہے تھے۔ اور انکو یاد نہ تھے ورنہ کبھی کے وہ بھی شراب کی نذر ہو رہتے۔" سچ ہے شرابی اپنے پسماندوں کے لئے جلاد سے کم نہیں۔

ایکٹ آبکاری کی خلاف ورزی۔ ہمکو معلوم ہوا ہے کہ کلکتہ کے پولیس افسروں نے دریافت کیا ہے کہ پچاس روپے جرمانہ جو اُنہوں نے اُن سوداگروں پر مقرر کیا ہے جو کہ بغیر لائسنس کے گانجا کوکین اور منشی اشیاء بیچتے ہیں۔ بالکل بے اثر ثابت ہُوا۔ اس قسم کے سوداگروں کو جو افسرانِ آبکاری پکڑتے ہیں۔ اُن کو اب تین ماہ قید سخت کی سزا دی جاتی ہے"۔ واقعی یہ ٹھیک طریقہ انسداد ہے!

(بابو ہوسن بخش۔ ازلنسٹ)

منٹگمری میں لالہ دیوا نجند صاحب احسن ٹمپرنس کے کام کے لئے ہمہ تن کوشش کرتے ہیں جس قسم کے جلسے میں اُنہیں اپنے اظہار خیالات کا موقعہ ملتا ہے وہ ٹمپرنس کا ضرور ذکر کر جاتے ہیں اور وہ بھی بطرز احسن۔ چنانچہ ۲۱ ستمبر ۱۹۰۸ء بوقت ۶ بجے شام رائے ہرنامداس صاحب کے تبدیل ہونے پر ایک الوداعی دعوت سول ملازمان کی طرف سے دیگئی۔ احسن صاحب کو نظم پڑھنے کے لئے کہا گیا۔ نظم قابل تعریف تھی سب نے تعریف کی۔ جسکا ایک بند فی الحال نمونتہً ارسال فرماتے ہیں۔

بات اک کہنے کو جی تو رک رہا ہے سر بسر — گو وہ بے موقعہ ہے۔ لیکن غرض ہے مدِ نظر
خدمت عالی میں ہوتا ملتمس ہوں بے خطر — ٹمپرنسی کا ز کار کھیں دھیان عالی گہر
خانہ بربادی کا گھر ہے جام مے۔ کا نفور ہو — قوم کی بنجائے بگڑی۔ گر یہ چسکا چور ہو

ٹمپرنس سوسائٹی امرتسر کا معمولی جلسہ بدھ وار اور اتوار کو ہوتا ہے۔ کتابیں حسب معمول تقسیم کی جاتی ہیں۔ سکرٹری ٹمپرنس سوسائٹی نے معہ دیگر اصحاب کانگڑہ اور دھرم سالہ میں ٹمپرنس کا کام کیا۔ جو اسی رسالہ میں مفصل درج ہو چکا ہے۔ ریڈنگ روم ٹمپرنس سوسائٹی میں مختلف اخبارات کے

پڑھنے والے خاصے آتے ہیں۔ ٹمپرنس سپورٹس کلب رخصتوں کے سبب خاصی رونق پر نہیں ہے
بینڈ آف ہوپ (متعلقہ ٹمپرنس سوسائٹی امرتسر) کی باقاعدہ ہفتہ وار سنیچر کو میٹنگ ہوتی ہے
کارروائی میٹنگ کی ترتیب مفصلہ ذیل ہے:۔ حاضری۔ دُعا۔ بھجن۔ ریسی ٹیشن۔ تقریریں۔ اور
سپرنٹنڈنٹ صاحب بلیک بورڈ پر ٹمپرنسی تعلیم دیتے ہیں۔ ممبران عموماً نوٹ کیا کرتے ہیں۔ تعداد
ممبران ترقی پر ہے:۔ عہدہ داران مفصلہ ذیل ہیں۔ سپرنٹنڈنٹ پنڈت شونرائن۔ پریذیڈنٹ
سُندر سنگھ۔ وائس پریذیڈنٹ جیگوپال۔ سکرٹری اودھو رام شاد۔ اسسٹنٹ سکرٹری
موہن لعل۔ ٹریژرر (خزانچی) ٹیک سنگھ۔

جہلم۔ ہفتہ میں دوبار جلسہ ہُوا کرتا ہے۔ پنڈت لشن نرائن جی صاحب رُوح و روانِ
ٹمپرنس کاز کے سبب سے خاص رونق ہے۔

شملہ میں پنڈت پربھودت جی ٹمپرنس کی اشاعت میں مشغول ہیں۔

فیروزپور میں کارکنان ٹمپرنس سوسائٹی خوب کام کر رہے ہیں۔ ۱۳ اگست کو پنڈت
نرسنگداس شاستری نے بھاشہ میں لیکچر دیا۔ ۲۷ اگست کو ماسٹر دیارام و بھائی رلم سنگھ کی تقریریں ہوئیں
نوشہرہ۔ یکم ستمبر ۱۹۱۰ء کو رائے گوبند لعل جی نے اپنی موثر تقریر سے لوگوں پر بہت
اثر ڈالا۔ ۱۱ صاحبان نے پلیج لئے۔ حاضرین کی تعداد دو سو تھی۔ ۶ ستمبر کو ٹمپرنس سوسائٹی کے
ممبر لالہ نند لعل صاحب حکیم کے فرزند کے منڈن سنسکار کے اُلتسب پر حسب خوشی حکیم
صاحب گئے۔ جہاں کہ بھجن ہوتے رہے۔ بعد ازاں دریا کے کنارے باغ میں حکیم صاحب
کی طرف سے سب نے پریتی بھوجن کھایا۔ اور حکیم صاحب کے مکان پر واپس آئے۔ رائے صاحب
گوبند لعل جی نے ٹمپرنس سوسائٹی کی طرف سے شکریہ ادا کیا۔ اور مٹھائی اور نقدی شگن کے طور پر دیئے
دھرم سالہ میں ٹمپرنس سوسائٹی قایم ہوگئی ہے۔ جس کے پریذیڈنٹ بابو مولچند صاحب
کلارک صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر۔ سکرٹری چودہری ٹھاکرداس صاحب۔ اور آنریری پریچر
مسٹر آر ایم واعظ صاحب۔ مقرر ہُوئے ہیں۔

راولپنڈی۔ مسٹر کندن لعل صاحب مشن سکول میں سیکنڈ ماسٹر کے عہدے پر گئے
ہیں۔ ٹمپرنس کام میں خاص دلچسپی رکھتے ہیں۔ امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی میں مدت سے کام کرتے
ہیں۔ ڈراما کی کامیابی خاص انہیں کے سبب سے ہے۔ وہ عنقریب ٹمپرنس سوسائٹی قایم کرنے
والے ہیں۔

پشاور میں قاضی خیر اللہ صاحب بی اے ایل ایل بی ٹمپرنس کام کے شیدائی ہیں۔ خدا برکت دے۔

پنجۂ فولاد

یہ اخبار جو تمام اخباروں کی نسبت ریاستوں کو ۱۲ صفحہ پر پورا کرتا ہے لاہور سے ہفتہ وار شائع ہوتا ہے قیمت سالانہ گورنمنٹ و والیان ریاست سے عـــہ۲۰ جاگیرداران اور تعلقہ داروں سے عـــہ۱۲ رئیسوں سے ـــــہ عوام سے ـــہ اور ممالک غیر سے للعہ ہے قیمت ہر صورت میں پیشگی لیجائیگی۔ جسکے صلہ میں عہ کی کتاب انعام میں ملتی ہے۔ تمام درخواستیں و ترسیل زر بنام مینیجر اخبار پنجۂ فولاد لاہور ہونی چاہئے۔

المشتہر

محمد دین فوق مالک و ایڈیٹر پنجۂ فولاد لاہور

اُردوئے معلّٰی

صحیح اور فصیح اردو کا ایک قابل دید رسالہ جو ہر انگریزی مہینے میں علیگڈھ سے شایع ہوتا ہے۔ کاغذ ولایتی حجم ۵۲ صفحے تقطیع ۲۰×۲۶/۸ لکھائی چھپائی بغایت پسندیدہ۔ جسکے ساتھ ہر سال اساتذہ قدیم کے غیر مطبوعہ دواوین میں سے تین دیوان معہ دیباچہ و شرح مختصر مفت ہدیۂ ناظرین ہوتے ہیں[۱]۔ قیمت رسالہ معہ دواوین للعہ سالانہ معہ محصول۔

درخواست خریداری بنام سید فضل الحسن حسرت موہانی بی اے ایڈیٹر اردوئے معلی علیگڈھ

[۱] چنانچہ اس سال دیوان جعفر علی حسرت استاد جرأت معہ دیوان جرأت و دیوان تنہا شایع ہونگے

زنپت انٹی پلیگ میڈیسن

استعمال بیماران طاعون کیواسطے بمنزلہ آبحیات ہے

گذشتہ ایام میں پنجاب کے طاعون زدہ مقامات میں جادو اثر دوائی نے جادو اثر نتیجے دکھلائے جس سے رائے زادہ برکت رام صاحب وید کی خدمات کا ثبوت ملتا ہے۔

زنپت انٹی پلیگ میڈیسن بکس نمبر ۱۔ ایک مریض کیلئے عہ

زنپت انٹی پلیگ میڈیسن بکس نمبر ۲۔ حفظ ماتقدم۔ عہ

ان ادویات سے ہزارہا مریضوں نے فائدہ اٹھایا ہے۔ طاعون آلودہ مقامات میں کار آمد ہے

المشتہر مینیجر پلیگ اوشدھالیہ (بیٹھک بردوکان پنڈت تلسی رام بالکند) کٹڑہ جمیل سنگھ امرتسر

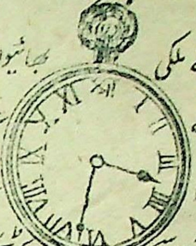
عصرِ جدید

یہ رسالہ تین جزو پر مسلمانوں کی پولیٹکل تمدنی اور قومی ترقی میں مدد دینے کی غرض سے اور مسلمانوں کو ایک علمی اور سنجیدہ قوم بنانے کے واسطے بایڈیٹری خواجہ غلام الثقلین نکلتا ہے۔ ملک کے اکثر اخبارات نے اسکی تعریف کی ہے اور اس رسالہ نے اصلاح کا چرچا پھیلایا ہے۔ ایڈیٹر خواجہ غلام الثقلین سکرٹری صیغہ اصلاح تمدن ایجوکیشنل کانفرنس۔

قیمت پرچہ نمونہ ۲ر۔ قیمت سالانہ معہ محصول ســـہ ۳ر

درخواستیں مینیجر عصر جدید میرٹھ کے نام آنی چاہئیں۔

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں



ہمنے اپنے ملکی بھائیوں کے فائدہ کی غرض سے عرصہ سے کارخانہ جاری کیا ہوا ہے اور خاص طور پر ولایت سے بڑے بڑے مشہور ومعروف کارخانہ جات سے کلاک۔ گھڑیاں اور ٹایم پیس وغیرہ بنواتے ہیں جنکی بابت آجتک ہمارے خریداروں میں سے کسی صاحب کی بھی شکایت نہیں آئی۔ بلکہ عمدگی مال کے سینکڑوں سرٹیفکیٹ موجود ہیں۔ ضرور تجربہ کیجئے۔ ہر قسم کا مال بذریعہ وی پی یا نقد قیمت پر ارسال ہوتا ہے۔

راسکوپ سٹیم واچ۔ درجہ اوّل۔ گرانٹی ۱۰ سال قیمت للعہ

// دوم // ۸ // - // سے

// سوم // ٦ // // صہ

// چہارم // ۵ // - // للعہ

ریلوے ریگولیٹر گھڑیاں // اوّل // ۱۰ // - // سے

// دوم // ۸ // - // ہے

// سوم // ۵ // - // صہ

// چہارم // ۴ // - // للعہ

// پنجم // ۳ // - // ہے

مفصل فہرست کارخانہ ہذا درخواست کرنے پر مفت ارسال ہوگی۔ درخواستیں پتہ ذیل پر ہوں

الیشر سنگ مینیجر کارخانہ گھڑیاں بازار مائی سیوان امرتسر (پنجاب)

معاونین ہمپرنس گائیڈ!

آپکو بخوبی معلوم ہے کہ ایک اخبار یا رسالہ کے مکمل ہوکر اپنے معاونین کے ہاتھوں میں پہنچنے تک کس قدر اخراجات کی ضرورت ہے۔ ہمپرنس گائیڈ کی بہبودی اور بہتری صرف آپ کی حوصلہ افزائی پر موقوف ہے۔ امید ہے کہ آپ ازراہ عنایت اپنا چندہ بھیجکر مشکور فرمائینگے تاکہ یاددہانی کے خطوط اور وی پی کے زیر اخراجات کا متحمل نہ ہونا پڑے اسی عرضداشت کو فخر قبولیت عطا کر کے رسالہ ہمپرنس گائیڈ کے ساتھ عملی ہمدردی کا ثبوت دیں

نیازمند مینیجر ہمپرنس گائیڈ امرتسر

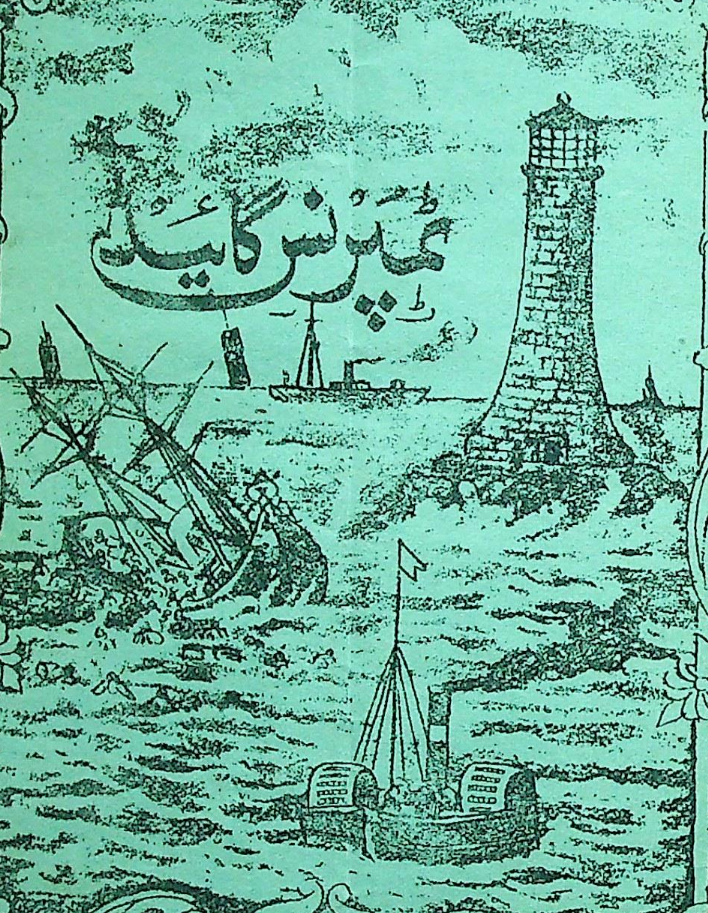
گمنام وہ بشر ہے کہ جسکا پسر نہیں

ہمارے شفاخانہ میں ہر ایک مرض کا شرطیہ علاج کیا جاتا ہے اور سب سے بڑھکر خوشخبری یہ ہے کہ جسکے اولاد نہ ہوتی ہو۔ یا اولاد چھوٹی عمر میں ہی مرجائے۔ یا لڑکیاں ہوں لڑکا نہ ہوتا ہو ہمارے علاج سے صحت یاب ہوکر خاطرخواہ مراد حاصل کرتا ہے۔ تجربہ شرط ہے۔ مفصل حالات مندرجہ ذیل پتہ سے دریافت کریں۔

شیخ نظام الدین حکیم یونانی امرتسر
چوک ڈیوڑھی گرموں۔

جلد (۱) نمبر

THE TEMPERANCE GUIDE



باہتمام نند لعل ہندو میڈیکل ہال امرتسر سے شایع ہوا

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام نند لعل مالک ہندو میڈیکل ہال امرتسر ہونی چاہیے

ٹمپرنس گائیڈ امرتسر

ایک کثیر التعداد خطوط کے علاوہ آئے دن کی ہماری ضروریات محسوس کرنیکے بعد آخر ثابت ہو گیا۔ کہ ٹمپرنس سوسائٹیوں کے مقاصد کی اشاعت کیواسطے ایک ایسا ماہواری رسالہ ضرور شایع ہونا چاہئے جس سے نہ صرف دور و نزدیک کے ٹمپرنس لٹریچر کی اشاعت ہو بلکہ سوسائیٹیوں کے مختلف ممبروں کو تبادلۂ خیالات کا موقعہ مل سکے۔ عوام الناس کی پوری دلچسپی کا سامان ہو اور ٹمپرنس ریڈنگ لٹریچر کا ایک خاص گنجینہ۔

بڑی خوشی کی بات ہے کہ حامیان و معاونان ٹمپرنس کے علاوہ خاص ان اہل قلم کے بھروسے پر جن کے پاکیزہ خیالات ٹمپرنسی مضامین کیواسطے سند ہو رہے ہیں نیاز مندوں نے ٹمپرنس گائیڈ کے نام سے ایک ماہواری رسالہ جاری کیا ہے۔ اور اس میں علاوہ لحاظ زبان کے بالعموم مندرجہ ذیل اقسام کے مضامین درج ہوتے ہیں جو نہ صرف ناظرین ہی کو مفید ہیں بلکہ ٹمپرنسی لکچراروں کیلئے ایک اچھے گائیڈ اور معاون!

۱۔ اخلاقی۔ علمی۔ تجارتی۔ جسمانی۔ مذہبی اور قومی اصول کے مطابق مسکرات کے مفید اور غیر مفید ہونے پر بحث

۲۔ علماء و فضلاء۔ بزرگان دین۔ مہاتما رشی۔ دھرم مورت حضرات کے خیال و اقوال۔

۳۔ نظمیں۔ بھجن۔ گیت۔ ترجمے۔ خلاصہ لکچر۔ پاکیزہ مذاق۔ انگریزی رسالوں کا انتخاب۔

۴۔ ہر ایک قسم کی طبابت کے مطابق (جس میں ڈاکٹری۔ ویدک۔ یونانی۔ ہومیوپیتھک وغیرہ شامل ہیں) مسکرات کے نقصانات کا اظہار۔

۵۔ ٹمپرنس سوسائیٹیوں کی رپورٹیں۔ اور ان کی آیندہ ترقی و اشاعت مقاصد کے متعلق تجاویز۔

۶۔ انوکھی طرز کی دلچسپی اور دلبستگی پیدا کرنے والی باتیں۔

۷۔ دیسی صیغہ آبکاری کے متعلق خاص ریمارک۔

۸۔ ہر انگریزی مہینے کے دوسرے ہفتہ میں شایع ہوا کرے گا۔

۹۔ قیمت سالانہ عہ معہ محصول ڈاک۔

پہلا پرچہ مارچ سنہ رواں سے شروع ہوتا ہے۔

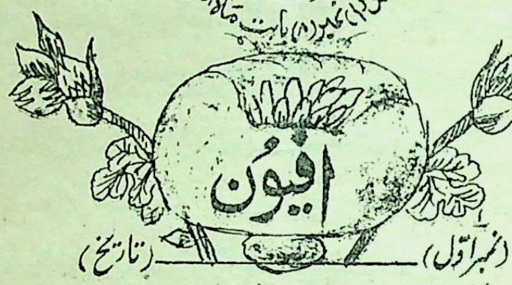
جملہ درخواستیں اس پتہ پر آنی چاہئیں۔

نند لعل ہندو میڈیکل ہال امرتسر

ٹمپرنس گائیڈ

امرتسر

جلد (۱) نمبر (۱) بابت ماہ اکتوبر ۱۹۰۸ء



افیون[1]

(نمبر اوّل) ——— (تاریخ)

افیون[2] وہ منشی (سیاہ فام) چیز ہے۔ جو کچّے پوست کو (جسے عوام الناس ڈوڈہ کہتے ہیں) شگاف کرنے سے (تمازت آفتاب کے باعث گوند کی طرح) ٹپکتی ہے۔ ابتدا میں اسکی کاشت یوروپ کے جنوبی اور ایشیا کے مغربی حصّے میں ہوتی تھی۔ مگر اب اس کثرت سے ہر جگہ ہوتی ہے کہ اس قدر دریافت کرنا بھی کہ سب سے پہلے اس کی کاشت کس جگہ یا کس ملک میں ہوئی کوہ کندن وکاہ برآوردن ہے۔ اطبائے یونان سے سب سے پہلے تھی آفری ٹس[3] نے افیون کے خواص کا ایک غیر معیّن زمانہ میں دریافت ہونا لکھا ہے اور ساتھ اسکے یہ بھی کہ قدیم سے لوگوں کا خیال ہے کہ یہ پوست سارے پودے کا جوہر ہے۔ مگر ۷۷ء میں ڈی آس کوری ڈیز[4] نے بخوبی واضح کر دیا ہے۔ کہ

---

۱ افیون پر ایک بسیط مضمون مسٹر ای ایم ہالمز کے قلم سے انسائیکلوپیڈیا برٹینکا میں شایع ہُوا ہے۔ اُس میں سے یہ تاریخی حصّہ اپنی زبان میں ناظرین کے معلومات بڑھانے کو شایع کیا جاتا ہے اور باقی حصّے وقتاً فوقتاً دئیے جاوینگے۔

۲ افیون کو یونانی میں اوپی یون (Opium) اور ہندی میں اپھیم یا اپھین کہتے ہیں اور پینے والے بالعموم اسے چینا بیگم بولتے ہیں۔

۳ اسکی ولادت بمقام لس بالس ۳۷۰ برس قبل مسیح میں ہوئی۔ یہ پہلے افلاطون کا شاگرد تھا ارسطو کے سامنے زانو تہ کیا۔ اور اسقدر فضیلت حاصل کی کہ ہ اُستاد کی وفات کے بعد اُسے ہی دار العلوم ایتھنز کا پرنسپل مقرر کیا گیا۔ اسکی تصنیف میں کتاب النباتات نہایت مشہور ہے (Theophrastus)

۴ یہ یونانی حکیم ہی ... ہو گذرا ہے ... علم خواص الاشیا میں ایک بسیط کتاب پانچ جلد وں کی اسکی تصنیف ہے۔ (Dioscorides)

یہ صرف پوست (کے ڈوڈہ) ہی کا جوہر ہے۔ پہلی صدی مسیحی سے بارہویں تک صرف ایشیا کوچک کی افیون بکری
کے لئے آیا کرتی تھی۔ تیرھویں صدی میں سالی امن جسے نوان سمس (طبیب خاص) پوپ نکولس[1] چہارم) نے اس
کی تصدیق کی۔ سولہویں صدی میں باربرس نے لکھا تھا کہ افیون کی پیداوار علاقہ کوس (کوچ بہار۔ جنوب مغربی
بھوٹان) بنگال اور مالوہ میں ہوتی تھی۔ ہندوستان میں اسکا رواج اشاعت اسلام کے ساتھ ساتھ معلوم ہوتا
ہے[2]۔ شاہان اسلام میں سے مغل اعظم (اکبر) نے افیون کی کُل تجارت اپنے ہاتھ میں رکھی تھی۔ اور خاص طرز پر
سلطنت کی طرف سے اسکی خرید و فروخت ہوتی رہی۔ مسٹر کایمفر[3] نے سترھویں صدی میں افیون کے دہ مختلف اقسام
مرکبات لکھے ہیں جو ایران میں رائج تھے اور ان میں سب سے اعلیٰ تریاق[4] ہے۔ زمانہ متوسط والے افیون کے
بہت سے مرکب بنا کے افیون کے بدلے استعمال کرتے تھے[5]۔

کہتے ہیں کہ پہلے پہل چین میں غالباً ۱۲۸۰-۹۵ء میں شاہ تایت سو (...) کے دور میں عرب
تاجر لائے تھے۔ اور تھوڑے ہی عرصہ بعد یعنی ۱۳۶۸ء میں رواج حکماً بند ہو گیا۔ مگر یہ ضرور ہے کہ ہندوستانی
افیون آنے سے پہلے یہ دوا کے طور پر کام میں لاتے تھے[6]۔ چینیوں کی ایک کتاب میں جو آج سے دو سو برس

---

۱ پوپ ہونوریس چہارم کی وفات پر ۱۲۸۷ء میں پوپ کے عہدے کے واسطے منتخب ہوا اور عقیدت کیشوں کی مخالفت کے
عہد استعفیٰ بے مزا گذرا۔ جس غم میں اُس نے ۱۲۹۲ء میں وفات پائی۔

۲ مسٹر ہالمز کی یہ اپنی رائے ہے جو سراسر غلط ہے۔ کیونکہ آیورویدک (ہندی طبابت) کی قدیم کتابوں میں مثلاً اُپلا بید
کوش۔ میدنی کوش اور سب سے آخری مگر اسلامی دور سے پہلی کتاب امرکوش میں افیون کا مفصل ذکر ہے۔

۳ یہ جرمنی حکیم اور سیاح سفیر سویڈن کے ساتھ سکتر ہو کے ماسکو اور اصفہان میں گیا تھا۔ پھر ایک جہاز پر سوار ہو کے
ہندوستان و جاپان کی سیاحت کے بعد ۱۶۹۲ء میں واپس ہوا۔ اسکا سفرنامہ اور تاریخ جاپان [illegible] (Kaempfer [illegible])

۴ مگر یہ تریاق وہ نہیں جسکا گلستان سعدی میں ذکر ہے۔ یعنی "تا تریاق از عراق آوردہ شود۔ مار گزیدہ مردہ بود۔"

۵ ایک قسم کے مرکب کی ترکیب حسب ذیل تھی۔ تین دن تک ۲۰ تولہ افیون دو سیر پانی میں بھگو کر چوتھے دن ایک کپڑے سے
چھانتے تھے اور پھر صبح ہی آگ پر پکانا شروع کرتے تھے۔ جب ربڑی سی ہو جاتی تو ۷ ماشہ زعفران (جسکو پہلے سے
پیس کر تیار رکھتے تھے) ملاتے اور دس منٹ تک ہلانے کے بعد آدھی دفتری سونے کے اور ایک دفتری چاندی کے
ورق۔ ایک تولہ طباشیر۔ ایک تولہ الائچی خورد ڈالتے اور بعد ازاں ایک ڈبہ میں تین دن تک رکھ کے گولیاں بنائی جاتی تھیں

۶ مسٹر ساندرس (غازیپور) لکھتے ہیں کہ سب سے پہلے ڈچ نے بنگالی افیون ہندوستان کے ایسٹ انڈیا کمپنی کے قبضہ
اقتدار میں آنے سے پہلے چین پہنچائی تھی

پہلے نباتات پر لکھی گئی تھی نہ صرف پوست اور افیون کا ہی ذکر ہے۔ بلکہ انکے جمع کرنیکا طریق بھی۔ مزید برآں جنوبی اضلاع ین نن کی تاریخ عام میں جو ۱۷۳۶ء میں ترمیم کے بعد دوبارہ چھپی تھی افیون کو وہاں کی عام پیداوار کی فہرست میں درج کیا ہے۔ ہاں ایک خاص زمانہ تک ہندوستانی افیون کی نہایت ہی قلیل تعداد آتی تھی جو اسہال پیچش اور بخار کے علاج میں برتی جاتی تھی۔ ۱۷۵۷ء میں فتح پلاسی کے بعد گو ایسٹ انڈیا کمپنی کا قبضہ ہوگیا۔ اور ساری کاشت اسکے ہاتھ آگئی پھر بھی ۱۷۷۳ء تک پرتگیز ہی چین سے تجارت کرتے رہے اور گو اسوقت تک دوسو پیٹیاں[1] سالانہ آیا کرتی تھیں۔ مگر ۱۷۷۶ء میں کمپنی کے وقت یہ تعداد ہزار ہوئی۔ اور پھر ۱۷۹۰ء میں ۴۰۵۴ تک پہنچ گئی۔ یہ حالت دیکھ کے شاہ کیکنگ نے ۱۷۹۶ء میں نہ صرف درآمد کو بند کرنے کی ٹھہرائی۔ بلکہ اسکا استعمال کرنیوالوں کیلئے ایسی بھاری بھاری سزائیں تجویز کیں۔ جسکا نتیجہ رفتہ رفتہ کشتنی۔ گردن زدنی۔ و جلاوطنی تھا۔ مگر باوجود اسقدر تشدد کے تجارت میں سرمو فرق نہ آیا۔ چنانچہ ۳۰-۱۸۲۰ء تک ۱۶۸۷۷ کی سالانہ کھپت تھی۔ ۱۸۳۹ء میں گورنمنٹ چین نے ایک اعلان عام کے ذریعے مشتہر کردیا کہ اگر انگریزی جہاز افیون سے لدے ہوئے ادھر آگئے تو انجام اچھا نہ ہوگا۔ اس پر بھی ۲۰۲۹۱ پیٹیاں مالیتی دو کروڑ چین میں بھیجی گئیں۔ جو وہاں کے مشہور کمشنر لِن (Lin) نے دریا برد کردیں۔ باوجود اس قدر تشدد کے مخفی طور پر انگریزی سوداگر افیون لاتے رہے اور اس تیز دستی کا نتیجہ بالآخر وہ جنگ ہوئی جسکا خاتمہ ۱۸۴۲ء میں عہدنامہ نان کنگ نے کیا۔ باوجود اسقدر رکاوٹوں اور تشدد کے انگریزی سوداگر باز نہ آئے اور نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۸۵۵ء میں ہندوستانی افیون کی مقدار (۵۲۹۲۵) پکل[2] سے ۱۸۸۰ء میں ۹۶۸۳۹ ہوگئی۔ مگر افسوس تو یہ ہے کہ ادھر باوجود چین کی طرف سے جہاں ۱۷۹۶ء سے ۱۸۴۰ء تک ممالک غیر کی درآمد کے ساتھ اس قدر سختیاں ہورہی تھیں۔ اسکے اپنے ہاں کاشت برابر جاری رہی۔ چنانچہ ۱۸۳۰ء میں ایک افسر کی رپورٹ میں تھا کہ چی کی آنگ کے نصف صوبہ میں پوست کی کاشت برابر ہوتی ہے۔ بعد ازاں ۱۸۳۶ء میں ایک دوسرے افسر چوسن نامی نے لکھا کہ ین نن میں ہزاروں پکل افیون سالانہ پیدا ہوتی ہے اور اس وقت چین کے جنوبی مغربی علاقہ میں بشمولیت ژی چوان تخمیناً ۲۲۴۰۰۰ پکل افیون ہوتی ہے۔ حالانکہ ہندوستان سے جسقدر افیون آتی ہے بمشکل ایک لاکھ پکل ہوگی۔ جو سچ پوچھو تو آجکل چین کے ۱۸ صوبوں میں سے نو تو افیون کا گھر ہیں۔ کمی قیمت و محصول کے علاوہ آئے دن کی نگہداشت و احتیاط

[1] ایک پیٹی کا وزن ایک من ۲۴ سیر ۱۱ چھٹانک تھا۔

[2] ایک پکل کا وزن ایک من ۳ سیر ہوتا ہے

نے چینی افیون کو اور تو اور مشرقی حصہ چین میں جہاں ممالک غیر کی درآمد شدہ افیون سستی ثابت ہوتی ہے مقابلہ میں مات کر دیا۔ جس سے چینیوں کا عام خیال ہو گیا ہے کہ ایک وقت ایسا آئیگا جبکہ ملکی کاشت کی افراط کے باعث ہندوستانی افیون کا چین میں آنا خود بخود بند ہو جائیگا[13]

برطانیہ کلاں درآمد و برآمد افیون کی صورت حسب ذیل رہی۔

سنہ ۱۸۶۱ء	درآمد	۲۸۴۰۰۵	برآمد	۲۹۱۲۰
سنہ ۱۸۷۱ء	"	۶۹۱۴۶۶	"	۳۰۷۳۴۹
سنہ ۱۸۸۱ء	"	۶۹۳۱۴۶	"	۴۰۱۸۸۲

(امیر)

رُباعیات

(دسہرہ کے موسم کی)

بہت سمجھاتے ہیں انکو نتیجہ نیک اور بد کا
عجب چکنے گھڑے ہیں پینے والے کچھ نہیں سنتے
بہت دکھلاتے ہیں عالم نشہ کے جزر اور مد کا
جمے ہیں اپنی ہٹ پر ایسے۔ جیسے پاؤں انگد کا

روتا آتا ہے مجھے دیکھ کے اب حال وطن
اس برے وقت میں آجائیں کہیں سے جلدی
جابجا پاؤں جمائے ہے نشوں کا راون
رامچندر جی ۔ ہنومان ۔ جناب لچھمن

نشہ پینے سے قدر گھٹتی ہے
اور جو سچ پوچھو شل سروپ نکا
دال بھی جوتیوں میں بٹتی ہے
باپ دادا کی ناک کٹتی ہے (میر)

[13] رپورٹ تجارت چین ۱۸۸۱ء صفحہ ۳۸

اُس نے کیسے شراب چھوڑی

حکمائے یونان کی تعلیم وتلقین کا ایک خاص طریق تھا جس سے باتوں ہی باتوں میں بہت کچھ سکھلا جاتے تھے۔ ماہرانِ علم کلام کے خیال میں یہ بظاہر تو ایک ہی بین کا ڈراما تھا۔ جس میں دو سے پانچ تک اکثر بالعموم ہوتی تھے۔ مگر دراصل ایک خاص موقعہ کی گفتگو ہوا کرتی جس میں اشراقین سے بڑھکر مشائین کو دلبستگی تھی۔ چنانچہ افلاطون اکثر اسی طریق کو برتتا تھا۔ ایشیا میں جب عباسیوں کا چراغ ہارون رشید اور اندلس میں موحدین کا فخر عبدالمومن حکمران ہوئے تو ان دونوں کو یونانی وعبرانی کی کتابوں کے ترجمے کا شوق ہوا اور حسن اتفاق سے افلاطون کے لکچروں کے ترجمہ کا دونوں درباروں کا خیال ہوا۔ ہارونی فاضل نے اپنی کتاب کا نام مقامات رکھا۔ اور اندلسی مترجم نے مقالات۔ مگر بعد میں ایک اور فاضل نے دونوں ترجموں کو کسی قدر غلط ثابت کرکے ایک تیسرا ترجمہ مکالمات کے نام سے کیا۔ جسکو وقتاً فوقتاً یوروپ کے مختلف ملکوں کے فاضلوں نے اپنی اپنی زبانوں کا لباس پہنایا۔ انگریزی میں اس قسم کے ڈراموں کو ڈایالاگ (Dialogues.) کہتے ہیں۔ جو دراصل اُسی یونانی لفظ (Dialogos.) ڈایالوگس کو ایک دوسرے پیرایہ میں ظاہر کیا گیا ہے سرکاری مدارس میں عموماً اور نارمل اور ٹریننگ کالجوں میں خصوصاً تلفظ۔ تکلم۔ لب ولہجہ۔ زبان کے توڑ جوڑ۔ اونار چڑھاؤ اور الفاظ کے محل استعمال سکھلانیکے واسطے اکثر اس قسم کے مکالمے دو دو تین تین لڑکوں کو یاد کرائے جاتے ہیں اور ابتدائی جماعتوں کے کورس میں "یکہ والے کی کہانی" اسی غرض سے رکھی گئی ہے۔ آج ہم لالہ پورنچند صاحب بیدی (تھرڈ ماسٹر نارمل سکول دہلی) اور پنڈت شیونراین صاحب سپرنٹنڈنٹ بینڈ آف ہوپ کے خاص ایما سے اسی رنگ کی ایک ڈایالاگ لکھتے ہیں۔ اس میں دینا ناتھ (ایک متوسط درجہ کا شرابی) روپ نرائن (ایک ٹمپرنس) خاص کیبرکٹر ہیں۔

دینا ناتھ۔ (اخبار ہاتھ میں لئے) دیکھو اس رنگی رام کو۔ غریب ہمارے پڑوس میں رہتا تھا اور کبھی کبھی ہمارے ساتھ بھی مل کے چڑھایا کرتا تھا اور اب دو برس سے بالکل چھوڑ بیٹھا تھا۔ کوئی تین ہفتے بیمار رہا۔ لوگ کہتے سنے اپنی مرضی کے خلاف جو ایکدفعہ پی تو پھر وہی پرانی عادت بھر لوٹ آئی نتیجہ یہ ہوا کہ عین

ہوئے اور دم برابر۔ ہسپتال لیگئے۔ وہاں والوں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ چھری کٹاری لے کے چیر پھاڑ کر رکھ دیا۔ (ٹھہر کر) ہائے! یہ ڈاکٹر کیسے ظالم ہیں۔ کل کو کیا جواب دینگے۔ توبہ! توبہ!! دُنیا ہیچ و کار دُنیا ہمہ ہیچ (کچھ سوچکر) ہو جو ہو! جان جائے پر بات نہ جائے۔ بکنے دو اِن ٹمپرنسیوں اور ڈاکٹروں کو! بس۔ کسی کی ایک نہ سنیں گے۔ پئیں گے اور بیچ کھیت پئیں گے۔ (دُور سے روپ نراین کو دیکھ کے زور سے) اخّاہ! آپ آئے۔ بھاگ آئے۔

روپ نراین (ہاتھ ملاکے) کہئے! مزاج شریف۔

دینا ناتھ (ہنستے ہُوئے) نہ ربیع نہ خریف۔ اچھّا! یہ تو کہئے۔ آپ اِتنے دن رہے کہاں؟ خفا تو نہیں ہو گئے؟

روپ نراین۔ (متعرض سخن ہوکر) واہ! آپ سے خفگی؟ دُنیا میں رہنا ہے۔ آپ جانتے ہیں۔ میں نے ٹمپرنس سوسائٹی میں پلیج لیا ہُوا ہے کہ اب عمر بھر شراب اور مسکرات کا نام نہ لُونگا۔ اس سوسائٹی کا سالانہ جلسہ تھا۔ بس وہیں رہا۔

دینا ناتھ۔ عنایت۔ اللہ اللہ! وہ کیسے دن تھے جب ہم دونوں مدرسہ میں پڑھا کرتے تھے اور پھر شام کو سیر کے لئے جایا کرتے تھے۔

روپ نراین۔ ہاں! وہ بھی ایک زمانہ تھا۔ اب تو میں نے جب سے پلیج لیا ہے یہی معمول کر رکھا ہے کہ شام کو برابر ٹمپرنس ریڈنگ روم میں پہنچوں۔

دینا ناتھ۔ جبھی! جبھی!! جبھی!!!

روپ نراین۔ یہ کوئی ہنسی مذاق کی بات نہیں۔ بلکہ سچ پوچھو تو جب سے میں نے پلیج لیا ہے ایک گونہ خوشی حاصل ہو گئی ہے۔ اچھّے اچھّے آدمیوں سے ملاقات ہوتی ہے۔ نئے نئے خیالات سُننے میں آتے ہیں۔ بھجن ہوتے ہیں۔ لکچر ہوتے ہیں۔

دینا ناتھ۔ میرے خیال میں یہ سب پاکھنڈ ہے۔

روپ نراین۔ آہا۔ آپ کی جانے بلا۔ مُلک میں کیا ہوتا ہے؟ میرا اس سوسائٹی میں شامل ہونے سے پہلے عجیب ہی عالم تھا۔ مگر بھگوان جانے۔ جب سے اُن میں ملا ہُوں طبیعت میں ایک گونہ خاص تغیر واقعہ ہو گیا ہے۔ خود بخود بھلائی کو دل چاہتا ہے۔

دینا ناتھ۔ اگر یہ سچ ہے۔ تو چلو میں بھی دائۂ تذویر نہ کھونگا۔

روپ نراین۔ دائۂ کا ذکر آگیا ہے۔ اسلئے میں ابھی پر کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

دینا ناتھ ۔ کہو اور بھی کہو۔

روپ نرائن ۔ (جو اور قند سیاہ کے گڈے جاتے دیکھ کے) کچھ معلوم ہے یہ کدھر جا رہے ہیں۔

دینا ناتھ ۔ کیا جانوں؟ ہاں! اتنا کہہ سکتا ہوں کہ اگر یہ انسانوں کی خوراک کیلئے جاتے ہیں تو مفید ہیں۔

روپ نرائن ۔ (جلدی میں) اگر کہیں اور ہوں تو غیر مفید۔ بلکہ سراسر بے سود!

دینا ناتھ ۔ ٹھیک!

روپ نرائن ۔ لالہ صاحب! کس خیال میں ہو۔ یہ ڈسٹلری (شرابخانہ) میں جاتے ہیں اور اُن سے شراب بنائینگے جو آپ پیتے ہیں۔ اور داناؤں کے خیال میں سب اکارت جاتے ہیں۔

دینا ناتھ ۔ شراب! اب ایسی بُری ہو گئی۔ جس سے آپ ہم پر بھی باندھنو باندھنے لگے۔

روپ نرائن ۔ (زور سے) اور یہ اچھی کب ہوئی؟ دانا اِسے بُرا کہتے ہیں۔ حکما اِسے بُرا کہتے ہیں۔ پیشوایانِ مذہب اِسے بُرا کہتے ہیں۔ ڈاکٹر اِسے بُرا کہتے ہیں۔ اِسکی ظاہری صورت پر نہ جاؤ۔ بچھو ہے بچھو۔ آخر کاٹے گا۔

دینا ناتھ ۔ خیر! لکچر تو رہنے دو۔ (لیمونیڈ کی بوتل نکال کے) یہ تو پیو۔

روپ نرائن ۔ (لیمونیڈ کی آدھی بوتل پی کے) یہ تو بہت اچھا ہے۔ کہاں سے منگوایا ہے۔

دینا ناتھ ۔ سُندر سنگھ نے یہ نیا نکالا ہے اور اسکا نام مِنروا رکھا ہے۔

روپ نرائن ۔ مِنروا! اچھا یونان کی "بدیا کی دیوی" کے نام پر (باقی بوتل اڑا کے) لو یار تمہیں ایک تازہ خبر سُنائیں۔

دینا ناتھ ۔ ضرور!

روپ نرائن ۔ کل میں نے اخبار میں دیکھا ہے۔ ایک مہاجن نے دو ہزار کے شیشے کے جھاڑ فانوس اور چینی کے برتن لئے۔ پھر اُنہیں باغ میں سڑک پر کوٹنے کے واسطے سب کو چور چور کر دیا۔

دینا ناتھ ۔ کیسا پاگل تھا۔ روپیہ بھی گنوایا اور مال بھی۔ کبھی کسی نے شیشہ اور چینی کی اشیاء بھی سڑک بنانیکو توڑی ہیں۔

روپ نرائن ۔ میں نے تو کوئی اُسکے پگلے پن کی بات نہیں کی۔

دینا ناتھ ۔ اور کیا پاگل کے سر پر سینگ ہوتے ہیں؟

روپ نرائن ۔ بھئی! اگر یہ پاگل ہے تو اس سے پھر بھی اچھا ہے جو اَوروں کو پاگل بنانے کے لئے ہزاروں من غلّہ اور قند سیاہ کی شراب بناتے ہیں۔

دینا ناتھ ۔ (ایک چپڑاسی جسکی بغل میں ایک تھیلی ہے اور ایک منشی جسکے ہاتھ میں کچھ کاغذ ہے برابر سے گذرتا ہے) یہ کس محکمہ کا اردلی ہے۔ جس کی چپڑاس پر گائے کی تصویر ہے۔

روپ نرائن ۔ آپ بھی امرتسر میں رہتے ہیں اور انہیں نہیں جانتے۔

دینا ناتھ ۔ آخر یہ ہیں کون؟

روپ نرائن ۔ سنئے! ہمارے شہر کے چند دھرماتماؤں نے چندہ کرکے زخمی نحیف کمزور بیمار لنگڑے اور نکمے جانوروں کی پرورش کا انتظام کیا ہے۔

دینا ناتھ ۔ کیسے؟

روپ نرائن ۔ یہاں چاندہ کی اخراجات کیلئے نئی سے نئی تجویزیں سوچی جاتی ہیں۔ کہیں فیصدی اور کہیں فی روپیہ کچھ رسوم بڑھائی گئی ہے۔

دیناناتھ ۔ جمع کیسے کرتے ہیں؟

روپ نرائن ۔ جابجا صندوقچیاں رکھی ہیں جن پر تالے لگے ہوتے ہیں اور انکی چابیاں منتظمان گوشالہ کے پاس رہتی ہیں ۔ جسقدر ٹکے بنتے ہیں لوگ خودبخود انہیں ڈالتے ہیں اور ہندی مہینہ کی پہلی تاریخ کو منشی اور چپراسی جا کے صندوقچیاں کھول کے رقم لے آتے ہیں

دیناناتھ ۔ آج کنوار یا اسوج کی ۸ ہے اور یہ پہلی تاریخ سے جمع کر رہے ہیں ۔

روپ نرائن ۔۔ رام رام ۔ آپکی بے خبری کا یہ عالم ۔ اتنا بھی معلوم نہیں کہ آج کنوار یا اسوج کی پہلی ہے ۔

دیناناتھ ۔ بھئی سچ تو یہ ہے جب سے انگریزی حساب شروع ہوا ہے ادھر بہت ہی کم خیال ہوتا ہے ۔

روپ نرائن ۔ حقیقت میں یہ پنجرہ پول والے کوئی نئی بات نہیں کرتے ۔ ہر ایک مذہب میں جانوروں کی نگہداشت و پرورش اور نگرانی کا حکم ہے ۔ کاش! وہ لوگ جو ایسی باتوں میں روپیہ گنواتے ہیں جو کسی دھرم میں روا نہیں ادھر خیال کریں تو بہت کچھ بن جائے ۔ پنجرہ پول میں خاصی رقم جمع ہوجائے اور جہاں اب بیس جانوروں کی حفاظت ہوتی ہے ۔ پھر سو کی سو ہو گی ۔

دیناناتھ ۔ کہتے تو سچ ہو ۔

روپ نرائن ۔ سچ کی کہتے ہو تو سنو! تم نے اسقدر رقم شراب میں گنوائی ہے ۔ اس سے فائدہ کیا ہوا یہی نا! دردِ گردہ جسمیں آپ ہمیشہ مبتلا رہتے ہیں ۔ اگر تم ایک ٹکا روز بھی کسی دھرم کے کام میں دیتے تو پھر بھی عاقبت سنور جاتی ۔

دیناناتھ ۔ ہوں!

روپ نرائن ۔ آپ کے منہ سے جب یہ چھوٹے جب کوئی بات ہو ۔

دیناناتھ ۔ ہاں!

روپ نرائن (زور سے) ہاں!!

دیناناتھ ۔ جو یہ بات ہے تو لو! (مصر سے) لانا تو بھئی وہ بوتل جو آدھی گنجینہ میں رکھی ہے ۔

مصر ۔ (بوتل لاکر) لیجئے ۔

دیناناتھ ۔ (بوتل کا کاگ کھول کر نالی پر گرا کے) دور! ناپاک!!

روپ نرائن ۔ یہی نہیں! بلکہ (جیب کی کتاب نکال کر قلم دوات سامنے رکھ کے) اس پر بھی اپنا نام لکھدو ۔

دیناناتھ ۔ اچھا یہ بھی سہی (دستخط کر کے) مصر! ذرا لپک کے اس منشی اور چپراسی کو تو بلا لانا ۔

روپ نرائن ۔ ضرور!

دیناناتھ ۔ (منشی اور چپراسی کو دیکھ کے) آپ کیا پنجرہ پول کے ہیں نا!

دونوں ۔ جی ہاں (روپ نرائن کی طرف اشارہ کرکے) یہ ہمیں اچھی طرح جانتے ہیں ۔ ابھی ہم آپکے مکان سے صندوقچی کھولکے چلے آتے ہیں

روپ نرائن ۔ بھئی کہہ ہی دیا نا ۔

دیناناتھ ۔ واہ صاحب واہ ۔ آپنے مجھے اب تک اسکا پتا نہ دیا (جیب سے دو روپے نکال کر) یہ ہماری طرف سے ۔ اور ۔۔۔

روپ نرائن ۔ (معترض سخن ہوکر) اور آگے کے لئے ابھی ایک صندوقچی ان کے لئے بھجوا دو ۔

منشی ۔ بہت بہتر (چل دیئے)

روپ نرائن ۔ پنجرہ پول کے منتری کیطرف سے جبتک چٹھی آئے میں اُن بے زبان حیوانوں کیطرف سے آپکا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

دیناناتھ ۔ میں آپکا مشکور ہوں آپنے مجھے سیدھی راہ دکھلائی ۔

روپ نرائن دیکھو! دیناناتھ جی! تم میرے ہم جماعت تھے جب سے میں نے ٹمپرنس سوسائٹی کی ممبری اختیار کی تھی ۔ الیشر سے یہی پرارتھنا کرتا تھا کہ جس طرح ہو میرے پیارے دیناناتھ کو بھی شراب چھڑا دے ۔ اور آج وہ مبارک دن ہے کہ میری پرارتھنا قبول ہوئی

دیناناتھ ۔ سچے دوست ہمیشہ دوستوں کی بہبودی کے خواہاں ہوتے ہیں ۔

روپ نرائن ۔ اچھا اس خوشی میں کچھ نہ کچھ کرنا چاہئے ۔

دیناناتھ ۔ کیا؟

روپ نرائن ۔ میرا منشا ہے کہ آپ ابھی میرے ساتھ پنجرہ پول میں چلیں اور وہاں کے جانوروں کے آج کے چارہ کا خرچ اپنے پاس سے دیں

دیناناتھ ۔ [illegible] (چلدیئے)

(از ملفوظات میر سلمہ القدیر)

"جام"

منشی احمد حسین خان صاحب بی اے پنجاب کے وہ مشہور شاعر و ناولسٹ ہیں جنکی تصانیف کی تعداد اس وقت اڑھائی سو کے قریب پہنچ چکی ہے۔ اخلاقی نظموں کے باعث گورنمنٹ پنجاب سے خاص انعام سے ممتاز ہو چکے ہیں۔ ٹمپرنس لٹریچر میں "غنچۂ گلاب" اور دو ڈرامے ہیں۔ ذیل کی نظم آپنے ٹمپرنس گائیڈ کے لئے عنایت کی ہے۔ جو کمال شکریہ کے ساتھ درج کی جاتی ہے:-

اس جام شر انگیز نے کیا آگ لگادی / کی اتنی شرارت - کہ میری جان جلادی۔
اس خانہ برانداز نے کیا قہر مچایا۔ / مجھکو تو مٹایا - میری تربت بھی مٹادی۔
دیوانہ بناتے ہیں - تو سودائی ہیں کہتے۔ / ظالم نے مجھے: گھول کے - کیا چیز پلادی؟
بے رحم نے آنکھوں پہ عجب باندھ کے پٹی / گرداب میں کشتی میری لے جاکے پھنسادی۔
ہم خضر سمجھتے تھے اسے - ہے یہ چھلاوا۔ / ہے وادئ ایمن - میری آنکھوں سے چھپادی۔
زندان بلا میں بھی میرا دشمن جاں ہے / آئی جو کہیں نیند - تو زنجیر ہلادی۔
اک گوہر نایاب تھی یہ عمر جوانی / اس کافر بدکیش نے - مٹی میں ملادی۔
صیاد ہے - گل کترے ہیں - گلگیر کی مانند / کہتے ہیں جسے شمع خرد - ہائے! بجھادی۔
گریہ ہے - تو ہو جائیگا - کل کلبۂ احزاں / وہ گھر - ہے جہاں آج - رچائی ہوئی شادی۔
ہے آگ یہ باطن میں - بظاہر ہے یہ پانی / کیا چادر تزویر ہے - دنیا میں بچھادی۔
انگار بلا خیز کی - اک آگ لگا کے / تصویر جہنم کی ہمیں - اس نے دکھادی۔
عزت کو ڈبو دیتا ہے - وہ بحر فنا میں / وہ شخص - کہ منہ اسکو لگانیکا ہے عادی۔
ہاں! شرم سر عصمت و عفت پہ روا ہے / اس جام نے وہ دونوں کے سر پر سے گرادی۔
بیہوش ہوئے، ایسے کہ پھر آنکھ نہ کھولی۔ / اس جام نے شیشی ہے کوئی ایسی سنگھادی۔
جو اس نے بگاڑا ہے - بگڑ کر - نہیں سنورا / ہر چند کہ یاروں نے بہت اسکو دعا دی۔
اس لطف پہ لعنت - کہ مثل آئی ہے صادق / اک اینٹ تھی مطلوب - تو مسجد ہی گرادی۔
اے جام! بتا؟ عاشق جانباز کی مٹی / اک چلو میں پانی کے کہاں تو نے بہادی!

اے جام! دہن میں تیرے تیزاب تھا کیسا؟ جس جا پڑی۔ چھینٹ۔ وہیں آگ لگادی
ہم جم نہیں۔ اے جام! کہ کھا جائینگے دھوکا جو بات تھی۔ ضحاک نے سب ہمکو بتادی۔
پرہیز کرو اس سے۔ یہ ہے۔ زہر کا پیالہ پنجاب میں مدت سے میں کرتا ہوں منادی
گر اب بھی نہ سمجھو۔ تو خدا آپ سے سمجھے۔
احمل نے تمہیں کیفیت جام دکھادی۔

نئی کتابیں

(۱) **لطف کلام** (مولفہ ڈاکٹر فرینکلن صاحب سیالکوٹ۔ قیمت ۲ر) یہ آسان اور دلکش عبارت میں نقل مجلس اور تفریح طبع کا خوب سامان ہے۔ جسمیں مولف نے اکثر ظرافت اور لطافت کے پیرایہ میں بہت سی راز کی اخلاقی باتیں کہدی ہیں۔

(۲) **مدپ پربودھ** (مولفہ پنڈت پربھودت شرما بی اے سکرٹری ٹمپرنس یونین لاہور۔ قیمت ار) ہندی میں نہایت ہی خوش اسلوبی کے ساتھ مضرات شراب کے متعلق بحث کی ہے۔ مولف نے جن دردناک الفاظ میں کتاب کے خاتمہ پر پبلک سے اپیل کی ہے۔ پتھر کے دل کو بھی ہلادیتی ہے۔

(۳) **غریب الوطن** (مصنفہ پنڈت گوبند سہائے صاحب مختار کانگڑہ۔ قیمت ہر دو حصہ ۱۲ار) ست سبھا لاہور کے اخلاقی ناولوں کے سلسلہ کی دوسری کتاب ہے۔ جسمیں ایک پاکیزہ اور پُر زور الفاظ میں ہندو سوسائٹی کا اصلی فوٹو دکھلانیکے لئے مصنف نے خوب محنت سے کام لیا ہے۔ تیرھویں فصل میں کمال افسوس کے ساتھ پورنمل کی زبانی بیان کیا ہے "کسی پہاڑی میلہ میں جاؤ وہاں جاکر وہ نظارہ دیکھوگے کہ عمر بھر بھول نہیں سکتا۔ آٹھ آٹھ نو نو سال کے بچے ننھی ننھی لڑکیاں اور ماں باپ اپنے ہاتھ سے انکو شراب پلاتے ہیں"۔ یہ مضمون لفظ بلفظ اُس دردانگیز رپورٹ کی تائید کرتا ہے جو سکرٹری امرتسر ٹمپرنس نے اپنے سفر دھرم سال کے بعد لکھی تھی اور ٹمپرنس گائیڈ کے پچھلے نمبر میں شایع ہوچکی ہے۔ مختار صاحب کو چاہیئے جس طرح تحریر کے ذریعے اس کوہستانی علاقہ کی ناگفتہ بہ حالت طشت ازبام کی ہے۔ اسی طرح اپنی تقریر سے کام لے کے اُن لوگوں کی اصلاح کی طرف توجہ کریں اور اپنے ہاں ایک ٹمپرنس سوسائٹی قایم کرکے ان غریبوں کو شراب کے راکشش کے پنجہ سے چھڑائیں۔ اور اس دیودھرتی کو ست وادی بناکے دکھائیں۔ مگر افسوس ہے مصنف ناول نے نفس مضمون (پلاٹ) کیلئے کسی خاص مسئلہ کی قید نہیں

لگائی گئی۔ جو اصول ناول نویسی کے مطابق لازمی ہونی چاہیے۔ بہرحال ناول پڑھنے کے قابل ہے اور مطالعہ کے لائق ہے ہم درخواست کرتے ہیں۔

(۴) زہر دا پیالہ۔ لالہ گوری شنکر صاحب بٹالوی آنریری سکرٹری رفاہِ عام سوسائٹی و ٹمپرنس سوسائٹی قصبہ مجیٹھہ (ضلع امرتسر) کی چند پنجابی ٹمپرنسی نظموں کا مجموعہ ہے اور اُنہیں سے مُفت مل سکتا ہے۔ اسمیں شرابی کی بیوی کے علاوہ بارہ ماسے نہایت ہی دلچسپ لکھے ہیں۔

شراب اور تمباکو کے بڑے نقصان

اہل انگلستان کو کچھ عرصہ سے یہ خیال ہو رہا تھا۔ باوجودیکہ انگریز جسمانی طور پر خوب مضبوط اور تنا ور ہوتے ہیں۔ پھر بھی بھرتی کے وقت جب ڈاکٹر کے ملاحظہ کیلئے پیش ہوتے ہیں۔ اکثر جسمانی نقصوں کے باعث یا مقررہ پیمانہ سے کم ہونے کی وجہ سے نکالے جاتے ہیں۔ مگر قومی ضروریات کے باعث آخر یہ فیصلہ ہُوا کہ ایک کمیشن کے ذریعے اسکا فیصلہ کیا جائے۔ چنانچہ سرکاری طور پر اہل الرائے کی شہادتیں قلمبند کرنے کو ایک کمیشن بیٹھی جس نے باتفاق یہ فیصلہ دیا ہے۔

"اِس تنزّل کا اصلی اور سب سے بڑا باعث شراب اور تمباکو ہے۔ صحیح المزاج بچّے قحط و فاقہ کے سبب کمزور و نحیف ہوں تو وہ اِس کمی کے رفع ہونے کے بعد اپنی اصلی حالت پر آسکتے ہیں۔ مگر جنکی طبایع پر الکحل (شراب) کا اثر پڑ چکا ہو اُن کی یہ کیفیّت نہیں رہتی جب باپ کے علاوہ ماں بھی شراب کی عادی ہو تو اُنکی مینوشی کا اثر اُنکی اولاد پر ضرور پڑیگا جس سے اُن کی نسل کی آیندہ حالت ضرور خطرناک ہوگی۔ اگر مستورات میں اسی طرح شرابخوری کی عادت بڑھتی گئی۔ تو آیندہ نسل نہ صرف کمزور اور نحیف پیدا ہوگی۔ بلکہ ناقابل بکار۔ کیونکہ الکحل (شراب) کا استعمال نہ صرف بالیدگی اور تنومندی کی کمزوری کا باعث ہے بلکہ خاص تنزّل کا۔ چونکہ لڑکوں کے درمیان سگرٹ پینے کی عادت ترقی پر ہے جسکا اُنکے مزاج پر بُرا اثر پڑتا ہے۔ اِسلئے پارلیمنٹ ایک ایسا قانون نافذ کرے جسکے رُو سے خاص عمر کے بچّوں کے ہاتھ سگرٹ بیچنا جُرم قرار دیا جائے۔ اور جن دوکانوں میں بچّے مٹھائی وغیرہ کے لئے آتے جاتے ہوں وہاں انکی فروخت کی ممانعت کر دی جائے۔"

ایک قابل نمونہ مثال - ہم نے اگست کے نمبر میں لکھا تھا کہ شراب اور دیگر مسکرات کے عام استعمال کے روکنے کیواسطے اگر نشہ پینے والے کو برادری سے خارج کرنے کی سزا دیجائے تو بہت جلد اصلاح ممکن ہے - ہم ڈیرہ دون والوں کے حالات سن کے نہایت ہی محظوظ ہوئے ہیں کہ انہوں نے سب سے پہلے اس تجویز کو عملی طور پر کر کے دکھلایا - یہاں کی شرابخواری (بقول نامہ نگار اہل حدیث) بڑی بڑے شہروں سے بڑھی ہوئی تھی - اور پچھلے سال شراب کی آمدنی قریباً ڈیڑھ لاکھ تھی - ہندوؤں کی مختلف پنچایتوں کے مفصل حالات ابھی معلوم نہیں ہوئے - مگر مسلمانوں میں جس زور شور سے انسداد مے خواری کی تحریک ہو رہی ہے قابل تعریف ہے - کنجڑے - قصائی - درزی - گھوسی وغیرہ نے نہ خود شراب چھوڑ دی ہے بلکہ یہ ٹھہرالی ہے کہ جو کوئی پیتا پلاتا معلوم ہو جائے - اُسے برادری سے خارج کیا جائے - شرابی کا نہ مُردہ نہ جنازہ اُٹھایا جائے - اور نہ پیش امام مسجد اُنکی نماز جنازہ پڑھائے - شرابی کے معاون کے ساتھ بھی شرابی کاسا سلوک کر کے اُسے برادری سے خارج کیا جائے - شرابی سے ہر قسم کی داد ستد بند ہو - اسکے علاوہ بہشتیوں کی پنچایت نے یہ قرار دیا ہے کہ شرابی کے یہاں کوئی پانی نہ بھرے - دھوبی - نائی وغیرہ بھی کچھ اسی قسم کی تجاویز سوچ رہے ہیں - کاش اور دوسرے شہروں میں بھی اسی قسم کی باتیں جملہ برادریوں کے ممبر بل کے پاس کریں تو ہندوستان سچ مچ جنت نشان بنجائے -

یارب! نہ ہو کسی کو بھی عادت شراب کی عادت جو ہو تو دے اُسے نفرت شراب کی

الکحل اور کم سن بچے - اُس لکچر کا عنوان تھا جو حال میں لنڈن کے ڈاکٹر جارج کارپن نے فاکسٹن کی مجلس حفظان صحت کے روبرو دیا تھا - اور جسکے دوران میں - آپنے فرمایا تھا کہ بلاشبہ کم سن بچوں کے طبایع پر کیا صحت اور کیا بیماری کی حالت میں الکحل کا کوئی مفید اثر نہیں پڑ سکتا - اسلئے جب تک کہ ڈاکٹر کی پوری نگرانی ہو - یہ اُنہیں بالکل استعمال نہ کرانی چاہئیے - کیونکہ تجربہ نے ثابت کر دیا ہے کہ الکحل میں ایک زہریلا مادہ ہوتا ہے جو قلیل سے قلیل مقدار میں بھی اپنا خراب اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتا اور اُسکا دوسری دوائیوں کے ساتھ ملا کے دینا بھی سائنس کے رُو سے مفید نہیں -

---

انگریزی تمباکو - چرٹ - سگرٹ کے متعلق ہندوستان کی تجارتی رپورٹ سے پایا جاتا ہے - کہ سنہ ۱۹۰۳-۶ کی درآمد چار سال پہلے کی نسبت ۹۰ فیصدی اور بمقابلہ ماسبق ۲۳۱۱ فیصدی ترقی کر گئی ہے اور اسکی مقدار ۷،۹۱ لاکھ پونڈ تک پہنچی ہے - جس میں صرف سگرٹ (۲۲،۴۰،۲۰۰ پونڈ) قیمتی

۲۰۰ا۲۹۵ روپیہ ہے۔ یہ کثرت دیکھ کے ہمیں ایک اَور طوفان بے تمیزی کا خدشہ ہے۔

تمباکو نوشی کے انسداد کے متعلق مسٹر رگ ممبر پارلیمنٹ نے ہوس آف کامنز میں ایک مسودہ پیش کیا ہے۔ جسکے رُو سے اگر کوئی سولہ برس کا بچہ تمباکو پیتا نظر آئیگا تو اُس پر ۱ شلنگ جرمانہ ہوگا۔ جو اسکے والدین سے وصول کیا جائے گا۔ کاش! یہ مسودہ قانون بنکے ہندوستان میں بھی رائج ہو۔ اور یہاں کے صحیح الدماغ۔ قوی جثہ بچے جو تمباکو نوشی کے باعث کمزور اور زرد رنگ کے ہوتے ہیں اپنی اصلی حالت پر آجائیں۔

سگار۔ از مسٹر اسے آئی ایس فدوی (تخلص)، ہاسپٹل اسسٹنٹ۔ میڈیکل مشن پشاور شہر۔

افسوس! آج اتنی ہے کثرت سگار کی
نادار۔ مفلس۔ اہل دول۔ اور غنی دھنی
عیسائی۔ ہندو۔ اور مسلمان آج کل
جام شراب پی کے اُڑاتے ہیں جبکہ پان
گھر میں۔ سڑک پہ۔ باغ میں گلگشت و سیر میں
ہونٹوں کے ساتھ مثل زبان مُنہ میں رکھتے ہیں
پینے کو لوگ پیتے ہیں اور سوچتے نہیں
سردرد۔ ہاضمہ کی شکایت۔ دمہ کا روگ
دونوں کے دونوں لیتے ہیں آنکھوں کی روشنی
مٹی خراب ہوتی ہے عقل و دماغ کی۔
بندہ نواز! عرض ہے فدوی کی آپ سے

گھر گھر میں ہو رہی ہے حکومت سگار کی
رکھتے ہیں ڈبیہ جیب میں حضرت سگار کی
کرتے ہیں ذوق و شوق سے دعوت سگار کی
آتی ہے اہل بزم میں نوبت سگار کی
اک دم بھی شاق ہوتی ہے فرقت سگار کی
جاگی ہُوئی عجیب ہے قسمت سگار کی
کیا کیا دھوئیں اڑا اُنی ہے اُلفت سگار کی
بیماریوں کا گھر ہے حلاوت سگار کی

سگرٹ کا پیار۔ اور محبت سگار کی
کیوں حرف دلنشیں ہے فضیلت سگار کی

چھوڑو خدا کے واسطے عادت سگار کی

فرانس کے مشہور ڈاکٹر ایم لال موندٹ نے اپنے ذاتی تجربہ سے لکھا ہے کہ تمباکو اور شراب کے کثرت استعمال سے بنی نوع انسان کے اعضاء رئیسہ کمزور ہوتے ہیں۔ اور اکثر ایسے امراض متعدی میں مبتلا کرتا ہے کہ جنکا مداوا مشکل ہے۔ اس لئے اِن سے پرہیز کرنا لازمی ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی یہ بھی رائے ہے کہ طلباء۔ کلرک اور ایسے اشخاص کو جنہیں زیادہ تر بیٹھک کرنی پڑتی ہو شراب اور تمباکو سے احتراز کرنا ضروری ہے۔

حروفِ تہجّی شراب

کوئی چار برس ہوئے ہیں جب ہمارے ٹمپرنس لٹریچر میں دو مصنّفوں نے الف۔ب۔ت اور ابجد کے نام سے دو مختلف نظمیں لکھی تھیں۔ اب پنڈت جیا مل صاحب بی۔ اے وکیل سکرٹری ٹمپرنس سوسائٹی سرینگر نے ایک نئے انداز کی نثر میں حروفِ تہجّی شراب بھیجی ہے جو شکریہ کے ساتھ درج کی جاتی ہے۔

الف۔ اگر آدمی اچھّی طرح سے خوراک کھائے۔ اور سوئے بھی اچھّی طرح سے تو اُسکو شراب کی کچھ ضرورت نہیں۔ (ڈاکٹر برٹن)

ب۔ بیر شراب کا پینا شہر لنڈن کی آبادی میں گنٹھیہ ہونے کا سب سے بڑا سبب ہے۔ (ڈاکٹر سی۔ ڈورونیل)

پ۔ پشو اور پُرش کو ایک جیسی بنا دینے والی شے شراب ہے۔ (منوجی)

ت۔ تمام بُرائیوں میں شرابخوری ہی ہے جس سے انسان کی عظمت کسی حال میں بھی قائم نہیں رہ سکتی۔ (سر والٹر سکاٹ)

ٹ۔ ٹکڑے ٹکڑے وہ عاشق ہو جاتا ہے۔ جو دُخت رز کو محبوبہ کے نام سے پُکارتا ہے۔ (ایک عربی عالم)

ث۔ ثابت ہو چکا ہے کہ شراب سانپ کی طرح کاٹتی ہے۔ اور بچھّو کی طرح ڈنگ مارتی ہے۔ (سلیمان)

ج جذام کی مرض جسکا اتنا زور ہے کم نہیں ہوگی۔ تاوقتیکہ عالم لوگ شرابنوشی کو کہ جس سے اسقدر جذام پیدا ہوتا ہے بدچلنی کا عمل نہیں سمجھتے۔ (مسٹر ٹام ڈریتی)

چ چوتھا حصہ شرارتیں دُنیا میں انسانی خود غرضی کی وجہ سے ہیں۔ باقی تین چوتھائی شراب اور دیگر مسکرات کی عنایت سے ہیں۔ (پارکر صاحب ایم ڈی)

ح حقیقتاً ساری دُنیا ایک عالمگیر غلطی میں پھنسی ہُوئی ہے۔ کہ شراب کو روح افزا اور مفید دوائی خیال کرتی ہے۔ (ملکہ معظمہ کے خاص طبیب مسٹر ڈبلیو صاحب)

خ خباثت کی ماں۔ محتاجی کی جڑ۔ اور گناہوں کا دریا شراب ہے (حضرت محمّد)

دوزخ میں پہنچانے کی سیدھی سیڑھی شراب ہے ۔ (بالاجی)

(باقی آئندہ)

ایک ملازم جنگل کمال افسوس سے لکھتے ہیں "نہ معلوم الوگ کیوں بھنگ پیتے ہیں۔ حالانکہ میرے اپنے تجربہ نے ثابت کردیا ہے کہ اس سے بڑھ کے مضر صحت کوئی چیز نہیں۔ چنانچہ ایک دن دن کا ذکر ہے کہ جب میں جنگلات سے فرض منصبی ادا کرنیکے بعد مکان پر آیا۔ شدت کی بھوک تھی۔ کھانا تیار نہ تھا۔ کچھ بیسن کی پکوڑیاں بھی تھیں۔ میں تو رسوئی جیمنے لگا۔ جہاں ہمارا مکان تھا۔ وہاں بھنگ کی بوٹی بکثرت تھی۔ ایک مہربان نے چند پتیاں توڑ کر دو چار اور پکوڑیاں تیار کیں۔ بدقسمتی سے کہو۔ یا خوش قسمتی سے میں نے بھی ایک کھائی۔ اسوقت شام کے چار بجے تھے۔ تین گھنٹے تک تو بظاہر کوئی بات نہ تھی۔ رات کا کھانا کھاتے ہی نشہ سوار ہوگیا۔ حلق خشک۔ زبان خشک۔ طبیعت بیقرار۔ سردرد بھی معلوم ہوتا تھا کہ زبان حلق کے اندر گھستی جاتی ہے۔ بہتیرا اپنے آپکو ہوش میں ظاہر کرتا تھا۔ مگر تا بکے! دودھ پیا تو قدرے خشکی دور ہوئی۔ جلد سوگیا۔ صبح اُٹھا تو خمار کے ساتھ سردرد۔ الغرض دن بھر طبیعت منغص رہی۔ سچ ہے گوروجی کا فرمان۔

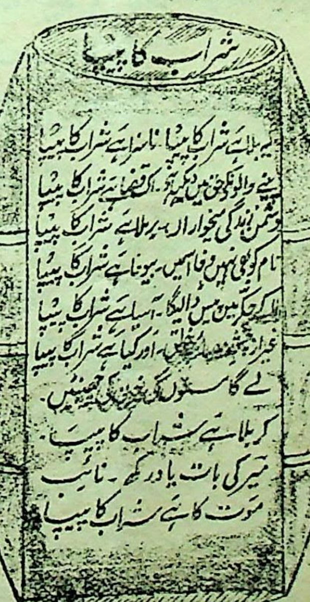
بھانگ ماچھلی سُراپان جو جو پرانی کھاہیں ۔ دھرم کرم جتنے کئے سبھی رساتل جائیں۔

کتنے اس حلف پر رہے پکے؟ محمڈن اینگلو اورنٹیل ایجوکیشنل کانفرنس کے سترھویں سالانہ اجلاس میں ریزولیوشن ۹ حسب ذیل تھا۔

"اس کانفرنس کی رائے ہے کہ وہ وقت آگیا ہے جبکہ تعلیم یافتہ اور روشن خیال مسلمان متحدہ کوشش اُن رسومات کے استیصال میں کریں جو مسلمانوں کو تباہ کررہی ہیں اور جس سے وہ اپنے بچوں کی تعلیم کے اخراجات کے متحمل نہیں ہوسکتے ہیں۔ خصوصاً شادی غمی کے اخراجات کو مناسب طریقہ سے محدود کردیا جائے اور کانفرنس کے ہر ممبر کو لازم ہوگا کہ اس پر عملدرآمد کرے۔"

تحریک سید محمد اکبر صاحب حیدری اکبرآبادی۔ تائید مولوی عبداللہ احمد صاحب۔ ابراہیم صاحب خواجہ غلام الثقلین صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل میرٹھ (وایڈیٹر عصر جدید) اور مولوی نورالنبی صاحب۔ نواب وقارالملک وغیرہم نے کی تھی۔ خواجہ صاحب نے بحیثیت سکرٹری صیغۂ اصلاح تمدن رسوم بد کی استیصال کی تشریح میں فرمایا تھا۔ ہمارے صیغہ کے مقاصد ہیں (۱) ترک فضول خرچی جملہ اقسام شادی وغمی و زیور ولباس (۲) ترک مسکرات (۳) بچپن کی شادی کا روکنا (۴) بچوں کو زیور نہ پہنانا۔

(۵) تندرست اور پیشہ ور گداگروں کو خیرات نہ دینا (۶) جدید طرز معاشرت کی فضول خرچیوں کو روکنا ہے۔ اور مولوی نور النبی صاحب نے اپنی تقریر میں گل فشانی کی تھی کہ مسلمانوں کی تباہی کے پہلے جو کچھ اسباب ہوئے ہوں۔ مگر اب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر امر میں عنان اعتدال کا اُن کے ہاتھ سے چھوٹ جانا تباہی کا باعث ہو رہا ہے۔ جو عیش پسند ہیں انکو دن رات شراب و دیگر مسکرات کے استعمال اور رقص و سرود کی محفلوں میں شریک ہونے سے فرصت نہیں ملتی۔ اور نہ انکا خیال کبھی اس طرف مایل ہوتا ہے۔ کہ اپنی اور اپنی آیندہ نسلوں کی اصلاح کرنے کی کوشش کریں اور اپنی اولاد کو عمدہ تعلیم دیں۔" اور پریسیڈنٹ صاحب نے ریزولیوشن پاس ہوتے وقت حاضرین جلسہ کو مخاطب کر کے فرمایا تھا۔ "آپ صاحبوں سے یہہ درخواست کرتا ہوں کہ صرف ریزولیوشن کا پاس کر دینا کچھ بھی مفید نہیں ہے۔ بلکہ ضرورت ہے۔ کہ آپ حلف دیں اور عہد کریں کہ ریزولیوشن پر عمل کرینگے۔" اب یہ دیکھنا ہے کہ ان ممبران کانفرنس نے بمبئی سے آ کے اس ریزولیوشن کی تکمیل میں کیا کچھ کیا ہے۔ اور خصوصاً صیغہ اصلاح تمدن کے مقصد دوم۔ یعنے "ترک مسکرات" میں کہاں تک کوشش کی ہے۔ اگر جواب نفی میں ہے تو ہمیں بھی پریسیڈنٹ صاحب کے ہم زبان ہو کر کہنا پڑے گا کہ صرف ریزولیوشن کا پاس کر دینا اور عملی طور پر کچھ کر کے نہ دکھلانا سراسر بے سود ہے۔ کیونکہ ہمیں بعض ذرایع سے معلوم ہوا ہے کہ چند اشخاص جو اس جلسہ میں "اقرار باللسان و تصدیق بالقلب" کر [illegible] تھے اب بھی "مشروبات ممنوعات" میں لگے ہوئے ہیں۔"



سوسائیٹیاں

امرتسر (۱) ٹمپرنس سوسائیٹی کا سالانہ جلسہ ۱۵-۱۶-۱۷ ماہ حال کو ہوگا - ۱۵ کو نگر کیرتن - ۱۶ کو خاص جلسہ اور ۱۷ کو ڈراما ہوگا - مگر اتنا فرق ہے جو کچھ ہوگا قابل دید ہوگا - ہاں! دوسری سوسائیٹیوں کے ممبروں کو اس موقعہ پر ضرور شامل ہوکر دیکھنا چاہئے کہ امرتسر والے عام دلچسپی کو مدِ نظر رکھ کے کیا کچھ کرتے ہیں - اور پھر اُن باتوں کو وقتاً فوقتاً اپنے ہاں رواج دینے کی کوشش کریں۔

(۲) بینڈ آف ہوپ کی جماعت روز افزوں ترقی پر ہے - ٹمپرنس سوسائیٹی کے سالانہ جلسہ پر یہ خاص حصّہ لیں گے۔

(۳) چرچ مشن کالج ٹمپرنس ایسوسی ایشن کے پریذیڈنٹ اور بانی ریورنڈ کلارک ولایت سے واپس آگئے ہیں - اب اُمید ہے اس سوسائیٹی میں اور بھی ترقی ہوگی۔

شملہ - آج ہم دیگر سوسائیٹیوں کی نسبت شملہ کا ذکر کسی قدر وضاحت سے کرنا چاہتے ہیں - کلکتہ کے بعد ہمارے والیسرائے صاحب بہادر کی قیامگاہ موسم گرما میں یہاں ہُوا کرتی ہے - یہ وہ علاقہ ہے جہاں ایک زمانہ میں وہ خداشناس اور خداپرست رشی منی متمکن ہُوا کرتے تھے جنکی بدولت ہندوستان نے نام پایا ہے مگر اب کچھ عرصہ سے یہاں بھی مسکرات کا یہ عالم ہے کہ الٰہی توبہ! اگرچہ خدا کے پاک بندوں نے یہاں بھی وقتاً فوقتاً ٹمپرنس کاز کی اشاعت کرنی چاہی مگر شاخ بارآور نہ ہُوئی - آخر جب ہمارے بابو دیا شنکر صاحب بی اے گورنمنٹ آف انڈیا کے پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ میں ہوکے آئے تو اُنہوں نے ضرورت کو محسوس کرکے خوب سر توڑ کوشش کی حُسن اتّفاق سے پنڈت پربھودت صاحب بی اے (سکرٹری لاہور ٹمپرنس یونین) بھی اُن سے آملے - وُہی بات "دو تن یک شود بشکند کوہ را" لوگ ایس ضرورت کو خود سمجھ رہے تھے - تعلیم یافتہ نوجوانوں میں پنڈت رامچندر بی اے میونسپل کمشنر - سردار کبیر سنگھ اور بابو راگھو رام (اسسٹنٹ ہوم ڈیپارٹمنٹ گورنمنٹ آف انڈیا) - بابو بالمکند (رائل آرمی ٹمپرنس ایسوسی ایشن والے) بابو جواہر لعل (اگزیمنر آفس کے) یکے بعد دیگرے آملے - اُن کی دیکھا دیکھی اور چند خدا کے نیک بندے بھی شامل ہوگئے - چونکہ وہ اپنے کام کا آپ سہایک ہے - آخر یہ اشتہار عام پنڈت پربھودت جی کی طرف سے دیا گیا کہ "لاہور ٹمپرنس یونین کا ایک جلسہ شملہ کے آریہ سماج مندر ۱۸ ستمبر کو ۵ بجے شام کے ہوگا - جسمیں لالہ رام چند بی اے ایل ایل بی میر مجلس ہونگے - اور لالہ دوارکا داس

ایم اے ایل ایل بی - لالہ دیارام ایم اے اور آشتہر ٹمپرنس پر تقریریں کرینگے" - شملہ آخر دوسرا کلکتہ ہے - لوگ اسقدر جمع ہوگئے کہ مندر میں جگہ نہ تھی - ہر ایک سپیکر نے موجودہ حالت کا نقشہ کھینچ کے ٹمپرنس کارڈ کی اشاعت کی ضرورت جتلائی - اور آخر میں ایک ٹمپرنس سوسائٹی یہاں بھی قایم کرنے کی تجویز پیش کیگئی بابو راگھورام سکرٹری اور بابو دیا شنکر بی اے اسسٹنٹ سکرٹری قرار پائے - اس سے ۶ دن بعد آریہ سماج کالج پارٹی کا سالانہ جلسہ تھا - اُن کی درخواست پر (گو سوسائٹی ابھی باقاعدہ نہ بنی تھی) سکرٹری صاحب اپنی بھجن منڈلی کو لے کر پہلے دن نگر کیرتن میں اور دوسرے دن دوران جلسہ کے درمیان ٹمپرنس بھجن گاتے رہے - ۲۹ کو مہاتما پارٹی کے مندر میں بصدارت پنڈت رامچندر بی اے میونسپل کمشنر بغرض انتخاب عہدہ داران و اگزکٹو کمیٹی ایک جلسہ ہوا جس میں پنڈت ہرچرنداس بی اے (اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس) کی تقریر کے بعد حسب ذیل عہدہ دار منتخب ہوئے - پنڈت رامچندر بی اے میونسپل کمشنر (پریذیڈنٹ) سردار کیسر سنگھ (وایس پریذیڈنٹ) بابو راگھورام صاحب (آنریری سکرٹری) بابو دیا شنکر بی اے (سکرٹری) بابو مکند لعل خزانچی، علاوہ ان کے موسم سرما کیلئے ایک اور وایس پریذیڈنٹ اور اسسٹنٹ سکرٹری منتخب ہونگے - اگزکٹو کمیٹی میں علاوہ ان اصحاب کے مندرجہ ذیل ازاد کئے گئے - بابو جے لعل صاحب بی اے ایل ایل بی پلیڈر میونسپل کمشنر - بابو سُندر لعل بی اے ایل ایل بی - اور (اسسٹنٹ پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ کے) بابو میلارام - بابو کنہیا لعل منشی محمد حسین خانصاحب بابو نہال چند بی اے - سردار نراین سنگھ اسسٹنٹ ہوم ڈیپارٹمنٹ گورنمنٹ آف انڈیا - پنڈت ہرچرنداس بی اے اسسٹنٹ بی اے اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز - اس وقت تک ممبروں کی تعداد ۴۰ تک ہوگئی ہے - ہم امید کرتے ہیں کہ اگر یہ جملہ صاحبان جنہیں زیادہ تر تعلیم یافتہ ہیں سرگرمی اور دلچسپی سے کام کرتے رہے تو ضرور ایک نہ ایک دن وہ آئیگا جبکہ شملہ جیسے متبرک مقام کو اس ناپاک مسکرات سے صاف ہونیکے بعد پھر وہی رشیوں اور منیوں کی سچی قیام گاہ دیکھیں گے - ہماری تو اس نئی سوسائٹی کے حق میں یہی دُعا ہے " پھلے پھولے - ترقی کر دکھائے "

پنڈت بھوونجی بی آئی کو نشش خیال تعریف ہے -

نوشہرہ ٹمپرنس سوسائٹی کا جلسہ ہفتہ وار ہوتا ہے - ۵ ستمبر کے جلسہ میں پنڈت شیو پرشاد صاحب (سکرٹری) کی تقریر کے بعد ۲ یورشین ۲ عیسائی ۱ مسلمان نے پلیج لیا اور اسسٹنٹ سکرٹری کے لکچر کے بعد جلسہ برخاست ہُوا - حاضرین کی تعداد ڈیڑھ سو تھی -

لائل پور یہ بار کا سینٹر عنقریب ایک خاص جدا ضلع بننے والا ہے - اگرچہ لالہ رامچند صاحب بی اے ایل ایل بی اور بابو آشوتوش صاحب ٹمپرنس مشن کی تعلیم دیتے رہے ہیں - مگر اس شہر میں تین اکتوبر کا دن نہایت

خاص ... پنڈت رامنا تھ ... بی اے ... ہے

ہی قابلِ یادگار رہیگا۔ کیونکہ اس دن ہمارے مکرم پنڈت بشن نراین صاحب نے یہاں کی آریہ سماج کالج پارٹی کے زیر اہتمام مقاصد ٹمپرنس پر لکچر دیا اور دوران لکچر میں لایل پوریوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اس نئے ضلع میں خوب زور شور سے کام کرو اور امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی کی طرح ان مختلف وسایل کو عمل میں جو نہایت ہی مفید ثابت ہوئے ہیں۔

دہلی۔ خدا کا شکر ہے آخر ہمارے لکھنے نے کچھ تو اثر کیا۔ دہلی کی ٹ ناستک سبھا پھر خواب خرگوش سے اُٹھی ہمارے لالہ پورنچند بیدی بی اے کے کام کو دیکھ کے لالہ ہردیال سکرٹری اور پنڈت مانک رائے نول گو سوای اُن کے پاس گئے۔ اور پھر تینوں صاحبوں نے اپنی متحدہ کوشش سے ریورنڈ جی ھر برٹ ویر ایم اے پرنسپل سنٹ سٹیفن کالج کو ملا کر پریذیڈنٹی کے لئے منتخب کیا۔ اور بعد ازاں لالہ گردھاری لال وکیل سرکاری کے مکان پر جلسہ ہُوا جس ۱۵۰ ممبر بنے۔ اسی جلسہ میں لالہ رگھوناتھ سہائے بی اے نے انگلش ایسپوبانی۔ ہم نے یہ بھی سُنا ہے کہ دہلی والوں کا خیال ایک ڈراما کرنے کا بھی ہے۔

ترقی محال مسکرات۔ لنڈن کے مشہور رسالہ "پوسٹ آفس ٹمپرنس پایونیر" نے ہندوستان کے گزشتہ ۲۴ سال و موجودہ محال ترقی کا مقابلہ سرکاری رپورٹوں سے حسب ذیل کیا ہے:۔

سنہ ۱۸۷۴-۷۵ء میں	۱۷۵۵... پونڈ	سنہ ۱۸۸۳-۸۴ء میں	۲۸۴۰۰ پونڈ
سنہ ۱۸۹۴-۹۵ء میں	۳۹۶۵... پونڈ	سنہ ۱۸۹۵-۹۶ء میں	۴۱۱۸... پونڈ
سنہ ۱۸۹۷-۹۸ء میں	۳۹۴... پونڈ	سنہ ۱۸۹۸-۹۹ء میں	۴۱۰۷... پونڈ
سنہ ۱۹۰۰-۰۱ء میں	۴۲۹... پونڈ	سنہ ۱۹۰۲-۰۳ء میں	۴۱۴۷.. پونڈ

اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف ۲۴ سال کے اندر مدِ مسکرات میں کس قدر بیشی ہوئی ہے جو دوسرے معنوں میں (بقول مسٹر سمتھ) ہندوستان کے اخلاق اور حسن معاشرت کی ترقی معکوس کی بدیہی دلیل ہے۔

ٹمپرنس جلسہ میں خیر مقدم

ولکم! ولکم!! آنے والو ... رونق آج بڑھانے والو
ولکم! نظمیں، گیت اور لکچر ... سُننے اور سُنانے والو
ولکم! اپنا نام پلیج پر ... لکھنے اور لکھانے والو
ولکم! اپنے دیس کی خاطر ... دو دو اشک بہانے والو
ولکم! اس جلسہ کے اندر ... بیٹھانے میں جانے والو
ولکم! دُنیا بھر کے نشے ... چھوڑنے اور چھڑانے والو

مُبارک - ٹمپرنس گائیڈ کے معاون حکیم ڈاکٹر غلام جیلانی صاحب لاہوری میڈیکل افسر قونصل خانہ
دولت برطانیہ مقیم سیستان (ملک ایران) گو جو پانچ چھ سال سے اپنے فرائض منصبی کو نہایت عمدگی سے انجام
ے رہے ہیں طبّی خدمات کے صلہ میں والیٔ خراسان نے شمس الاطبّا کا خطاب عطا کیا۔ اور شاہِ ایران نے معزز
نغہ "شیر و خورشید" معہ فرمان خوشنودی مزاج عطا فرما کر افتخار بخشا۔ اور امسال گورنمنٹ برطانیہ نے آپ کو
انصاحب کے خطاب سے عزت بخشی۔ ہم حکیم صاحب موصوف کو اس اعزاز پر جو انہیں مذکور الصدر
لطنتوں کی طرف سے حاصل ہُوا دل سے مُبارکباد دیتے ہیں۔

ہندوستان "- اِس نام کا ہفتہ وار اخبار لاہور سے زیر ایڈیٹری لالہ دینا ناتھ صاحب حافظ آبادی
ری ہُوا ہے۔ مضامین دلچسپ ہوتے ہیں۔ اسکا مقصد ہے کہ بلالحاظ مذہب و ملّت باشندگان ہندوستان
پولیٹیکل اور سوشیل حالت کی اصلاح اور ترقّی کے وسایل پر بحث کرے اور اُمید ہے کہ وہ اس فرض کو عمدگی
ے انجام دیگا۔ لیکن زیادہ بہتر ہوگا اگر اسکے لایق ایڈیٹر صاحب ٹمپرنس کاز کی اشاعت کا بھی خیال رکھیں کیونکہ
سکرات کی روز افزوں ترقّی ملک کی بربادی میں سب سے بڑھ کر حصّہ لے رہی ہے۔ اہلِ ملک کو اس اخبار کی قدر
رنی چاہیے۔ لکھائی چھپائی اعلیٰ ہے۔ اور قیمت ۳ معہ محصولڈاک۔ زرخواستیں بنام "لالہ ایشر داس مینجر"

مشک کافور کا صابون

یہ صابون امراض جلد کیلئے عموماً اور
بائی امراض (مثلاً ہیضہ و پلیگ) کے
دران میں خصوصاً فائدہ مند ہے۔ مُنہ
ہ دھونے اور نہانے کے وقت اسکا
عمال وبائی جرمز (کیڑوں) سے محفوظ
نے کا سب سے بہترین علاج ہے۔ قیمت
بس (جسمیں ۳ ٹکیہ ہونگی) صرف ۱۶/
صول وغیرہ بذمہ خریدار۔ ملنے کا پتہ:۔
ار معرفت ہندو میڈیکل ہال امرتسر

ضرورت

ہو تو عمدہ سامان کرکٹ۔ گیند
ٹینس۔ بیڈمنٹن۔ فٹ بال۔ ہاکی وغیرہ
ہمارے ہاں موجود ہے منگوا کر ملاحظہ فرمایئے۔
ہر ایک چیز عمدہ مضبوط اعلیٰ باکفایت ہوگی۔
تجربہ شرط ہے۔

نیز ہر ایک قسم کا ہارمونیم باجہ ولیسی ساخت
کا خواہش ہو تو ضرور خریدئیے۔ جو ولایتی باجہ
سے کسی حالت میں کم نہیں ہوگا۔ البتہ قیمت میں
کم ضرور ہوگا۔ المشتہر ان جے ایس ہزنام سنگھ
برادرس سپورٹس ورکس ہال بازار امرتسر

پنجۂ فولاد

یہ اخبار جو تمام اخباری ضروریات کو ۱۶ صفحہ پر پورا کرتا ہے لاہور سے ہفتہ وار شایع ہوتا ہے قیمت سالانہ گورنمنٹ و والیان ریاست سے ۲۰ جاگیرداران اور تعلقہ داروں سے ۱۲ رئیسوں سے ۶ تمام عہدہ داران مالک غیر سے للعہ ہے قیمت ہر صورت میں پیشگی لیجائیگی جسکے صلہ میں ۸ کی کتاب الثام میں ملتی ہے تمام درخواستیں و ترسیل زر بنام مہتمم اخبار پنجۂ فولاد لاہور نو لکھا ہونی چاہیئے۔

المشتہر

محمد دین فوق مالک و ایڈیٹر پنجۂ فولاد لاہور

اُردوئے معلّٰی

صحیح اور فصیح اردو کا ایک قابل دید رسالہ جو ہر انگریزی مہینے میں علیگڈھ سے شایع ہوتا ہے۔ کاغذ ولایتی حجم ۵۲ صفحے۔ تقطیع ۲۲×۲۶/۸ لکھائی چھپائی بغایت پسندیدہ۔ جسکے ساتھ ہر سال اساتذہ قدیم کے غیر مطبوعہ دواوین میں سے تین دیوان معہ دیباچہ و شرح مختصر مفت ہدیۂ ناظرین ہوتے ہیں۔ قیمت رسالہ معہ دواوین للعہ سالانہ معہ محصول۔

درخواست خریداری بنام سید فضل الحسن حسرت موہانی بی اے ایڈیٹر اردوئے معلی علیگڈھ

سنہ چھپّن سالہ دیوان جعفر علی حسرت استاد جرأت دیوان جرأت معہ دیوان تنہا شایع ہونگے۔

رنپت انٹی پلیگ میڈیسن

کا استعمال بیماران طاعون کیواسطے بمنزلۂ آبحیات ہے

گذشتہ ایام میں پنجاب کے طاعون زدہ مقامات امیں جادو اثر دوائی نے جادو اثر نتیجے دکھلائے جس سے رائے زادہ برکت رام صاحب وید کی خدمات کا ثبوت ملتا ہے۔

رنپت انٹی پلیگ میڈیسن بکس نمبر ۱۔ ایک مریض کیلئے عہ
رنپت انٹی پلیگ میڈیسن بکس نمبر ۲۔ حفظ ماتقدم۔ عہ

ان ادویات سے ہزارہا مریضوں نے فائدہ اٹھایا ہے۔ طاعون آلودہ مقامات میں کارآمد ہے

المشتہر مینیجر پلیگ اوشدھالیہ (بیٹھک بردوکان پنڈت تلسی رام بالمکند) کٹرہ جمیل سنگھ امرتسر

عصرِ جدید

یہ رسالہ تین جزو پر مسلمانوں کی پولیٹیکل تمدنی اور قومی ترقی میں مدد دینے کی غرض سے اور مسلمانوں کو ایک عملی اور سنجیدہ قوم بنانے کے واسطے بایڈیٹری خواجہ غلام الثقلین نکلتا ہے۔ ملک کے اکثر اخبارات نے اسکی تعریف کی ہے اور اس رسالہ نے اصلاح کا چرچا پھیلایا ہے۔ ایڈیٹر خواجہ غلام الثقلین سکرٹری صیغۂ اصلاح تمدن ایجوکیشنل کانفرنس۔

قیمت پرچہ نمونہ ۲ر۔ قیمت سالانہ معہ محصول سے ر۔

درخواستیں مینیجر عصر جدید میرٹھ کے نام آنی چاہئیں۔

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں



ہمنے اپنے ملکی بھائیوں کے فائدہ کی غرض سے عرصہ سے کارخانہ جاری کیا ہوا ہے اور خاص طور پر ولایت سے بڑے بڑے مشہور و معروف کارخانہ جات سے کلاک۔ گھڑیاں اور ٹایم پیس وغیرہ بنواتے ہیں جنکی بابت آجتک ہمارے خریداروں میں سے کسی صاحب کی بھی شکایت نہیں آئی۔ بلکہ عمدگی مال کے سینکڑوں سرٹیفکٹ موجود ہیں۔ ضرور تجربہ کیجئے۔ ہر قسم کا مال بذریعہ وی پی یا نقد قیمت پر ارسال ہوتا ہے۔

راسکوپ سٹیم چارج۔ درجہ اوّل گرانٹی ۱۰ سال قیمت ۱۲

″	دوم	″ ۸	″ - ″	سے
″	سوم	″ ۶	″ - ″	صہ
″	چہارم	″ ۵	″ - ″	للعہ
ریلوے ریگولیٹر گھڑیاں ″	اوّل	″ ۱۰	″ - ″	عـہ
″	دوم	″ ۸	″ - ″	سہ
″	سوم	″ ۵	″ - ″	صہ
″	چہارم	″ ۴	″ - ″	للعہ
″	پنجم	″ ۳	″ - ″	سے

مفصل فہرست کارخانہ ہذا درخواست کرنے پر مفت ارسال ہوگی۔ درخواستیں پتہ ذیل پر ہوں

المشتہر منیجر کارخانہ گھڑیاں باغ بلوری والی بیداں
امرتسر (پنجاب)

معاونین ٹمپرنس گائیڈ!

آپکو بخوبی معلوم ہے کہ ایک اخبار یا رسالہ کو مکمل ہو کر اپنے معاونین کے ہاتھوں میں پہنچنے تک کس قدر اخراجات کی ضرورت ہے۔ ٹمپرنس گائیڈ کی بہبودی اور بہتری صرف آپ کی حوصلہ افزائی پر موقوف ہے۔ امید ہے کہ آپ از راہ عنایت اپنا چندہ بھیجکر مشکور فرمائینگے تاکہ یاد دہانی کے خطوط اور وی پی کے مزید اخراجات کا متحمل نہ ہونا پڑے اسی عرضداشت کو فخر قبولیت عطا کر کے رسالہ ٹمپرنس گائیڈ کے ساتھ عملی ہمدردی کا ثبوت دیں

نیازمند منیجر ٹمپرنس گائیڈ امرتسر

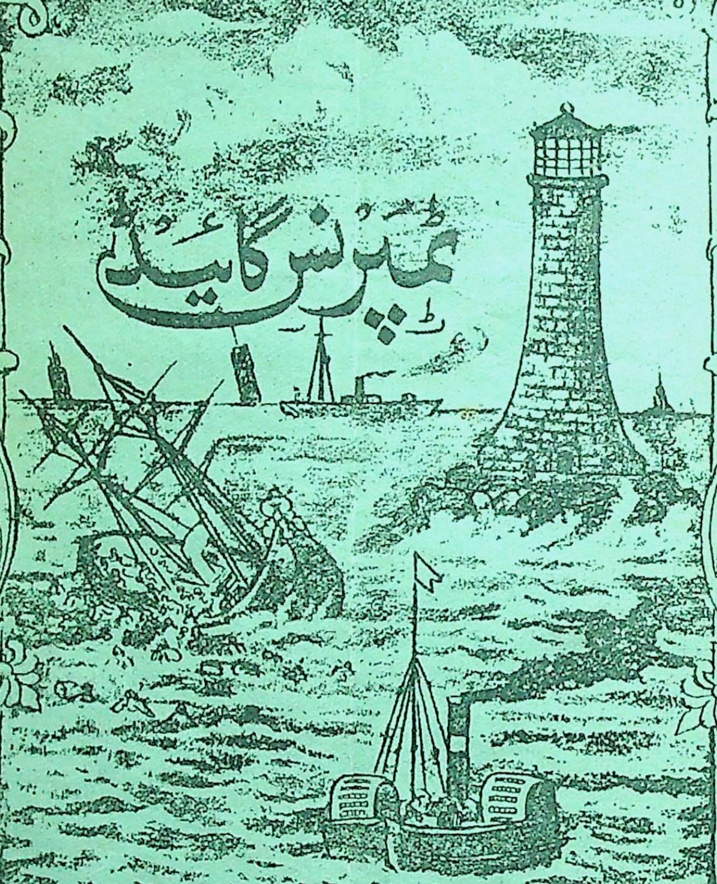
گمنام وہ بشر ہے کہ جسکا پسر نہیں

ہمارے شفاخانہ میں ہر ایک مرض کا شرطیہ علاج کیا جاتا ہے اور سب سے بڑھکر خوشخبری یہ ہے کہ جسکے اولاد نہ ہوتی ہو۔ یا اولاد چھوٹی عمر میں ہی مرجاتے۔ یا لڑکیاں ہوں لڑکا نہ ہوتا ہو ہمارے علاج سے صحت یاب ہو کر خاطر خواہ مراد حاصل کرتا ہے۔ تجربہ شرط ہے۔ مفصل حالات مندرجہ ذیل پتہ سے دریافت کریں۔

شیخ نظام الدین حکیم یونانی امرتسر
چوک ڈیوڑھی کرموں۔

جلد (۱) نمبر ۹

THE TEMPERANCE GUIDE.



باہتمام نند لعل ہندو میڈیکل ہال امرتسر سے شایع ہوا

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام نند لعل مالک ہندو میڈیکل ہال امرتسر ہونی چاہیے

ٹمپرنس گائیڈ امرتسر

ایک کثیر التعداد خطوط کے علاوہ آئے دن کی بھاری ضروریات محسوس کر لینے کے بعد آخر ثابت ہو گیا۔ کہ ٹمپرنس سوسائیٹیوں کے مقاصد کی اشاعت کیواسطے ایک ایسا ماہواری رسالہ ضرور شایع ہونا چاہئے جس سے نہ صرف دُور و نزدیک کے ٹمپرنس لٹریچر کی اشاعت ہو بلکہ سوسائٹیوں کے مختلف ممبروں کو تبادلۂ خیالات کا موقعہ مل سکے۔ عوام الناس کی پوری دلچسپی کا سامان ہو اور ٹمپرنس ریڈنگ میٹر کا ایک خاص گنجینہ۔

بڑی خوشی کی بات ہے کہ حامیان و معاونان ٹمپرنس کے علاوہ خاص اُن اہل قلم کے بھروسے پر جن کے پاکیزہ خیالات ٹمپرنسی مضامین کیواسطے سند ہو رہے ہیں نیاز مندنے ٹمپرنس گائیڈ کے نام سے ایک ماہواری رسالہ جاری کیا ہے۔ اور اس میں علاوہ لحاظ زبان کے بالعموم مندرجہ ذیل اقسام کے مضامین درج ہوتے ہیں جو نہ صرف ناظرین ہی کو مفید ہیں بلکہ ٹمپرنسی لکچراروں کیلئے ایک سچے گائیڈ اور معاون!

۱۔ اخلاقی۔ علمی۔ تجارتی۔ جسمانی۔ مذہبی اور قومی اصول کے مطابق مسکرات کے مفید اور غیر مفید ہونے پر بحث

۲۔ علماء و فضلاء۔ بزرگان دین۔ مہاتما پرش۔ دھرم مورت حضرات کے خیال و اقوال۔

۳۔ نظمیں۔ بھجن۔ گیت۔ ترجمے۔ خلاصہ لکچر۔ پاکیزہ مذاق۔ انگریزی رسالوں کا انتخاب۔

۴۔ ہر ایک قسم کی طبابت کے مطابق (جس میں ڈاکٹری۔ ویدک۔ یونانی۔ ہومیوپیتھک وغیرہ شامل ہیں) مسکرات کے نقصانات کا اظہار۔

۵۔ ٹمپرنس سوسائیٹیوں کی رپورٹیں۔ اور اُن کی آیندہ ترقی و اشاعت مقاصد کے متعلق تجاویز۔

۶۔ انوکھی طرز کی دلچسپی اور دلبستگی پیدا کرنے والی باتیں۔

۷۔ دیسی صیغہ آبکاری کے متعلق خاص ریمارک۔

۸۔ ہر انگریزی مہینے کے دُوسرے ہفتہ میں شایع ہُوا کرے گا۔

۹۔ قیمت سالانہ عہ معہ محصول ڈاک۔

پہلا پرچہ مارچ سنہ رواں سے شروع ہوتا ہے۔
جملہ درخواستیں اس پتہ پر آنی چاہئیں۔

نند لعل ہندو میڈیکل ہال امرتسر

ٹمپرنس گائیڈ
جلد (۱) نمبر (۹) امرتسر بابت ماہ نومبر ۱۹۰۴ء

رپورٹ آبکاری پنجاب ۰۴-۱۹۰۳ء کی نسبت اپنے مطلب کے

چند نوٹ

کسی ملک کی خلاکت یا فلاحت ۔ثروت یا افلاس بالعموم اُس رپورٹ سے دیکھنے میں آتا ہے جو وہاں کے مقامی حکّام نے اخلاقی اور مالی حالت کا موازنہ کرکے تیّار کی ہو ۔اِس اصول پر جب ہم اپنے صوبہ کی رپورٹ سالگذشتہ آبکاری کے ساتھ ان خاص ریمارکوں کو دیکھتے ہیں جو ہمارے صوبہ کے سب سے اعلیٰ حاکم نواب لفٹنٹ گورنر کے قلم سے افسوس بھرے نکل چکے ہیں تو بے اختیار ایک چوٹ کھائے ہوئے حسرت نصیب کی طرح دل پکڑ کے رہ جاتے ہیں ۔کیا یہ خوشخبری ہے یا کانوں پر گھسیٹنے کا کا پیغام کہ سال زیر رپورٹ میں سوائے افیون کے مسکرات کی باقی مدّوں میں بیشی ہی بیشی ہے اور یہ بیشی سب سے زیادہ جن ضلعوں میں تھی ان میں سے ۲۷ فیصدی ضلع سیالکوٹ میں اور سب سے کم یعنی ۹ فی صدی اضلاع امرتسر ۔لدھیانہ ۔اور جالندھر میں ہے ۔کاش! اِس بیشی کی جگہ ہماری آنکھیں تّرقی معکوس

ضمیمہ

ممبر پارلیمنٹ و پریذیڈنٹ اینگلو انڈین ٹمپرنس ایسوسی ایشن [illegible]
[illegible] آحدی کا شدہ راحت افزا اکتوبر ۱۹۰۴ء کے سالانہ آبکاری [illegible] اس ایسوسی ایشن [illegible]
[illegible] اسلئے جملہ ٹمپرنس سوسائٹیوں کو جنکا تعلق اس ایسوسی ایشن سے ہے [illegible]
[illegible] لکھتے ہیں کہ آپکے استقبال کے واسطے مستعد ہونا چاہیے [illegible]
[illegible] ہندوستان میں قیام کرینگے [illegible] اجلاس [illegible]
[illegible] ہندوستان کے [illegible] اور خاص خاص ٹمپرنس سوسائٹی [illegible]
[illegible] امرتسر [illegible]

میں بیشی دیکھتیں اور ہمیں اتنا کہنے کا موقعہ ملتا کہ ٹمپرنس سوسائیٹیوں نے کچھہ نہ کچھہ تو کر کے دکھلایا۔ بعض تو اپنا سارا علم منطق اسی میں خرچ کرینگے۔ کہ یہ بیشی اس مُلک کی مرفع الحالی اور بہبودی کا ثبوت ہے۔ حالانکہ یہ بیشی یہاں کی اخلاقی ترقی کو کاغذ کے ناؤ کی طرح پھونک رہی ہے۔ ہم تو پے در پے یہی رونا رو رہے ہیں کہ نشے خواہ کوئی کیوں نہ ہوں کبھی فرحت بخش نہیں ہو سکتے۔ اور جب رپورٹ میں صاحب ڈپٹی کمشنر جالندھر کے یہ ریمارک دیکھتے ہیں کہ وہاں کے زمیندار شراب کو مایۂ عیش سمجھ کر زیادہ تر شادیوں اور دعوتوں میں استعمال کرتے ہیں تو سینے دھک سے رہ جاتے ہیں۔ کیونکہ وہ چیز جسے وہ عزّت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں حقیقت میں "میٹھا زہر" اور قہر الٰہی ہے جس سے ان کی فوری تباہی میں کوئی شبہ نہیں۔ ہم اپنی جالندھر کی ٹمپرنس سوسائٹی والوں کی توجہ بالخصوص ان الفاظ کی طرف دلاتے ہیں اور منّت کہتے ہیں کہ کمرِ ہمّت باندھکر مستعدی اور استقلال کو کام میں لائیں۔ اور اپنے ہاں کے دیہاتیوں اور زمینداروں کو سپید و سیاہ کا فرق بتلائیں۔ کیونکہ حق الجار کا انہیں خود خیال ہونا چاہیے۔ یہ تو رہی اجڈ۔ نا تعلیم یافتوں کی بات۔ مگر اس سے بڑھ کر دل ہلا دینے والے وہ کلمے ہیں جو ہوشیارپور کے صاحب ضلع (مسٹر نے گون) نے اپنے ہاں کے تعلیم یافتوں کے بارہ میں رقم فرمائے ہیں۔ اور جن کے دیکھتے ہی زار و قطار رونا آتا ہے۔ کیا یہ فقرہ کچھہ کم ہے کہ "ضلع ہوشیارپور میں دن بدن تعلیم یافتوں میں شراب کی ترقی ہے"۔ آہ! اب کریں اور زمانہ میں بھروسہ کس پر۔ یہ تعلیم یافتہ وہ مٹھی بھر چند اشخاص ہیں جو ہوشیارپور کے مایۂ ناز تھے جب انکا یہ حال ہے تو باقیوں کا خدا حافظ! افسوس! ان پر لالہ ٹھاکرداس وکیل جیسے جوانمردوں کی ہیرزہ بیز تحریر و تقریر کا کچھہ اثر نہ ہوا۔ خدا کرے یہ اپنا مآل سوچیں۔ معاد و معاش پر غور کریں۔ حق اللہ و حق الناس کو سمجھیں۔ اور اپنے نام سے اِس بھاری دھبے کو دُور کر کے اپنے ضلع کے حاکم اعلیٰ کی اس رائے کو اس طرح بدل کے دکھلائیں جس طرح کمشنر اور ڈویژنل جج اُن کے جوڈیشل اور مال کے فیصلے۔

رپورٹ میں شراب اور چرس کی بیشی کی وجہ فقرہ ۹ و ۹۴ میں (مسٹر انڈرسن ڈپٹی کمشنر لودھیانہ کی رپورٹ سالانہ ضلع کی بنا پر) یہ درج ہے کہ اکثر یہ پلیگ میں مفید ثابت ہوئی ہیں۔ شراب کے پلیگ میں مفید یا غیر مفید ہونے میں ہم بہت دفعہ گلا پھاڑ پھاڑ کر کہہ چکے ہیں مگر چرس کے متعلّق (چونکہ ابھی تک رسالہ میں کوئی مضمون شایع نہیں ہوا اس لئے) اتنا کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اسکا استعمال کسی صورت میں فائدہ مند نہیں چاہے یہ تھوڑی سی ہی کیوں نہ ہو۔ آنکھوں کی روشنی کھوتی ہے۔ اعضاء کی اصلی قوّت کا ستیاناس کرتی ہے اور آخر میں دماغ کا صفایا بول دیتی ہے۔ پھر بھی لوگ چلم پر چلم اڑاتے ہیں۔ یوں نکالتے ہیں۔ "بم بم مہادیو" کے مقدّس الفاظ اُسی ناپاک زبان سے نکالتے ہیں جس کی چرس کے دھوئیں نے مٹّی پلید

کی ہوتی ہے۔ چرس کا رونا اب قیامت کا رونا ہے۔ اسکا استعمال اب کمال شوق کے ساتھ گورو صاحب کے وہ سکھ کرتے ہیں جو حقہ اور چلم کو ہاتھ لگانا اپنے مذہب کے مطابق ایسا گناہ سمجھتے ہیں جس کی کبھی تلافی نہ ہوگی۔ فیروزپور کے ضلع میں چرس کے دھڑا دھڑ دھوئیں اُڑا رہے ہیں۔ کیا یہ ڈوب مرنے کا مقام نہیں؟ اگرچہ سرکار نے ۸ر سیر سے دو روپیہ اور پھر دو سے چھ فی سیر بھی کردیا ہے۔ مگر پھر بھی فیروزپور کی ٹیپرنس سوسائٹی والوں کو چاہیئے کہ ان مواضعات کی فہرست حاصل کریں جہاں یہ نئی بدعت شروع ہوئی ہے اور جس طرح ہو وہاں جاکے اپنے مقاصد کی تشہیر کریں یہ گویا ان کے لئے خود سرکاری عنایت سے ایک ایسا میدان کھل گیا ہے جس میں انہیں اپنے بھٹکے ہوئے سکھ بھائیوں کو اسی ہمدردی اور دلسوزی سے بچانا ہے جس طرح آج اُن کے مشرقی بھائی جاپان کے اُس حریف کے دانت کھٹے کرنے میں دکھلا رہے ہیں جس کے ایشیائی سلطنتوں پر دندانِ آز دراز ہو رہے ہیں۔ بھائی رام سنگھ جی اور دیگر صاحبان کو ہم اسکے متعلق کچھ اور کہنا نہیں چاہتے۔ اشارہ ہی کافی ہے۔

اس رپورٹ میں صاحب کمشنر لاہور کے ریمارک ہیں۔ "چونکہ ہوٹل۔ ریفرشمنٹ روم۔ اور ڈاک بنگلوں کی لائسنس فیس* بہت کم شرح سے ہوتی ہے اس لئے انکی بکری زیادہ ہوتی ہے"۔ ٹریبیون اس پر یہ حاشیہ چڑھاتا ہے کہ آپ نے اسکے ساتھ اتنا اور نہ بڑھادیا۔ کہ پینے والے ہندوستانی ہیں یا یوروپین۔ کیونکہ شک پڑتا ہے کہ ہو نہو وہ لوگ جنہوں نے باوجود ہندوستانی ہونے کے (تبت کے لاما گورو کی طرح) انگریزیت کا چولا پہن رکھا ہے ضرور ایسی جگہوں میں جاکے اپنے مطلب کی چیز لاتے ہونگے۔ اس لئے ٹیپرنسیوں کو انکا پیچھا

* ہوٹل۔ ریفرشمنٹ روم وغیرہ کی جو سالانہ شرح لائسنس فیس ہے نسبتاً دوسری انگریزی دوکانوں کے بہت کم ہے اسکی تفصیل نقشہ ذیل سے بخوبی واضح ہوتی ہے:-

قسم فارم	نام لائسنس	سالانہ	سہ ماہی	کیفیت
فارم نمبر ۴	ہوٹل	سو سے سو تک	۲۵ سے سو تک	کلکٹر صاحب کو بیشی و کمی کا اختیار ہے
"	ڈاک بنگلہ	۱ سے ۲۵ تک	ایک سے ۸ روپیہ تک	
"	سٹوارنٹ	.	.	غیر معین
فارم نمبر ۵	ریلوے ریفرشمنٹ	سو سے ہزار تک	۲۵ سے ۲۵۰ تک	
فارم نمبر ۶	کلب وغیرہ	ایک سے ۳ سو تک	۲۵ سے سو تک	
فارم نمبر ۳	کمیٹیاں	ایک سے ۳ سو تک		

کر کے سرکاری محصول کا خیال کرنا چاہئے۔ (تاکہ وہ سستا مال لیکے مُفت میں گلچھرّے نہ اڑائیں)

ناجایز یا خفیہ کشید شراب کا ذکر کرتے وقت کمشنر آبکاری لکھتے ہیں کہ "ناجایز کشید کاری کے سامان شہر کے مکانات کی چھتوں میں۔ احاطہ دہلی۔ راوی کے کنارے ہُو کے مقام میں۔ دامن کوہ شوالک میں۔ ایسے طاعون زدہ مقامات میں جہاں افسر برابر آتے جاتے ہیں۔ بیلوں کے چکر لگانے والی جگہ کے نیچے چاہات کے قریب۔ معزز یوروپین کے بنگلوں کے احاطہ میں۔ شراب سے نفرت کرنے والے پادریوں کی ناک کی سیدھ میں۔ اور ایسے دلدلی جزیروں میں جو پانی کی تیز دھاری سے جُدا کئے جاتے ہیں۔ اور الغرض ایسے ایسے مقامات میں جہاں حکام کی آنکھوں سے اوجھل اُلّو سیدھا کیا جا سکتا ہے برابر پائے گئے۔ افسوس دہلی کے بنئے اور کایستھ۔ چھاونی دھرم سال کے گورکھا سپاہی۔ ملتان کے بارھویں نمبر کے سواروں کا بگل بجانیوالا۔ ہوشیار پور کا ایک فقیر۔ راولپنڈی کے ایک سرکاری مدرسے کا اُستاد۔ مشن کے نوکروں کا ایک کنبہ۔ مسلمان (جنکے ہاں شراب مذہباً منع ہے) اُن لوگوں میں تھے جو ناجایز کشید کاری میں گرفتار ہوئے"۔

افسوس اِن بدنام کنندہ نکونامے چند نے ایک دفعہ پھر سعدی کے اس شعر کا ثبوت دیا ہے۔ ؎

چو از قومے یکے بے دانشی کرد ۔ نہ کہ را منزلت ماند نہ مہ را۔

مسلمان تو مسلمان اُنہیں تو ہم یہی کہیں گے۔ کہ بھئی اتم سے تمہارا خدا سمجھے۔ ہندوؤں اور بنیوں کا ذکر چھوڑ کے ہمیں زیادہ تر تو اُس سرکاری مدرسہ کے معلم پر افسوس آتا ہے جو خود ایک گونہ اخلاقی تعلیم کے ذمہ وار تھے اس بلائے مبرم میں دھرے گئے۔ اور از سرِ نو اُس قسم کی ایک اور نظیر قایم کرنے کا باعث ہوئے۔ جو ابتدائے آفرینش میں اُس شخص نے کی جو کسی زمانہ میں فرشتوں کا اُستاد کہلاتا تھا اور بعد میں اُسے خدا کی خاص یونیورسٹی سے ایک ایسا ڈپلوما عطا ہوا جسے "طوق لعنت" کے نام سے مشہور کرتے ہیں

اسی قسم کا ایک اور سانحہ جانگزا ہے جس کی طرف صاحب بہادر کمشنر آبکاری نے خصوصیت کے ساتھ اشارہ کیا ہے "جس قدر سکھوں کی حالت خراب ہے کسی اور مذہب کے پیرو کی نہیں۔ ان کی بیویاں ناجایز کشید بھی کرتی ہیں اور چڑھاتی بھی ہیں"۔ ہوشیار پور کے ضلع میں جب وہ آدمی جنہوں نے اپنے گھر میں ناجایز کشید کا تانتا جما رکھا تھا گرفتار ہوئے تو اُن میں کی ایک حسرت نصیب دُکھیا بولی۔ "انہیں کیوں پکڑتے ہو انکے سہرے بسا ہنوں کو کیوں نہیں پکڑتے جنکے واسطے یہ سب کھیل رچائے ہیں"۔ ہائے اس بھارت ورش کی ملکوتی صفات حوروں کی نسبت اِس قسم کی باتیں سننے میں آئیں! ایسا خدشہ ہو رہا ہے کہ یہ آگ گھروں کے اندر لگنی شروع ہوئی ہے اور ممکن ہے کہ تھوڑے دنوں میں ایسی بھڑک اٹھے گی جیسے ایک دیا سلائی سے مٹی کے تیل کا کنستر۔ اور رفتہ رفتہ یہ حالت ہو جائیگی جو یوروپ کے شرابخور گھرانوں کی ہے۔

وہ تو سنبھل بھی جائیں گے اور اِس مُلک میں جہاں پہلے ہی کوڑیوں کا سکہ چلتا ہے اس کی کثرت ہزار تباہی کا باعث ہوگی۔ اور اگر پس از خرابی بصرہ کچھ خیال ہُوا تو کیا ہُوا۔ اِس لئے۔

سرِ چشمہ باید گرفتن بہ میل۔ چو پُر شد نہ شاید گذشتن بہ پیل۔

ہم نہایت ہی افسوس سے لکھتے ہیں کہ سیالکوٹ جیسے ضلع میں ۲۷ فیصدی ترقّی ہے۔ سیالکوٹ والوں کو اس طرف خود خیال کرنا چاہئے۔ ورنہ کُلّ یوم بتر۔

اس قدر رپورٹ کے تاریک پہلو پر غور کرنیکے بعد ہم اپنی ٹمپرنسی دُنیا میں کمال خوشی کے ساتھ وہ مژدۂ فرحت افزا پھیلانا چاہتے ہیں جو ہمارے ہموطن اخبارات کی بدولت ہمارے کانوں تک پہنچا ہے۔ پنجابی مفید و سایل سے لکھتا ہے کہ پنجاب گورنمنٹ اب اِس امر پر غور کر رہی ہے کہ اگر ممکن ہو تو اپنے ہاں کے قواعدِ آبکاری کی ترمیم کی جائے۔ اگرچہ رپورٹ سے صاف واضح ہوتا ہے کہ ہماری لوکل گورنمنٹ بنگال گورنمنٹ کی اس بات سے متفق نہیں کہ میلوں کے موقعہ پر جو عارضی لائسنس دیئے جاتے ہیں جاری نہ رکھے جائیں۔ بہرحال یہ وقت غنیمت ہے سب کی سب ٹمپرنس سوسائٹیوں کو چاہئے کہ کمرِ ہمت باندھیں۔ تاکہ جب وقت لوکل گورنمنٹ آبکاری کے مختلف پہلوؤں پر غور کرنے لگے تو ان کی استدعاؤں پر بھی خیال کرے بھی رائے پنڈت جیالعل صاحب بی اے سکرٹری ٹمپرنس سوسائٹی کشمیر وکیل سرکاری قلمروِ جموں و کشمیر کی ہے چنانچہ آپ لکھتے ہیں۔

"مئی کے مہینہ میں جو گائیڈ کے ایک مضمون کا عنوان تھا "آخر ہماری آہ نے کچھ تو اثر کیا" میں تمہیں مُبارکباد دیتا ہوں کہ رپورٹ آبکاری ۱۹۰۳-۰۴ء سے واضح ہوتا ہے کہ "کچھ تو نہیں بلکہ "خاطرخواہ" اثر کیا سرکار کی بھی ادھر توجہ ہے۔ اب مناسب ہے کہ جس میموریل کا اسوقت اشارہ کیا گیا ہے فوراً تیار ہو۔ کشمیر کی سوسائٹی آپکے ساتھ ہے۔ اوّل تو سب یکجا۔ نہیں تو جہلم۔ جالندھر۔ فیروزپور۔ لاہور وغیرہ سے جُدا جُدا میموریل ہوں۔ اور اُن جملہ باتوں کا اعادہ کر کے سرکار سے مدد مانگی جائے۔"

ہم اُمید کرتے ہیں کہ ہمارے ٹمپرنسی بھائی ایکدفعہ پھر مئی کے مضمون کو پڑھکر میموریل کی تکمیل پر کمر بستہ ہوں اور وقت کو ہاتھ سے نہ دیں ؎

وقت پر ہوتی ہے اچھی بھیرویں ہو یا ملار۔ وقت پر چھتے ہیں جملہ کام بے سود و زیاں۔
گرم ہے جب تک توا کر میرا جو کرنا ہے کام ٹھنڈے چولہے پر کسے دیکھا پکاتے روٹیاں

سرحدی صوبہ کے انتظام آبکاری کی رپورٹ جو حال میں شایع ہُوئی ہے اس سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ دو کانوں کی کمی بہت فائدہ پہنچا رہی ہے۔ اگر پنجاب میں بھی یہ بات جاری ہوگئی۔ تو بہت مفید ثابت ہوگی۔

مشاہیر ٹمپرنس

سر بنجمن وارڈ رچرڈسن

جس ملک کی عنان حکومت شراب کی ہاتھ ہو۔ وہاں مذہب۔ دولت۔ ثروت۔ صحت عام۔ امن اور خوشی کا نام مفقود ہے اور وہاں کی رعایا ہمیشہ غلاموں کی سی زندگی بسر کرتی ہے۔

یہ الفاظ نومبر ۱۸۷۴ء میں (انگلستان سے) اُس شخص کی زبان سے نکلکر چاردانگ عالم میں گونج رہے تھے جس کی پیدایش ۱۸۲۸ء کے اُس دن ہوئی تھی جبکہ آدھی دُنیا والے تو اکتوبر کی ۳۱ شمار کر رہے تھے اور آدھی والے نومبر کی پہلی گنتے تھے۔ اور چونکہ ٹمپرنس گائیڈ کا حسابی مہینہ بھی آدھا اکتوبر اور آدھا نومبر ہے۔ اس لئے سر بنجمن وارڈ رچرڈسن کی مختصر سوانح عمری اس مہینہ میں نہایت موزون ہے۔

آپ کی پیدایش لیسٹرشایر کے مشہور "سومرلی" میں ہوئی تھی۔ جہاں ابتدائی تعلیم کے بعد عام تعلیم اور کلاسیکل زبانوں میں کامل مہارت پیدا کرکے اپنی زندگی کے معاش کے لئے ڈاکٹری سیکھنی شروع کی۔ گلاسگو یونیورسٹی کے انڈرسن کالج میں داخل ہوئے۔ اور سفرون والڈن اور نار بورو کے ہسپتالوں میں یکے بعد دیگرے اسسٹنٹ ڈاکٹر رہے۔ اور ۱۸۵۴ء میں سنٹ انڈریو کی یونیورسٹی کی طرف سے ایم اے اور ایل ایل ڈی کی اعزازی ڈگریاں ایک ساتھ حاصل کیں۔ اور اس سے اگلے سال ایک رسالہ "پبلک ہیلتھ" کے نام سے نکالا۔ بعد ازاں لنڈن میں رہایش اختیار کرنیکے بعد میڈیکل گزٹ میں لکھنا شروع کیا۔ اور ایک مضمون پر جسکا عنوان "امراض کا نسل پر اثر" تھا۔ آپکو دوسو گنی انعام ہوا۔ اور انجماد خون پر فوتھر گلی ان کا سنہری تمغہ اور ایسٹلی کوپر کا تین سو گنی کا انعام حاصل کیا۔ پھر ذاتی قابلیت اور علمی جوہر نے "شاہی کالج" کا پہلے ممبر اور بعد ازاں فیلو بنایا۔ اور کچھ جدید تجربے اور نئی نئی باتیں دریافت کرنے پر ۱۸۶۷ء میں رایل سوسائٹی کے فیلو کا عہدہ ملا۔ جبکے دوسرے ہی سال ہموطن چھ سو ڈاکٹری پیشہ نے آپ کی خدمت کا اعتراف کرنیکے بعد ایک خوردبین اور تین ہزار گنی کی ایک تھیلی ہدیۃً پیش کی۔ آپکے علمی مضامین پبلک ہیلتھ میگزین کے علاوہ "سوشیل سائنس ریویو" میں لگاتار نکلتے رہے ہیں۔ چنانچہ مضامین حفظان صحت میں خاص انٹرسٹ لینے کے واسطے لنڈن میڈیکل سوسائٹی نے آپکو اپنا پریذیڈنٹ علی التواتر انتخاب کیا اور

سرکار نے سنہ ۱۹۰۳ء میں نائٹ کا معزز عہدہ عطا کیا۔

سر ہنجمن شروع میں خوب پیا کرتے تھے۔ مگر بعد میں ایسی چھوڑی کہ عمر بھر نام نہ لیا۔ چنانچہ اسکی تفصیل اس جوانمرد نے حسب ذیل لکھی ہے:-

"پہلے پہل میرا بھی وُہی حال تھا جو عام شرابیوں کا ہوتا ہے۔ دعاوت شرابی ہونے کے باعث اسقدر بھاری اخراجات ہوتے تھے کہ نام کو بھی بچت نہ ہوتی تھی۔ سنہ ۶۱-۱۸۶۰ء میں جب مجھے علم تشریح الاجسام والابدان کا شوق دامنگیر ہُوا۔ تو دوران مطالعہ میں مجھے وہ بحث بھی دیکھنی پڑی جو اعضائے رئیسہ اور الکحل کے اثر کے متعلق تھی۔ انہیں دنوں مجھے مسٹر ہگسن بانم (ساکن نوٹنگم)، پروفیسر ملر۔ ڈاکٹر چین (ساکن ڈبلن) اور ڈاکٹر ڈبلیو بی کارپنٹر وغیرہ کی وہ تصانیف دیکھنے میں آئیں جن میں اس مضمون پر خاصی بحث کی گئی تھی۔ اگرچہ یہ رسالے عوام الناس کے لئے نہایت ہی مفید تھے۔ مگر ان کے دلایل کچھ اتنے مضبوط نہ تھے جن سے میرے جیسے آدمی کی تسلی ہو سکتی۔ اِسکے تھوڑی دیر بعد ایک اَور مضمون میری نظر سے گذرا۔ جس میں راقم مضمون نے کچھ اس طرح زور قلم دکھلایا جس سے مجھ پر اتنا اثر ہُوا کہ میں بھی شراب کو کسی قدر بُرا سمجھنے لگا۔ سنہ ۱۸۶۹ء میں جب مجھے کسی خاص وجہ سے بالکل ہی شراب چھوڑنی پڑی تو مجھے اسکا اَور بھی فائدہ ہُوا۔ کسی قدر خاص طور پر بچت ہونے لگی۔ اس دن سے مَیں نے یہ کر لی کہ دایم الخمری کو تو چھوڑو۔ اور جو کبھی اپنے یا غیر کے ہاں کھانے میں یا کسی سوسائٹی میں پینے پر مجبور کیا جائے تو خیر! بعد ازاں اِدھر سے بھی کلّی اجتناب کرنے کے واسطے مجھے ایک اتکالِ گیا۔ جو کسی موقعہ پر سر والٹر ریلے نے کہا تھا۔ یعنی "اگلے زمانہ میں شراب تازہ دم ہونیکے لئے پیا کرتے تھے۔ اور اب بھی اسی لئے ہونی چاہئیے"۔ چندے ضیافتوں میں تھوڑی روا رکھی۔ مگر کیا کہوں جو یہ تھوڑی بھی پی جاتی تو بعد میں ایسی تکلیف ہوتی کہ کچھ نہ پوچھئے۔ آخر مَیں نے اپنا یہ اصول کر لیا۔ چاہے کیسی ہی کوئی دعوت کیوں نہ ہو۔ اِسے منہ نہ لگاؤں گا۔ خدا کی عنایت سے خاصہ پرہیزگار بنگیا"۔

یہی نہیں بلکہ شراب کے برخلاف عام طور پر لکچر دینے شروع کئے۔ اور سنہ ۱۸۷۴ء کے نومبر سے لے کر فروری سنہ ۱۸۷۵ء تک جو لکچر دئیے تھے اُنکا ایک نہایت ہی مفید مجموعہ "ٹمپرنس لیسن" کے نام سے کئی دفعہ شایع ہُوا۔ اور ولایت کے مدرسوں کا تعلیمی کورس قرار پایا۔ اِسکے بعد سنہ ۱۸۸۸ء میں "بریف نوٹس۔ فار۔ دی ٹمپرنس ٹیچرس"۔ (ٹمپرنس کے مضامین سکھلانے اور منادی کرنے والوں کے لئے مختصر اشارات) لکھے۔

پھر ایک اور پانچ لکچروں کا مجموعہ۔ چند ڈایالاگ۔ ایک لیسن بک۔ آپ کی تصانیف سے شایع ہوئے۔ آپ کی خدمات ۱۸۹۲ء میں لنڈن کے ٹمپرنس ہسپتال کے ساتھ مبذول کی گئیں۔ جو ہسپتال ۱۸۷۳ء سے جاری ہے اور جہاں جملہ امراض کا علاج بغیر سپرٹ یا الکحل کے کیا جاتا ہے۔ پچھلے سال آپ اسی نومبر کے مہینہ میں بیمار ہوئے۔ اور رفتہ رفتہ بیماری نے بہت ہی برا اثر کیا۔ مگر باوجود اسقدر ناطاقتی اور ضعیفی کے آپنے اپنے فرض منصبی سے کبھی آنکھ نہ چرائی۔ چنانچہ ۷ نومبر کو اسی ٹمپرنس ہسپتال کا آخری معاینہ کیا اور اسکے دوسرے دن شہر کے ایک خاص جلسہ میں شریک ہوئے مگر افسوس اُسی دن ایسا سکتہ طاری ہوا جسکا اثر باوجود طرح طرح کے علاج کے دو دن تک رہا۔ اور آخر اسی میں دم برابر ہو گیا۔

علاوہ مقولہ مندرجہ عنوان کے سر رچرڈسن کے مقولے حسب ذیل ہیں۔

(۱) شراب سے نہ صرف جسم ہی کو نقصان پہنچتا ہے بلکہ دماغ کا ستیاناس ہوتا ہے۔

(۲) شراب کسی حالت میں فرحت انگیز نہیں ہو سکتی۔

(۳) شرابی کی نہ بات قابل اعتبار ہے نہ قسم۔

حروفِ تہجّی شراب

گزشتہ اشاعت سے آگے۔ از پنڈت جیالعل ہمدمی بی اے

ڈ۔ ڈاکٹر کے پاس جانے کی صرف اُنہیں ہی ضرورت ہوتی ہے جو شراب کے پاس جاتے ہیں۔ کیونکہ اس کے آنے سے پہلے ہی انہیں عدم کا راستہ دکھاتی ہے۔ (سلمن)

ذ۔ ذلیل کوئی بھی پیدا نہیں کیا گیا۔ مگر وہ جو اپنے آپکو ذلیل بنائے۔ یعنی چور۔ دغا باز۔ پاگل اور شرابی (حدیث)

ر۔ رعشہ۔ اور جوانامرگی چاہو تو بکثرت شراب کا استعمال کرو۔ (چارلس ڈاروِن)

ز۔ زیادہ شراب پینا اور بالکل چھوڑ دینا تو میں جانتا ہوں۔ مگر شراب میں اعتدال چہ معنی دارد؟ (ڈاکٹر جانسٹن)

س۔ سب قسم کے نشے صحت کے دشمن ہیں۔ جو تم نہ سمجھے تو سمجھ لو۔ کہ ایک دن یہ تم سے خوب سمجھیں گے۔ (ڈاکٹر منرو)

ش۔ شراب وہ انڈا ہے جس سے دنیا بھر کی برائیاں پھوٹتی ہیں۔ (آگس ٹائن)

ص۔ صحت کے لیئے الکحل کی کچھ بھی ضرورت نہیں۔ میرا یہ دعویٰ ہے اور میں یہ ثابت بھی کر سکتا ہوں (ٹینڈرسن)

(باقی آئندہ)

امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی کا تیرھواں سالانہ جلسہ

اگرچہ ہمارا ارادہ تھا کہ امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی کے سالانہ جلسہ کی کارروائی مختصر طور پر دی جائے مگر ہمارے ان دوستوں نے جن میں سے کچھ کشمیر میں۔ کچھ پینانگ میں کچھ کوئٹہ میں اور کچھ ہندوستان کے ایسے مقامات میں ہیں۔ جو بعد مسافت کے باعث وقت پر آنہ سکتے تھے برابر خطوں کی ڈاک لگا رکھی ہے اور بار بار یہی تقاضے پر تقاضا ہو رہا ہے کہ اس نمبر کو پورا ایجی ورسری نمبر بنایا جائے۔ اس لئے مجبور معذور کسی قدر اجمال و تفصیل کے ساتھ سارے حالات لکھے جاتے ہیں۔ مگر قبل اسکے کہ سالانہ جلسہ کے متعلق کچھ لکھا جائے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مختصر طور پر ان وسایل کا ذکر کیا جائے جن پر برابر تیرہ سال سے عملدرآمد ہو رہا ہے۔

(۱) بھجن۔ سوسائٹی کے اہل قلم کے بنائے ہوئے اردو اور پنجابی بھجن۔ انکا مجموعہ ایک کتاب "غذائے روح" میں چھپا ہے جو وقتاً فوقتاً ترمیم ہوتی رہتی ہے۔ کئی بار چھپ چکی ہے۔ (پہلی جلد پہلے سال چھپی تھی)

(۲) انمول موتی۔ یعنی مقدس مذہبی کتابوں۔ بزرگوں۔ عالموں۔ ڈاکٹروں۔ فلاسفروں۔ امراؤں۔ شاعروں۔ اخباروں۔ رسالوں کے پاکیزہ اقوال (یہ مجموعہ سوسائٹی کے دوسرے سال سکرٹری نے میر کرامت اللہ صاحب کی مدد سے شایع کیا کئی بار چھپا)

(۳) نظمیں۔ اگرچہ اب ہندوستان کے مختلف شہروں میں ایسے شاعر پیدا ہو گئے ہیں جو ٹمپرنسی نظمیں لکھتے ہیں۔ مگر سب سے پہلے اسکے موجد ہمارے اہل قلم ہیں۔ (یہ نظمیں ہمارے تیسرے سال سے شروع ہوئی ہیں)

(۴) تصاویر۔ نشوں کے نتائج بڑی بڑی قلمی رنگین تصویروں کے ذریعے دکھلائے گئے تھے۔ مثلاً (۱) شرابی کے منہ کو کتے چاٹتا ہے۔ (۲) معراج شراب۔ یہ ایک سات منزل کا مکان ہے جس میں ایک ہی پینے والے کی سات مختلف حالتوں کو دکھلایا گیا ہے۔ اور آخر میں یہ ظاہر کیا ہے کہ اسی نشہ کے باعث وہ کوٹھے سے گر کے مر گیا ہے۔ (۳) ایک شرابی جسکی حالت نہایت ہی خراب و خستہ ہے اور پولیس نے گرفتار کر لیا ہے۔ (۴) ایک پوستی اور افیونی کی ہیئت کذائی۔

(۵) موٹو۔ تصاویر کی طرح مندرجہ ذیل بڑے بڑے موٹے حروف میں لکھائے گئے ہیں۔

(۱) شرابی خدا کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ (انجیل)

(۲) شراب نہ پیو۔ نہ چھوؤ۔ نہ کسی کو دو۔ (مہابھارت)

(۳) یارب نہ ہو کسی کو بھی عادت شراب کی۔ عادت ہو جسکو دے اُسے نفرت شراب کی۔ (امیر)

(۴) مبارک ہیں وہ لوگ جو نشہ نہیں پیتے۔

(موٹو اور تصاویر دوسرے سال بنائے گئے تھے تاکہ لوگ دُور سے ایک نظر میں سوسائٹی کا مطلب سمجھ جائیں۔)

(۶) نگر کیرتن۔ کل ممبر جمع ہو کے باجوں کے ساتھ شہر کے بڑے بڑے بازاروں میں بھجن گاتے گذرتے ہیں اور یہ بھجن وُہی ہیں جو بھجنوں کی کتاب میں ہیں۔ اسوقت موٹو اور تصاویر بھی ساتھ ہوتی ہیں۔ اور ممبر باری باری بازاروں میں مختصر لکچر دیتے ہیں۔ (یہ سوسائٹی کے دوسرے سال سے جاری ہے)

(۷) چارٹر لکچر۔ ولایت سے خاص روغنی نقشے منگوائے گئے ہیں۔ جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ شراب کا دل دماغ گُردہ۔ خون۔ مثانہ۔ اعصاب وغیرہ پر کیا اثر پڑتا ہے۔ رنگین تصاویر کا مفہوم تقریروں سے بیان کیا جاتا ہے۔

(۸) میلوں کے جلسے۔ دیوالی۔ بیساکھی ہولی اور دُسہرہ کے دنوں میں خاص لکچر۔ سپیچیں۔ نظمیں۔ لطیفے بھجن وغیرہ ہوتے ہیں۔ (یہ سوسائٹی کے تیسرے سال سے رائج ہے)

(۹) ڈراما۔ اس خیال سے کہ سٹیج پر کی جیتی جاگتی تصویریں اپنا مقناطیسی اثر دکھا کر بہت جلد عبرت دلاتی ہیں۔ سب سے پہلے (چوتھے سال میں) میر صاحب کا مخمور چند نکلا۔ جو اپنی قسم کے نئے مضمون ہونے کے باعث نہایت ہی مقبول عام ہُوا۔ اور اسکے بعد اور ڈرامے بھی لکھے گئے یعنی جام قضا (مولفہ سکرٹری) تحفہ محسن (دیوان امرناتھ صاحب محسن)، ساغر ہوش۔ دشمن جان۔ انقلاب (پنڈت سروپ نرائن صاحب بی اے ایس)

(۱۰) میجک لنٹرن شو۔ جادو کی لالٹین کے ذریعے شام کے بعد شرابیوں کی حالتیں اور شراب کے اثر کے متعلق تصاویر دکھلائی جاتی ہیں۔

(۱۱) لیف لٹ۔ چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ جنمیں کچھ نظم اور کچھ نثر ہیں۔

(۱۲) خاص لکچر۔ مولوی عبدالقادر صاحب کا لکچر شراب کی عادت پر اور لارڈ کرزن کی شملہ والی سپیچ۔

(۱۳) ناول۔ جن میں شرابی کی اماں۔ شرابی کی بیوی۔ شرابی کا باپ۔ اور شرابی کا یار ہیں۔ (غالباً اِس سال کوئی اور ناول بھی نکلے) یہ ہمارے چھٹے سال کا حصہ ہے۔

(۱۴) کھیلیں۔ کرکٹ۔ ٹینس کے علاوہ کچھ اِن ڈور کھیلیں انگریزی میں ہیں۔ (اُمید ہے سال حال میں کچھ اُردو بھی نکالی جائینگی۔)

(۱۵) سالانہ تحفہ۔ یکم جنوری کو برابر آئندہ سال کی جنتری کے ساتھ کچھ ٹمپرنس موٹو بھی دیے جاتے ہیں۔

پروسیشن

ٹمپرینس سوسائٹی کے تیرھویں سالانہ جلسہ کا پروسیشن ١٥ اکتوبر ١٩٠٤ء کو ۴ بجے شام کے نکلنا تھا۔ مگر بارش اور ابر محیط نے کسی قدر رنگ میں بھنگ ڈالنی تھی۔ کہ ہمارے دُور کے مہمان اور شہر کے ممبر و معاون اور بینڈ آف ہوپ والے آکے جمع ہو گئے اور "توکلت علی اللّٰہ" سب کے سب موٹو اور تصاویر کو ہاتھ میں لے کر "بسم اللّٰہ" کہکر چل نکلے۔ راستہ میں حسب دستور خوب زور شور سے لیکچر۔ بھجن۔ سپیچیں وغیرہ ہوتی رہیں۔ جب دوسرے بڑے بازاروں سے ہو کے کاٹھیوں والے بازار میں پہنچے تو ایک لطیفہ ہُوا۔ لالہ بشیشر داس صاحب (سپرنٹنڈنٹ میونسپل برانچ) نے کہا۔ آج بارش نے کچھ کھٹائی ڈالدی ہے۔ ایک صاحب معاً بول اُٹھے۔ کیا ڈر ہے۔ بارش کو اُلٹیں تو شراب ہوتی ہے۔ اور یہ جتنے ہیں سب شراب کو اُلٹنے والے ہیں۔ ہمکو ایک امر نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ باوجودیکہ لوگوں کو گلا پھاڑ پھاڑ کر باجوں کے ساتھ اور موٹے موٹے حروف میں لکھکر بھی بتلایا جاتا ہے۔ پھر بھی ابھی تک بعض آدمی ٹمپرنسیوں کے پروسیشن کو کوئی مذہبی پروسیشن کہتے ہیں۔ حالانکہ اُن کو ٹمپرنس پرچار اور ٹمپرنس لیکچر کے وقت کسی قسم کی دھرمی یا ادھرمی باتوں سے سروکار نہیں۔ یہ کہتے ہیں جو مذہب جسکا ہے وہ اُسے مبارک رہے۔ اور ساتھ ہی اسکے اگر اسکا مذہب اُنہیں شراب پینے کی اجازت دے تو پیئے۔ مگر جہاں تک ہمیں معلوم ہے کوئی سچا مذہب منشیات کے استعمال کی اجازت نہیں دیتا۔ لالہ دیوان چند صاحب احسن۔ لالہ لبھو رام نیر۔ قاضی خیر اللّٰہ صاحب۔ اور پادری آر ایم واعظ اور ممبران بینڈ آف ہوپ نے گانیمں خاص حصہ لیا

"مہمان" ہماری اصطلاح میں وہ اصحاب ہیں جو ٹمپرنس کاز کے معاون اور ٹمپرنس سوسائیٹیوں کے ممبر ہیں۔ اس سال ہمارے ہاں سب دُور و نزدیک مقامات سے تشریف لاکر شریک جلسہ ہُوئے تھے۔ اور اپنے اپنے شہروں کی طرف سے خاص وکیل متصوّر ہُوئے۔ سال حال میں مندرجہ ذیل مقامات سے معاونان و ہمدردان ٹمپرنس کاز نے تشریف لاکر ممنون کیا۔

اجنالہ۔ انبالہ۔ بیاس۔ بٹالہ۔ پٹھانکوٹ۔ پھلور۔ پشاور۔ جالندھر۔ جلالپور جٹاں۔ جہلم۔ خواص پور۔ دھرم سال۔ ڈلہوزی۔ راولپنڈی۔ رعیّہ۔ سولن۔ سرگودہ۔ شملہ۔ فیروزپور۔ کہوٹہ۔ گوجرانوالہ۔ گورداسپور۔ گجرات۔ لاہور۔ لدھیانہ۔ مجیٹھہ۔ موگہ۔ منٹگمری۔ نوشہرہ۔ وزیرآباد۔

اجلاس منعقدہ ١٥-١٦ اکتوبر ١٩٠٤ء

وقتِ صبح۔ بھجن اور پرارتھنا کے بعد ممبروں نے اپنے پیٹرن پنڈت بشن نراین صاحب کا ایک دلی جوش سے استقبال کیا۔ اور پنڈت صاحب نے اپنی افتتاحی تقریر نہایت ہی مختصر اور برجستہ الفاظ میں کی اور اسکے بعد ایک بھجن خدا کی حمد میں گایا گیا۔ اس اجلاس کی کارروائی حسب ذیل ہُوئی:-

باوا پرمانند جی۔ (ٹمپرنس پرچارک) اپنے اُسی انداز سے۔ بھنگ افیون وغیرہ کے متعلق تقریر کرکے لوگوں کو خوب ہنسایا۔

پنڈت شبدت رام صاحب۔ (مینیجر یتیم خانہ امرتسر) ہندوستانیوں میں جو خواہ ولایت والوں کی جھوٹی نقل ہو رہی ہے۔ نہایت ہی اصلاح پذیر ہے۔ اِن میں اور اُن میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ (اسی سلسلہ میں مختصر تقریر کرکے) اگر یہی بات ہے کہ ولایت والوں ہی کا تتبع کرنا ہے۔ تو آؤ امیریکہ پارنشہ ہوا! لو۔ دیکھنے کیا ہو۔ یہی موقعہ ہے۔ اب تو انگریز بھی شراب کے برخلاف دھڑلے سے لیکچر دیتے ہیں۔ پارلیمنٹ تک اسکی قباحتوں کو الم نشرح کر چکے ہیں۔ تم بھی اب انہیں کی تقلید کرو۔ اور اس تقلید کرنے میں آپ کی بھیڑیا چال برابر قایم رہے گی۔

بھائی گوردت سنگھ جی (کبیر پنتھی) ایک نہایت ہی معرفت سے بھرا ہُوا تصوّف کے رنگ کا گیت گایا جس سے حاضرین محظوظ ہُوئے۔

بینڈ آف ہوپ کے ممبروں میں سے سُندر سنگھ۔ چونی لعل اور ہرنام سنگھ نے زبانی نظمیں پڑھیں۔ یہ اجلاس ۸ بجے صبح سے لیکر ۱۱½ بجے تک رہا۔

وقت شام۔ حسب دستور بھجنوں کے بعد اجلاس کی کارروائی شروع ہُوئی۔ سب سے پہلے "ولکم" (جو گذشتہ نمبر میں شایع ہُوا تھا) گایا گیا۔ اور پنڈت صاحب کی مختصر سی تقریر کے بعد لیکچروں وغیرہ کا سلسلہ شروع ہُوا۔ جنکا ماحصل حسب ذیل ہے:۔

لالہ رگھوناتھ سہائے بی اے (لاہور) "افسوس لوگ وقت کی قدر نہیں کرتے جس قدر زاید وقت اُنہیں ملتا ہے بیکار کھوتے ہیں۔ کاش! ایسے وقت میں یہ لوگ اپنے اور اپنے مُلک کی گذشتہ اور موجودہ حالت کو اپنی حالت کے ساتھ مقابلہ کریں۔ مگر رونا تو یہ ہے کہ اسکے بدلے وہ اس زاید وقت کو خراب صحبت۔ بیکاری وغیرہ میں گذارتے ہیں اور اپنی اصطلاح میں کہتے ہیں کہ ہمیں سچّی خوشی حاصل ہے۔ حالانکہ ادھر سے بالکل محروم رہتے ہیں۔ لہذا مناسب ہے کہ اچھی اچھی مجلسوں میں شامل ہونے کی کوشش کریں۔ تاکہ نام بھی ہو اور کام بھی۔

بابو چراغ الدین صاحب (لاہور) تازہ رپورٹ آبکاری کا حوالہ دے کے کہا۔ کہ میں نہیں جانتا۔ لوگوں کے سر پر کیا جن سوار ہو رہا ہے کہ سگرٹ کو چھوڑتے ہی نہیں۔ باوجودیکہ سوسائٹیاں سر توڑ کوشش کرتی ہیں۔ مگر ان کے کانوں پر جُوں تک نہیں رینگتی۔ لِلّٰہ! اور کچھ نہیں۔ تو اپنے اپنے ہی مذہب کی تعلیم کو عزت کی نگاہ سے دیکھیں۔ ایسے تو میرے خیال میں (بے ادبی معاف) نہ ہندو ہندو ہیں نہ مسلمان مسلمان۔ کیونکہ میرے خیال میں دُنیا کے پردہ پر شاید ہی کوئی ایسی منطق نکلے گی جس سے یہ ثابت ہو سکے کہ اس مذہب

کی تعلیم کو نہ ماننے والا اسکا پیرو سمجھا جائے۔"

اس وقت رام لیلا کے ایک جلوس نے حاضرین کی توجہ اپنی طرف کھینچ لی۔ اسواسطے مناسب سمجھا گیا کہ اسوقت ممبران بینڈ آف ہوپ میں انعام تقسیم کردیا جائے۔ حسب تجویز پنڈت شیو نرائن صاحب (سپرنٹنڈنٹ بینڈ آف ہوپ) انعام کے مندرجہ ذیل اقسام تھے۔ (۱) بہادر حاضری (۲) بھجن (۳) تقریر (۴) کسی یاد کی ہوئی نظم کا زبانی پڑھنا۔ (۵) تختہ سیاہ پر لکچر (۶) سائنس لکچر۔

بابو دینا ناتھ چندر صاحب (لاہور) مجھ سے پہلے تقریر کرنے والوں نے بہت کچھ کہنے کو کہا ہے مگر کام کرنے والے آدمیوں کا کال ہے۔ اس لئے اس طرح کے جلسے میں میری التجا ہے کہ کم از کم نصف درجن آدمی ایسے نکلیں جو دل وجان سے "ٹمپرنس کاز" کی اشاعت کا بیڑا اٹھائیں۔

بینڈ آف ہوپ کے ۳ ممبروں میں سے موہن لعل نے مختصر سی انگریزی نظم "Little Drama" سعید اللہ نے ہمارے بچپن نمبر میں سے "شراب کا پیا"۔ اور خوشی رام نے اپنی تصنیف کردہ نظم پڑھی۔ (ہمارے خیال میں سپرنٹنڈنٹ صاحب بینڈ آف ہوپ کو چاہیئے کہ طلبا کو نظم نویسی سے روکیں۔ کیونکہ اس سے ان کی تعلیم میں خاص ہرج واقعہ ہونیکا اندیشہ ہے۔) اور گردھاری لعل نے بھی ایک نظم ریسائٹ کی۔

ریورنڈ آر۔ ایم۔ واعظ (دھرم سال) ٹمپرنسی چاہے مجھے برا ہی کیوں نہ کہیں۔ میں تمہیں کھلے طور پر شراب پینے کی اجازت دیتا ہوں بشرطیکہ حق اللہ اور حق الناس تمہیں مانع نہ ہو۔ مگر جہاں تک میرا خیال ہے یہ دونوں کسی صورت میں بھی نشوں کا استعمال روا نہیں رکھتے۔ لہذا (اپنی پگڑی آڈینس کی طرف پھینک کر) یہ ہے میری پگڑی اور یہ ہیں آپ کے پاؤں۔ خدا کے واسطے اپنی حالت پر رحم فرمایئے۔ اپنے ملک پر رحم کھایئے۔ اپنی آیندہ کی بہبودی کی طرف متوجہ ہوجیئے۔"

ریورنڈ خیر اللہ (پشاور) ٹمپرنسیوں کو چاہیئے کہ اپنے فرایض منصبی سے کبھی نہ چوکیں۔ برابر کیے جائیں۔ اسکا خیال نہ کریں کہ کوئی سنتا ہے یا نہیں۔ (اپنے انگلستان کے سفر کے حالات بیان کرنیکے بعد) میری رائے میں امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی نے جن مختلف وسایل سے اپنے مقاصد کی تشہیر کی ہے نہایت ہی موزون ہیں۔ میں نے یہاں آکے بہت کچھ باتیں سیکھی ہیں۔ امید ہے پشاور اور نوشہرہ میں (اگر خدا کو منظور ہوا) یہی طریق جاری کرونگا۔ اسکے بعد مندرجہ ذیل بند گایا۔

پروردگار ہند میں کب دن وہ آئیں گے۔
مسجد میں کب چراغ مسرت جلائیں گے۔
کب مندروں میں پھول خوشی سے چڑھائیں گے
کب اپنے نوجوانوں کو مے سے بچائیں گے۔
اے ٹمپرنس تجھکو خدا سرخرو کرے۔
اور گوہر مراد سے دامن تیرا بھرے۔

پنڈت گھنشام داس (امرتسر پرنس ڈراماٹک کلب کے ریہرسل مینیجر) "میرے بھائی چھوڑ دو پینا" گا چکے تو سکرٹری نے باجازت پریذیڈنٹ رپورٹ سُنائی - جو علیحدہ چھپے گی - مگر اسوقت اتنا ظاہر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے - کہ جب مالی حالت کا ذکر آیا تو آمدنی مبلغ سات سو بارہ روپے ۷۱۲ اور خرچ مبلغ چھ سو بانوے روپے ۶۹۲ بتلایا گیا - اس پر نیکدل سردار ٹھاکر سنگھ صاحب جاگیردار (امرتسر) نے خرچ کی رقم کو آمدنی - اور آمدنی کی رقم کو خرچ سمجھ کر رپورٹ کے خاتمہ پر کہا میں نہیں چاہتا - کہ آیندہ سال کی کارروائی بجائے کچھ رقم ہاتھ میں ہونے کے سوسائٹی ایک قرضہ کے بوجھ کے ساتھ شروع کرے - لہذا میں اپنی طرف سے اس کمی کو پورا کرنیکے لئے پانچ روپے دیتا ہوں* - سکرٹری نے انکا شکریہ ادا کرنیکے بعد غلطی کی اصلاح کی - اور وہ رقم بینڈ آف ہوپ کو مٹھائی کیلئے دی گئی - پھر اور بھی کئی صاحبوں نے رقومات پیش کیں جو شکریہ کے ساتھ وصول کرنے کے بعد عرض کیا گیا "للہ! یہ چندہ بازی سردست بند فرمائیے - کیونکہ ہماری سوسائٹی نے اس وقت تک کبھی سالانہ جلسہ کے اجلاس میں چندہ کی التجا نہیں کی - مگر انکار بھی نہیں - ہاں! سکرٹری کو سال بھر میں جب چاہیں دے سکتے ہیں اور اخراجات کی جس مد میں چاہیں جمع کرا سکتے ہیں - یعنی کرکٹ فنڈ - ٹریکٹ فنڈ - پرچار فنڈ - ڈراما فنڈ - تصویر و مولو فنڈ یا اس فنڈ میں جو سال حال سے ایزاد ہوئی ہے - جس سے میری مُراد بینڈ آف ہوپ سکول فنڈ جس میں یہ ننھے ننھے بچے - امرتسر کے مختلف مدارس و مذاہب کے طلبا ہر سینچر کو مختلف مضامین پڑھتے ہیں اور سال آیندہ میں اُنکے لئے سائینس کے مختلف آلات وغیرہ منگوانے ہونگے - اسکے بعد لالہ منوہر لعل (سائنس ماسٹر اسلامیہ سکول) اور بابو لکھشمن پرشاد صاحب ایم اے (سائنس پروفیسر خالصہ کالج امرتسر) نے فرمایا کہ وہ اب اپنی خدمات بینڈ آف ہوپ سکول کے سائنس لکچر کے واسطے پیش کرتے ہیں - اور جب تک یہاں رہیں گے انکو سر انجام دینگے - انکا شکریہ ادا کیا گیا -

مسٹر ہر سرن ایم اے (لاہور) موجودہ زمانہ کو قدیم زمانہ ہندوستان کے ساتھ مقابلہ کر کے معلوم ہوتا ہے "کل یوم بتر" کا نقشہ آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے - (دُنیا کی مختلف اقوام کا حال بیان کرنیکے بعد) اگر اب بھی ہم سب نے ایک مجموعی طاقت سے اسکا قلع و قمع کرنا شروع نہ کیا تو مجھے ڈر لگتا ہے - "ازیں پس بتر کُل یوم بتر" اب تو یہ طلسم سکندر کی طرح چند ٹمپرنسی جنکا شمار انگلیوں پر ہوسکتا ہے آنے والے خطرہ سے متنبہ کر رہے ہیں اور جو "از شما یک تن نہ شد اسرار جو" تو ناچار ہمت ہار کے یہ بھی رہ جائینگے تو خود سمجھ لیجئے انجام کیا ہوگا - (یہ لکچر نہایت ہی فصیح انگریزی میں تھا اور نہایت ہی مؤثر تھا)

بینڈ آف ہوپ - والے اگرچہ برابر بھجنوں سے دوران جلسہ میں مدد دے رہے تھے - مگر معینہ پروگرام کے مطابق یہ وقت اُن کو خصوصاً دیا گیا پہلے سب نے ایک بھجن گایا - اور جگیو پال والس پریذیڈنٹ اور دیگر ممبروں نے

وہ ڈایاگرام عملی طور پر کر کے دکھلائی جو ہمارے گذشتہ نمبر میں شایع ہوئی ہے۔ اور دھورام (سکرٹری بینڈ آف ہوپ) نے ایک لیکچر بلیک بورڈ کے ذریعے دکھلایا۔ کہ شراب کا اعضائے رئیسہ (دل۔ دماغ اور پھیپھڑے) پر کیا اثر ہوتا ہے۔ اور حبیب اللہ (وائس پریذیڈنٹ) نے تجربتہ۔ روٹی۔ شراب۔ نمک اور پانی کا لکچر دیا۔

منشی غلام قادر فرخ۔ امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی کے شعرائے عجیب و غریب اور دلچسپ پیرایہ میں منشیات کے نقصانات ظاہر کئے ہیں۔ لیکن اب شاعرانہ قابلیّت اور نازکخیالی کے جوہر دکھانیکی ضرورت نہیں۔ بلکہ ہمیں نہایت نہایت سادہ اور مختصر الفاظ میں لوگوں سے اپیل کرنی چاہئیے کہ وہ خود نشوں سے بچیں اور اوروں کو بچائیں۔ اِس خیال سے مَیں آج یہ نظم آپ کے پیش کرتا ہوں:۔

جب تک کہ زباں منہ میں ہے خاموش نہ ہوں گے
اِک لحظہ تغافل سے ہم آغوش نہ ہوں گے
صہبائے خودی سے کبھی مدہوش نہ ہوں گے
پردے میں غم و یاس کے روپوش نہ ہوں گے
سینے کے جو ہیں داغ دکھاتے ہی چلیں گے
ہم اپنے چراغوں کو جلاتے ہی چلیں گے

گر پاؤں میں ہمّت ہے۔ بنیں نقشِ قدم کیوں؟
ہے جسم توانا۔ تو سہیں جور و ستم کیوں؟
ہستی میں سنانا ہے ہمیں۔ خوفِ عدم کیوں؟
ہر کام میں مایوس ہوئے جاتے ہیں ہم کیوں؟
بالکل ہے غلط بات۔ کہ طاقت نہیں ہم میں
طاقت تو ہے موجود۔ پہ جرأت نہیں ہم میں

وہ آنکھ نہیں آنکھ۔ کہ غیرت نہیں جس میں۔
وہ دل ہے عبث۔ جوش حمیت نہیں جس میں۔
وہ پھول ہے بیکار کہ نکہت نہیں جس میں۔
وہ پھل نہیں کوڑی کا۔ کہ لذت نہیں جس میں
جوہر ہی نہیں جسمیں ہیں۔ شمشیر وہ کیا ہے؟
جا کر نہ نشانے پہ لگے۔ تیر وہ کیا ہے؟

کیا ہند کا حال آپ کو معلوم نہیں ہے؟
ہستیٔ خوشی ملک سے معدوم نہیں ہے؟
یہ راحت و آرام سے محروم نہیں ہے؟
یاں رنج و مصیبت کی مچی دھوم نہیں ہے؟
جو ایسی تباہی کا بڑا بھاری سبب ہے۔
سب جانتے ہیں خوب کہ نشوں کا غضب ہے۔

نازل ہے زبس قہر و عتاب ان کی بدولت
ہوتے ہیں کئی خانہ خراب اِن کی بدولت
پائیں سحر و شام عذاب ان کی بدولت
دولت سے ہلا صاف جواب اِن کی بدولت
باہر بھی اگر جائیں نکل کر کہیں گھر سے۔
سب دیکھتے ہیں ہمکو حقارت کی نظر سے

وہ ہند ہے نادار۔ جو زردار کبھی تھا!
جو آج ہے کمزور۔ بہادر تھا۔ جری تھا۔
ہے پیرِ خرابات۔ کسی دن یہ رشی تھا!
وحشی جسے کہتے ہیں۔ سُنا ہے۔ کہ ذکی تھا۔
غارت گرِ تخریب۔ کبھی کہتے تھے اسکو
سر چشمۂ تہذیب۔ کبھی کہتے تھے اسکو

کرتے ہیں ہم اِس کے لئے بدنام نشوں کو۔ دیتے ہیں اِن اسباب کا الزام نشوں کو۔
ٹھہراتے ہیں خود مطلب و خودکام نشوں کو۔ تسلیم کیا۔ قاطعِ آرام نشوں کو۔
پر ہم ہی ہیں سو جاں سے خریدار نشوں کے سودائی بنے ہیں سرِ بازار نشوں کے۔
حاجت نہیں اب نشوں کے اضرار بتائیں۔ بنگ و مے و افیون کے نقصان جتائیں۔
شادی و غمی کی کوئی تصویر دکھائیں۔ صحرا کی ہوا لیں۔ کسی دربار میں جائیں۔
دولھا کا کریں خون تلق دینے کی خاطر۔ مکتب کا سماں باندھیں سبق دینے کی خاطر۔
نشوں کے قتیلوں کی ہے تصویر نظر میں۔ سودا ہے یتیموں کی زبوں حالی کا سر میں
بیواؤں کی آہوں سے لگیں تیر جگر میں۔ اب جنکے لئے کوئی اثاثہ نہیں گھر میں
وہ کھائیں تو کیا کھائیں جو پیّا ہو پئیں کیا؟ مرنا ہے بھلا۔ ایسی مصیبت میں جئیں کیا؟
کب نالۂ دلسوز دوہائی نہیں دیتا؟ افسوس! کہ یہ شور سنائی نہیں دیتا۔
پھندا کہیں غفلت کا رہائی نہیں دیتا! ہے سامنے سب کچھ پہ دکھائی نہیں دیتا۔
کیا دیدہ و دانستہ چرائیں گے ہم آنکھیں یوں بیٹھے رہیں گے نہ اٹھائیں گے ہم آنکھیں
حضرات! اب اسوقت ضرورت نہیں کچھ اور کافی ہے ہمارے لئے صرف ایک نظر غور
سستی و تغافل سے کنارہ کریں فی الفور تکمیلِ مقاصد کی روش ہے فقط یہ طور
ہمت کے سوا کام سرانجام نہ ہوں گے موصول کبھی راحت و آرام نہ ہوں گے
موجودہ قومیں بھی ہیں اس روئے زمیں پر پابندِ جہالت تھیں جو کچھ ہم سے بھی بڑھکر
جب آنکھ کھلی سُست نہ بیٹھے وہ ذرا بھر اخلاقِ حمیدہ سے کیا دل کو منور
کمزوری جو محسوس ہوئی اُسکو مٹایا طاقت میں کمی دیکھی۔ تو ہمت کو بڑھایا!
افسوس! کہ ہم میں رہی اتنی نہیں طاقت۔ مِل جُل کے کریں مُلک سے سب نشوں کو غارت
کچھ دیر رہیگی جو ہماری یہی حالت ہستی و عدم میں نہیں پھر کوئی تفاوت
جو کام کہ بگڑا ہے۔ اُٹھو جلد بنا دو کہنے کی نہیں بات ہے۔ کچھ کر کے دکھا دو۔
جب تک یہ نشے۔ صاحبو! برباد نہ ہوں گے ہم دامِ غم و یاس سے آزاد نہ ہوں گے
ذی ہوش کبھی ہند کے افراد نہ ہوں گے آرام نہ جاں پائے گی۔ دلشاد نہ ہوں گے

جی چھوڑ نہ بیٹھو۔ نہ دمِ سرد بھرو تم۔
فرّخ کی سُنو۔ اپنی مدد آپ کرو تم۔

پنڈت پربھودت جی (لاہور) یہ بھی ملک کی خوش قسمتی ہے کہ اب لوگوں میں اپنی اصلاح کا خیال ہوگیا ہے۔ جس طرح ہوسکے اس قلیل التعداد ٹمپرنسیوں کی جماعت کی معاونت کرنا پبلک پر فرض ہے۔ اگرچہ تعداد میں قلیل ہیں۔ مگر ان کی تھوڑی تعداد کو تھوڑا نہ سمجھو۔ ریفارمر اور مصلحانِ قوم کی تعداد ہمیشہ تھوڑی ہی ہوتی ہے (یہ تقریر بھی انگریزی میں تھی)

پنڈت بشمبر داس صاحب نے (منٹگمری) اپنے شراب پینے اور پھر دعاوت شرابی بننے اور آخر کو اس بھرے جلسے میں شراب چھوڑنے اور آئندہ کے واسطے ٹمپرنس کاز کی اشاعت پر کمربستہ ہونے کی کیفیت مختصر طور پر نہایت خوبی سے بیان کی۔

لالہ گوکل چند صاحب چوپڑہ نے نہایت ہی دل ہلانے والے الفاظ میں گذشتہ واقعات کو یاد دلا کے آئندہ کے لئے مستعدی کی اپیل کی۔ اور یہ بھی کہا کہ اگر حاضرین جلسہ میں سے آئندہ سال کے موقعہ پر کم از کم دو دو ممبر بھی شامل کرنے کی کوشش کریں تو ہماری مجموعی طاقت بے منتِ غیرے سہ چند ہو جائے۔

(مہیر سلمہ القدیر کے رامائنی ٹمپرنسی نظم کے بعد لالہ گورنی شنکر صاحب اسکرٹری ٹمپرنس سوسائٹی مجیٹھا نے اپنی پنجابی تصانیف میں سے شرابی کی بیوی کے بین سُنائے۔)

لالہ دیوی دیال صاحب:۔ شراب اور دیگر منشیات کے نقصان سُنتے سُنتے غالباً لوگ تھک گئے ہیں اس لئے میں اُن کے فائدے بتلاتا ہوں۔ اور آپ لوگ شوق سے گنتے جائیے۔

۱۔ لوگ کس مصیبت سے روپیہ کماتے ہیں۔ اور جو چوری چلا جائے تو کیسا غم ہوتا ہے۔ شرابی اپنی جائداد کے ساتھ باپ دادا کی کمائی بھی گنوا دیتے ہیں۔ سچ ہے نہ باسی رہے نہ کُتا کھائے۔

۲۔ دن بھر تھک مرنے کے بعد جب گھر جاتے ہیں تو کرٹین لکچر سُنتے ہیں۔ مگر میاں شرابی اِس تکلیف سے بچے رہتے ہیں۔ کیونکہ خبر سے پہلے تو آپ جب جائینگے سواری پر۔ اور جو ذرا کسر ہوئی۔ تو اُسے مار اُسے مار کر کہرام مچا دیا۔ بی بی الگ بھیگی بلی بن رہتی ہے۔ بچے الگ۔

۳۔ انجیل میں ہے "شرابی خدا کی بادشاہت میں داخل نہیں ہوسکتا"۔ نہیں۔ نہ سہی۔ نہ مسٹر شرابی تختِ عدالت کے سامنے پیش ہوں گے۔ نہ کوئی دفعہ لگے گی۔

۴۔ سفر میں ناواقف کی مٹی خراب ہے۔ مگر لالہ مخمور چند خاصے مزے میں رہتے ہیں۔ جب پیکر سرِ راہ لیٹ جاتے ہیں۔ سرکار دولتمدار کے خاص مہمان ہوتے ہیں۔ رہنے کو ہوادار مکان۔ حفاظت کو پولیس صبح کو ایک اٹھنی نذر دے کے رخصت حاصل کرتے ہیں۔

۵۔ بھنگ کا نام ہے سکھا۔ یعنی سکھ دینے والا۔ یہ ہے بھی سچ۔ بھنگا سنگھ جی تھوڑی پیتے پیتے زیادہ پیتے

ہیں۔ پھر جو اس سے بھی سرور نہیں ہوتا تو پھوس کھانے لگتے ہیں۔ اس درجہ تک پہنچ گئے خاصہ سکھ بل جاتا ہے اور مزے میں بھیک مانگ کر کھاتے ہیں۔

۶۔ عام بیماری میں ڈاکٹر، طبیب، یا کویراج کو لوگ بلاتے ہیں۔ مگر شرابی ضعفِ جگر یا سکتہ وغیرہ میں بیمار ہونیکے بعد اگر انہیں اتنی اطلاع بھیجدیں کہ اسکا سبب شراب ہے تو اُن کی کیا مجال جو شکل دکھاجائیں۔

۷۔ تھوڑی پینا ٹھیک نہیں۔ پیئے تو خوب پیئے اور اتنی پیئے کہ پیتے پیتے ہی دم برابر ہو جائے۔ یہی سو کی ایک نصیحت اور ہزار فائدہ کا فائدہ ہے۔ کیونکہ عالمِ مدہوشی میں ہی یہ برکتیں ہیں کہ "نے غمِ دزد نے غمِ کالا"۔

جدید ریزولیوشن

حسب دستور مندرجہ ذیل ریزولیوشن پاس کئے گئے۔

۱۔ گورنمنٹ ہند کا شکریہ اس سرکلر کے لئے کیا جائے کہ فروخت شراب کی کمی کے متعلق آپنے لوکل گورنمنٹوں سے تجاویز دریافت کی ہیں۔ (پیش کردہ پنڈت کشن نارائن صاحب۔ تائید لالہ گھاسی رام صاحب منصف)

۲۔ ابتدائی درسی کتابوں میں منشیات کے متعلق مضامین داخل کرنے اور سرکاری مدارس کے احاطوں میں سگرٹ اور چرٹ پینے کی ممانعت کا حکم دینے کیلئے شکریہ ادا کرنیکے بعد مسٹر ہل ڈائرکٹر پبلک انسٹرکشن پنجاب سے التجا کی جائے کہ چونکہ مدارس میں اب جادو کی لالٹین کے ذریعے لیکچر دینے کا حکم ہو گیا ہے اسلئے ٹمپرنس سوسائٹی امرتسر کو بھی اجازت عام دی جائے۔ تاکہ مختلف مدارس میں وقتاً فوقتاً اپنی میجک لالٹین سے لیکچر دیا کریں۔

(مجوزہ بابو کشن سنگھ صاحب پروفیسر ریاضی مشن کالج۔ موید بابو لکشمن پرشاد پروفیسر خالصہ کالج امرتسر)

۳۔ ٹریفک سپرنٹنڈنٹ کا شکریہ ادا کیا جائے۔ کیونکہ نارتھ ویسٹرن ریلوے کے ریفرشمنٹ روم کمروں میں آپنے شراب کی قطعی ممانعت کر دی ہے۔ اور اسکے ساتھ یہ بھی التجا کی جائے کہ آیندہ گاڑیوں میں مسافروں کو شراب کے پینے کی اجازت نہ ہو۔ اور اس حکم کے برخلاف عمل کرنے والوں کے لئے خاص سزا تجویز کی جائے۔ (تجویز سکرٹری ٹمپرنس سوسائٹی امرتسر۔ و تائید بابو ایس ایس بھاٹیہ)

۴۔ معاونان و ہمدردان و مہمانان سوسائٹی کا اس موقعہ پر تشریف آوری کے لئے۔ اور اُن اخبارات کا جن میں ٹمپرنس سوسائٹی امرتسر کے متعلق مضامین شایع ہوتے ہیں اشاعتِ مقاصد کے لئے شکریہ* ادا کیا جائے۔ (تجویز لالہ دیوی دیال صاحب و تائید سکرٹری)۔ اسکے بعد پریذیڈنٹ و گورنمنٹ عالیہ کا شکریہ ادا کیا گیا۔ اور آیندہ سال کی کامیابی کے لئے دعا کیگئی حاضرین چار منٹ تک عالمِ سکوت میں کھڑے رہے اور تین چیرز کے ساتھ جلسہ برخاست ہوا۔ اگلی رات کو ۸½ بجے سے ۲ بجے تک ڈراما انقلاب ہوا۔ حاضرین کی تعداد اسقدر تھی کہ منڈوہ میں بالکل جگہ نہ تھی۔ اور باوجود اس ہجوم کے سبنے نہایت توجہ۔ اشتیاق اور خاموشی سے ڈراما دیکھا جلسہ کامیابی سے ختم ہوا۔

*۔ اور ٹمپرنس سوسائٹیوں کا شکریہ ادا کیا جائے۔

خبریں اور نوٹ

کایستھ ٹمپرنس سوسائیٹیوں کے جنرل سکرٹری نے سنہ ۱۹۰۳ء کی رپورٹ میں لکھا ہے۔ کہ ہولی۔ بیاہ شادی اور دیگر تقریبوں پر جو کثرت سے شراب کا استعمال ہوتا تھا۔ قریباً بند ہوگیا ہے۔ ہزاروں کایستھ برسوں کی مُنہ لگی کو چھوڑ بیٹھے ہیں۔ ۱۶ ضلعوں میں ۴۲۶ شادیاں ہوئیں جنمیں کہیں بھی شراب نہ تھی۔ جن ۳۶۴ خاندانوں نے سال زیر رپورٹ میں منشیات سے پرہیز کا وعدہ کیا ہے۔ اُن میں فیصدی ۹۴ نے بھنگ ۹۹ نے افیون اور ۹۸ نے شراب چھوڑی۔ یہ دُعا ہے کہ جس طرح کایستھوں کو جنکی گھٹی میں شراب ہوتی ہے خدا نے اسکی طرف سے دل میں نفرت پیدا کردی ہے۔ اُسی طرح ہندوستان کی دیگر اقوام بھی قومی کوشش سے چھوڑنے اور چھڑانے پر کمربستہ ہوجائیں۔

اِس مہینہ میں پنڈت رامناتھ صاحب بی اے جو امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی کی جنرل کمیٹی کے عرصہ نو سال سے ممبر چلے آتے ہیں۔ سرکاری ملازمت کے باعث کلکتہ تعینات ہوئے ہیں۔ سوسائٹی کی طرف سے ۱۲ نومبر سنہ ۱۹۰۴ء بوقت ۷ بجے شام انکو الوداعی ایوننگ پارٹی دی گئی۔ جس میں سکرٹری امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی۔ لالہ امرناتھ صاحب محسن۔ میر کرامت اللہ صاحب۔ پنڈت سروپ نراین بی اے ایمن۔ لالہ دیوی دیال صاحب۔ مسٹر پیٹرس ماسٹر چرچ مشن سکول امرتسر۔ منشی غلام قادر صاحب فرخ۔ بابو لچھمن سروپ نراین صاحب بیدل۔ لالہ اودھو رام صاحب شاد سکرٹری بینڈ آف ہوپ نے آپ کی ہردلعزیزی اور قابل قدر خدمات کے اظہار میں تقریریں کیں۔ بعد ازاں پنڈت رامناتھ صاحب نے اس عزت افزائی کے لئے سوسائٹی اور حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ اور فرمایا کہ وہ اپنے جملہ احباب اور ٹمپرنس سوسائٹی کو دل سے یاد رکھیں گے اور حتی المقدور ٹمپرنس کاز کی اشاعت میں کوشاں رہینگے۔ سکرٹری نے ایک خالی پلیج بک پیش کرکے کہا "اب اسکو مکمل کرنا آپکا فرض ہے۔" جسکے جواب میں آپنے ضمنی وعدہ کیا۔ دوسرے دن ۲ بجے کی گاڑی میں روانہ

منٹگمری سے مسٹر احسن لکھتے ہیں کہ "وہاں سنگہ سبھا کا جلسہ تھا۔ اس خیال سے کہ جلسہ میں کچھہ رفاہ عام کی باتیں بھی ہوں چند احباب کی خاص ایما سے سکرٹری صاحب نے کچھہ وقت ٹمپرنس لکچر کے لئے بھی مخصوص کیا۔ اور احسن صاحب کو بھی برمحل تقریر کرنے کو کہا گیا۔ پروگرام کے وقت پر جب یہ پہنچے تو انہیں ٹھہرا کے اَور کی اَور باتوں میں وقت خرچ کیا گیا۔ آخر دوسرے دن بڑی دقت کے بعد کچھہ وقت ملا۔ اور وہ بھی اسقدر تاکید کے ساتھ کہ تقریر جلدی ختم کی جائے۔ ناچار جسقدر وقت ملا۔ اُسمیں آپنے ڈیڑھ ٹکہ" پڑھکے سنایا۔ نہایت افسوس ہے کہ پرچارکوں کو اتنی تکلیف اُٹھانی پڑتی ہے۔

شملہ - ۱۷ اکتوبر کو آریہ سماج مندر میں بصدارت بابو کے بسی سکرجی پریذیڈنٹ تھیوسوفیکل سوسائٹی بنگالی ریفارمر بابو کیشب چندر سین کے مشہور و معروف ہمراہی پنڈت شیوناتھ شاستری ایم اے نے نہایت عمدہ ٹمپرنس لکچر دیا - اور آپکے بعد ریورنڈ ہڈیپن نے تقریر فرمائی - اس جلسہ کی کامیابی کیلئے شملہ والوں کو مبارک کہتے ہیں -

ریورنڈ ڈاکٹر گرٹسپیڈ جو مسیحی کلیسیاء انگلستان میں نہایت ہی مشہور آدمی ہیں - اپنے ایک لکچر میں لکھتے ہیں "دنیا کے پردے پر سب سے زیادہ شراب پینے والا ملک انگلستان ہے جس کی حالت روز بروز تنزل پر ہے - لنڈن کی حالت نہایت مخدوش ہے - اگرچہ سارے ملک کی حالت خراب ہے مگر وہاں کے رہنے والوں کی خراب تر - پینے والی عورتوں فیصدی تعداد ۵۰ کے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں - بہت سے مزدوری پیشہ بیحیائی کی چادر اوڑھ کے فخریہ کہتے ہیں کہ ہم اپنی کمائی کے ۵/۴ شراب کی نذر کرتے ہیں - چار برس کے عرصہ میں انگلستان میں مستورات کی ۱۴ فیصدی تعداد اموات بڑھ گئی ہے شراب انگلستان کو تباہ کر رہی ہے اور اگر صوبجات متحدہ (امریکہ) کے رہنے والے اسمیں انکے قدم بقدم ترقی کرتے رہے تو وہ خود بھی معدوم ہو جائینگے - انگلستان کی موجودہ حالت کیا تجارت شراب کے لحاظ اور کیا پولیٹکل خیال سے بہت ترقی پر ہے - اور نو اور صرف سولہ سو کے قریب پادری شرابخانوں کے ذخیرے رکھتے ہیں" اور کس سے ہو بھلائی کی توقع ہمکو؟

موسمی میوہ

(۱)

میخواروں کا میر! تم نے جلسا دیکھا
نظارۂ شب برات کیسا دیکھا
مہتاب - انار - پھلجھڑی - قندیلیں!
جلتا ہوں کہ گھر پھونک تماشا دیکھا -

(۲)

اللہ! بڑھی کیسی سیہ کاری ہے
میخواری ہی میخواری ہی میخواری ہے
افسوس ہے روزوں کے مہینے میں - میر!
روزہ ہے - نہ سحری ہے نہ افطاری ہے

(۳)

ہر پھر کے تو آیا ہے یہ پھر ماہ صیام
لیکن ہے عجب گردش ایام صبح شام
تسبیح و تراویح کے بدلے اے میر
یاران قدح نوش ہیں اور ان کے جام

پنجۂ فولاد

یہ اخبار جو تمام اخبار کی ضروریات کو ۱۶ صفحہ پر پورا کرتا ہے لاہور سے ہفتہ وار شایع ہوتا ہے قیمت سالانہ گورنمنٹ و والیان ریاست سے عنہ ۲۰ جاگیرداران اور تعلقہ داروں سے عہ ۱۲ رئیسوں سے ۶ ر عوام سے ۳ ر اور ممالک غیر سے للعہ ہے قیمت ہر صورت میں پیشگی لیجائیگی۔ جسکے صلہ میں ۸ عہ کی کتاب انعام میں ملتی ہے۔ تمام درخواستیں و ترسیل زر بنام منیجر اخبار پنجۂ فولاد لاہور کو ہونی چاہئے۔

الشتہار
محمد دین فوق مالک و ایڈیٹر پنجۂ فولاد لاہور

اُردوئے معلّٰی

صحیح اور فصیح اردو کا ایک قابل دید رسالہ جو ہر انگریزی مہینے میں علیگڈھ سے شایع ہوتا ہے۔ کاغذ ولایتی حجم ۵۲ صفحے۔ تقطیع $\frac{20 \times 16}{8}$ لکہائی چھپائی بغایت پسندیدہ۔ جسکے ساتھ ہر سال اساتذہ قدیم کے غیر مطبوعہ دواوین میں سے تین دیوان معہ دیباچہ و شرح مختصر مفت ہدیۂ ناظرین ہوتے ہیں[1]۔ قیمت رسالہ معہ دواوین للعہ سالانہ معہ محصول۔

درخواست خریداری بنام سید فضل الحسن حسرت موہانی بی اے ایڈیٹر اردوئے معلّٰی علی گڈھ

[1] چنانچہ اس سال دیوان جعفر علی حسرت استاد جرأت دیوان جرأت معہ دیوان تمنا شایع ہونگے۔

رنپت انٹی پلیگ میڈیسن

استعمال بیماران طاعون کیواسطے بمنزلہ آبحیات ہے

گذشتہ ایام میں پنجاب کے طاعون زدہ مقامات میں جا دو اثر دوائی نے جادو اثر نتیجے دکھلائے جس سے رائی زادہ برکت رام صاحب وید کی خدمات کا ثبوت ملتا ہے۔

رنپت انٹی پلیگ میڈیسن بکس نمبر ۱۔ ایک مریض کیلئے عہ
رنپت انٹی پلیگ میڈیسن بکس نمبر ۲۔ حفظ ما تقدم۔ عہ

ان ادویات سے ہزارہا مریضوں نے فائدہ اٹھایا ہے۔ طاعون آلودہ مقامات میں کار آمد ہے

المشتہر منیجر پلیگ او شدہالیہ (بیٹھک بردوکان پنڈت تلسی رام بالمکند) کٹڑہ جیمل سنگہ امرتسر

عصر جدید

یہ رسالہ تین جزو پر مسلمانوں کی پولیٹکل تمدنی اور قومی ترقی میں مدد دینے کی غرض سے اور مسلمانوں کو ایک عملی اور سنجیدہ قوم بنانے کے واسطے بایڈیٹری خواجہ غلام الثقلین نکلتا ہے۔ ملک کے اکثر اخبارات نے اسکی تعریف کی ہے اور اس رسالہ نے اصلاح کا چرچا پھیلایا ہے۔ ایڈیٹر خواجہ غلام الثقلین سکرٹری صیغۂ اصلاح تمدن ایجوکیشنل کانفرنس۔

قیمت پرچہ نمونہ ۲ ر۔ قیمت سالانہ معہ محصول سے ر۔

درخواستیں منیجر عصر جدید میرٹھ کے نام آنی چاہئیں۔

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں



ہمنے اپنے ملکی بھائیوں کے فائدہ کی غرض سے عرصہ سے کارخانہ جاری کیا ہُوا ہے اور خاص طور پر ولایت سے بڑے بڑے مشہور و معروف کارخانہ جات سے کلاک گھڑیاں اور ٹایم پیس وغیرہ منگواتے ہیں جنکی بابت آج تک ہمارے خریداروں میں سے کسی صاحب کی بھی شکایت نہیں آئی۔ بلکہ عمدگی مال کے سینکڑوں سرٹیفکیٹ موجود ہیں۔ ضرور تجربہ کیجئے۔ ہر قسم کا مال بذریعہ وی پی یا نقد قیمت پر ارسال ہوتا ہے۔

راسکوپ سٹیم واچ۔ درجہ اوّل گرانٹی ۱۰ سال قیمت ؎ ا

" دوم " ۸ " " سے
" سوم " ۶ " " صہ
" چہارم " ۵ " " للعہ
ریلوے ریگولیٹر گھڑیاں " اوّل " ۱۰ " " عہ
" دوم " ۸ " " ہے
" سوم " ۵ " " صہ
" چہارم " ۴ " " للعہ
" پنجم " ۳ " " سے

مفصل فہرست کارخانہ ہذا درخواست کرنے پر مفت ارسال ہوگی۔ درخواستیں پتہ ذیل پر ہوں

الیشر سنگھ مینیجر کارخانہ گھڑیاں بازار مالی سیواں امرتسر (پنجاب)

معاونین ٹمپرنس گائیڈ!

آپکو بخوبی معلوم ہے کہ ایک اخبار یا رسالہ کے کل ہو کر اپنے معاونین کے ہاتھوں میں پہنچنے تک کس قدر اخراجات کی ضرورت ہے۔ ٹمپرنس گائیڈ کی بہبودی اور بہتری صرف آپ کی حوصلہ افزائی پر موقوف ہے۔ امید ہے کہ آپ ازراہ عنایت اپنا چندہ بھیجکر مشکور فرمائینگے تاکہ یاد دہانی کے خطوط اور وی پی کے مزید اخراجات کا متحمل نہ ہونا پڑے اسی عرضداشت کو فخر قبولیت عطا کر کے رسالہ ٹمپرنس گائیڈ کے ساتھ عملی ہمدردی کا ثبوت دیں

نیازمند   مینیجر ٹمپرنس گائیڈ امرتسر

گمنام وہ بشر ہے کہ جسکا پسر نہیں

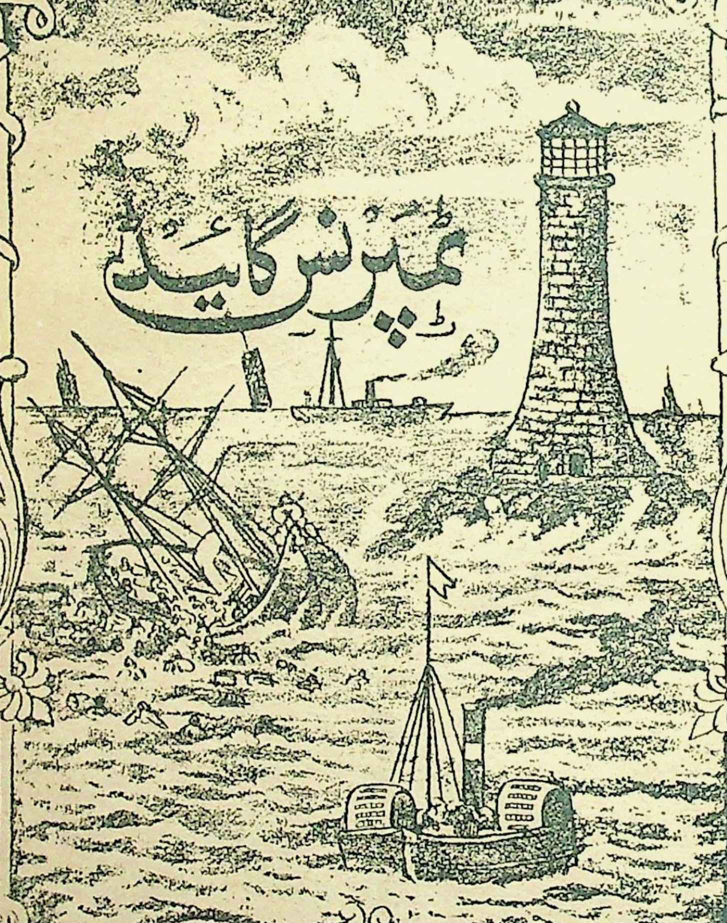
ہمارے شفاخانہ میں ہر ایک مرض کا شرطیہ علاج کیا جاتا ہے اور سب سے بڑھکر خوشخبری یہ ہے کہ جسکے اولاد نہ ہوتی ہو۔ یا اولاد چھوٹی عمر میں ہی مر جاتی ہو۔ یا لڑکیاں ہوں لڑکا نہ ہوتا ہو ہمارے علاج سے صحت یاب ہو کر خاطر خواہ مراد حاصل کرتا ہے۔ تجربہ شرط ہے۔ مفصل حالات مندرجہ ذیل پتہ سے دریافت کریں۔

شیخ نظام الدین حکیم یونانی امرتسر
چوک ڈیوڑھی کرموں۔

جلد (۱) نمبر ۱

THE TEMPERANCE GUIDE.

ٹمپرنس گائیڈ



باہتمام نند لعل ہندو میڈیکل ہال امرتسر سے شایع ہوا

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام نند لعل مالک ہندو میڈیکل ہال امرتسر ہونی چاہئے

ٹمپرنس گائیڈ

جلد (۱) نمبر (۱۰) امرتسر بابت ماہِ دسمبر ۱۹۰۴ء

سچ مچ ایک شخص نے دُنیا بدل دی!

سر ولیم گرگری گورنر سیلون نے وہاں کی اخلاقی اور معاشرتی حالت پر ریمارک کرتے وقت ۱۸۷۲ء میں اپنے پہلے ایڈریس کے اندر مجلس واضعانِ قانون وآئین کے سامنے بیان کیا تھا:-

"اِس قدر کہنے کے بعد میں ایک اور مضمون کی نسبت کچھ کہے بغیر نہیں رہ سکتا۔ یعنی اِس جزیرہ میں کثرتِ شراب! جہاں انگریزی گورنمنٹ نے اس جزیرہ پر ایسی بڑی بڑی عنایتیں کی ہیں جنکا یہاں والے ہزار جاں سے اعتراف کر رہے ہیں یعنی تحفظِ مال وجان۔ مساواتِ قانون وعدالت۔ تدارکِ بردہ فروشی۔ وسایلِ ترقی تجارت یا صاف اور سیدھی سڑکیں۔ وہاں ایک ایسی لعنت افگن چیز بھی دے رکھی ہے جو مقابلتہً وزن میں بھاری ہے یعنی شراب۔ حالانکہ آج سے چند سال اُدھر یہاں والے شرابی کو نظرِ حقارت سے دیکھتے تھے۔ مگر اب یہ حالت ہے کہ وہ بات جو نفرت کا باعث تھی بالکل معدوم ہو گئی۔ اور ایسے ایسے مقامات میں مے نوشی ومیکشی کی کثرت ہو رہی ہے جہاں پہلے اسکا نام ونشان بھی نہ تھا۔ (طرفہ یہ کہ مرد تو مرد) اب عورتیں بھی پینے لگ گئی ہیں۔" (آبکاری نمبر ۵)

الغرض آج سے ۳۲ برس اُدھر یہ حالت تھی اُس جزیرہ کی جسے اب تک پُرانے خیال والے "سونے کی لنکا" کہتے ہیں۔ یہ کیفیت تھی اُس سرانديپ کی جہاں حضرت آدمؑ نے پہلے پہل اپنے مُبارک قدم رکھے تھے۔ یہ صُورت تھی اُس سیلون کی جہاں شراب اور دیگر منشّیات کا نام لینا ہی ہزار گناہ کے برابر سمجھا جاتا تھا۔ اور یہ نقشہ تھا اُس اخلاقِ مجسّم۔ تقویٰ شعاری کے مخزن اور پرہیزگاری کی معدن۔ دُنیا کے مقدّس حصّہ کا جس میں نصف کے قریب مہاتما گوتم بُدھ کے وہ عقیدت کیش پیرو رہتے تھے جن کی تعلیم کے پانچ خاص اصولوں میں ایک یہ بھی ہے کہ "شرابی کبھی

برائے مہربانی صفحہ ۲۳ ضرور ملاحظہ فرمائیے۔

زوال حاصل نہیں کر سکتا" مگر اُس پتھر میں سے لعل پیدا کرنے والے خالق نے دفعتہً ایسی کایا پلٹی کہ صلّ وجل۔ مسٹر بی اے ڈی سلوا ایک گوتمی دھاوت شرابی تھے اُن کے دل میں یہ بات آئی۔ کہ "جس چیز کو تم مایۂ عیش سمجھے بیٹھے ہو وہ تمہارے اپنے مذہب کے مطابق تمہیں جہنم کا ایندھن بنا کے رہیگی" اُس پاک فرشتہ کی یہ آواز جسے ضمیر یا کونشنس کہتے ہیں پوری برقی تاثیر کر گئی۔ پھر کیا تھا۔ اُٹھا۔ بڑھا۔ نہ خود چھوڑی بلکہ اوروں سے بھی چھڑانے پر کمر باندھی۔ جب کچھ ہم خیال اکٹھے ہو گئے ٹمپرنس سوسائٹی کی بنیاد رکھی۔ رفتہ رفتہ یہ خیال ایسا پھلا پھولا کہ سیلون میں شمال سے جنوب اور مشرق سے مغرب تک پھیل گیا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے بُدھ مذہب کے کولمبو والے مندر کے رجسٹر میں ۳۲۵ سوسائٹیاں درج ہوئیں۔ اور نئے ممبروں کی تعداد اوسط کے حساب سے پانچسو سے لیکر ہزار تک روزانہ پہنچنے لگی۔ اور اِس وقت اِن ٹمپرنس سوسائٹیوں کی تعداد ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ ہے۔ اِدھر کی ترقی اُدھر کے تنزل کے اصول پر شرابفروشی گھٹنے لگی۔ جن مواضعات میں کوئی دن سو سے کم بکری نہ ہوتی تھی صرف سوا روپیہ رہ گئی۔ ٹھیکہ داروں نے صاحب ضلع سے درخواست کی کہ ۹۰ ہزار کا ۳۰ ہزار رہ گیا ہے اور آیندہ صفر تک پہنچنے کی اُمید ہے کچھ رحم کیا جائے۔ معدلت گستر سرکار گورنمنٹ سیلون نے ٹمپرنسیوں کی سرگرمی اور گرمجوشی کا خاص طور سے اعتراف کیا۔ میجر ٹامس سکن نر (سی۔ ایم۔ جی ڈایرکٹر پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ) لکھتے ہیں کہ سرکار کو ۱۸۴۰ء سے ۱۸۵۰ء تک (برابر دس سال) ساٹھ ہزار پونڈ سالانہ آمدن تھی جو سلوا کی بدولت چالیس کے قریب رہ گئی ہے۔ اور وہ گشت و خون۔ جرایم اور سفاکیاں جنکے تصفیہ کے واسطے حکّام کو صبح کے ۸ بجے سے آدھی آدھی رات تک عدالتوں میں بیٹھا رہنا پڑتا تھا ایسی کم ہوئی ہیں کہ اب تین گھنٹے بھی بمشکل صرف ہوتے ہیں۔ رعایا نے بغیر کسی قسم کی حکّام کی مدد کے اپنے آپ ایک عجیب اصلاح کا بیڑا اُٹھایا ہے چنانچہ شرابی کی خاصی گت بنائی جاتی ہے۔ دھوبی دُھلائی نہیں کرتے۔ نائی حجامت نہیں بناتے۔ رسوئیے روٹی نہیں کرتے۔ بیوپاری بیوپار نہیں کرتے۔ برادری والے پاس نہیں کرتے۔ جب ہر طرف سے ایسے ناکوں چنے چبائے جاتے ہیں تو "ولے بر ندش" کے اصول پر شرابی اپنے آپ چھوڑتے ہیں اِس طریق سے بھی خاصی کامیابی ہوئی ہے۔ پیارے ناظرین! یہ باتیں تو ہمارے اِس آریہ ورت میں ہونی چاہئیں تھیں جو اب سمندر پار سے سُنائی دیتی ہیں۔

امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی کے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر بابو ابناش چندر جی نے اپنے لکچر کے خاتمہ پر مجمع عام کو مخاطب کر کے ۲ شخص ایسے طلب کئے تھے جو تن من دھن سے "ٹمپرنس کاز" کی مدد

برائے مہربانی صفحہ ۲۳ ضرور ملاحظہ فرمایئے

اور معاونت کے لئے ہمیشہ کے واسطے کمربستہ رہیں۔ کیونکہ اُن کے خیال میں اِس قسم کے آدمیوں کی کمی تھی۔ اگرچہ اس وقت بہت ہی کم آدمی مردِ میدان بنے تھے۔ اسلئے اس مضمون کے خاتمہ اپنے اہلِ وطن سے پھر التجا کی جاتی ہے۔ کہ بیاس جی والے دیس میں۔ اس پانڈووں کی نگری میں۔ شنکر آچارج گوتم۔ رام موہن رائے۔ سیّد احمد خان صاحب اور دیانند جی کے وطن مالوفہ میں کیا ایک بھی ایسا آدمی نہیں نکل سکتا جو مسٹر بی اے ڈی سِلوا کی طرح مردِ میدان بن کے یہاں کا بھی نقشہ بدل دے۔

حرُوف تہجّی شراب

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

از پنڈت جیا لعل صاحب بی اے سکرٹری ٹمپرنس سوسائٹی ٹیر

ض۔ ضروری ہے کہ انسان شراب سے بچے۔ کیونکہ یہ ایک ایسا مُہلک سمندر ہے کہ جس میں ڈوب کر اتنے آدمیوں کی زندگیاں تباہ ہوئی ہیں۔ کہ جتنی بحر اوقیانوس نے بھی نہیں کیں۔ (ایک انگریزی مصنّف)

ط۔ طحال۔ ورم۔ کھانسی۔ اسہال۔ اور خارش کی بنیاد شراب ہے۔ (سر ولیم ٹیل)

ظ۔ ظالم۔ دھوکا باز شراب ایک عجیب عینک ہے کہ جس کے لگانے والے کو شیطان اور اوس کے کام دکھائی دیتے ہیں۔ (والٹر پی جیل)

ع۔ عشق دُختِ رز کئی گناہوں کا مُوجب ہے۔ یہ مُلک کی پُوری فلاکت کا باعث ہے۔ (پنڈت شمبھو ناتھ جج ہائیکورٹ کلکتہ)

غ۔ غنیمت ہے کہ اگرچہ میں کئی دفعہ گرا۔ لیکن شراب کی مہربانی سے کبھی نہیں گرا۔ یہی میری شانتی ہے۔ (سر ولسن بلر ایم ڈی)

ف۔ فاقہ۔ بدبختیاں۔ مصیبتیں۔ جُرم اور ناپاکیزگیاں بہت کچھ شراب کی وجہ سے ہیں۔ شدھ پوتر پانی نے کبھی کسی کو نقصان نہیں پہنچایا۔ پس شراب کو جرموں کا عرق کہہ سکتے ہیں۔ (سر جان مُلک)

ک۔ کیا وہاں شیطان کا بھی دخل نہیں؟ اگر نہیں۔ تو پھر حضرت شراب کو اُدھر بھیجدو۔ (ایک یہودی کہاوت)

گ۔ گرمی اور سردی۔ خوشی اور غمی۔ آرام اور رنج۔ خوشحالی اور مُفلسی۔ جوانی اور بڑھاپا۔ دونوں چیزیں ہر ایک کے ساتھ ہیں۔ لیکن شرابی صرف دوسری ہی دیکھتا ہے۔ (سلیمان)

ل۔ لڑکپن اور جوانی میں میں نے شراب سے اپنے خون کو کبھی گرم نہیں کیا۔ اب بُوڑھا ہوں۔ تاہم مضبوط اور کام کے لائق ہوں۔ (شیکسپیئر)

برائے مہربانی صفحہ ۲۲ ملاحظہ فرمائیے

مشاہیر ٹمپرنس

مسٹر سموئیل سمتھ ممبر پارلیمنٹ انگلستان

اِس سے بڑھکر ھندوستان کے حق میں شاید ھی کوئی اور بات زہر ھو جو اُن میں شراب کا مذاق پیدا کرنے سے ھو سکتی ھے اگر خدانخواستہ ھندوستان میں شراب کا رواج عام ھو گیا تو ابھی سے سمجھ رکھو کہ شراب ھندوستان میں ایک نہ ایک دن وھی گُل کھِلائیگی جو اِسوقت افیون کی بدولت چین میں کھِل رہے ہیں۔ (ماخوذ از سپیچ پارلیمنٹ جو مسٹر سمتھ نے ۱۸۸۹ء کو دی تھی)

مسٹر سمتھ نے اپنی زندگی کے حالات خود ایک ۳۲۰ صفحہ کی ضخیم انگریزی کتاب میں لکھے ہیں۔ اِسی سوانحِ عمری سے بالاجمال کچھ باتیں یہاں درج کرتے ہیں۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں۔

"میری پیدایش ۱۱ جنوری ۱۸۳۶ء کو بمقام رابرٹن (واقعہ کرکنڈ برگ شایر) ہُوئی تھی۔ میرے دادا سیموئیل سمتھ ایک زمیندار تھے۔ اور اُنہوں نے گیلوی کی زراعت کے متعلق ایک بسیط کتاب لکھی۔ اور ۱۷۹۶ء سے لیکے ۱۸۱۶ء تک بورگیو کے چھوٹے پادری کا بھی کام کرتے تھے۔ والد کو بھی کاشتکاری کا زیادہ خیال تھا۔ اور میرا بچپن بھی دہقانی زندگی میں بسر ہُوا۔ چودھویں یا پندرھویں برس میں جب وہ سبھی کچھ حاصل کرچکا جو بورگیو میں حاصل ہو سکتا تھا۔ کرکندبرایٹ میں چندروزہ پڑھ کے ایڈنبرا یونیورسٹی میں داخل ہُوا۔ جان سٹوار بلیکی صاحب ڈرامے میں اور پروفیسر بلفور علم نباتات میں میرے اُستاد تھے۔ ۱۸۵۳ء میں ایک روئی کے دلّال کی مَیں نے شاگردی کی۔ ۱۸۵۷ء میں فلومیٹک سوسائِٹی میں شامل ہو کے سپیچ بازی سیکھی۔ اُن دنوں پولٹیکل دُنیا میں خوب آگ بھڑک رہی تھی۔ اس خیال سے کہ میری روئی کی تجارت پر اسکا خاص اثر پڑتا تھا مَیں نے لورپول پوسٹ میں چند روز مرکےتور (mercator) کے نام سے کچھ مضامین لکھنے شروع کئے۔ ۱۸۶۰ء کے شروع میں پہلی دفعہ امریکہ کا سفر کیا۔ اور واپس ہو کے اپنے نام سے روئی کی دوکان نکالی۔ ۱۸۶۲ء میں تجارت کی غرض سے پہلی دفعہ ہندوستان کا سفر کیا۔ راجہ بھاونگر سے ملاقات کی۔ اس سے دو برس بعد مسٹر ایڈورڈ کے ساتھ شراکت میں دوکان نکالی۔ ۲۰ جولائی ۱۸۶۴ء کو شادی ہُوئی ستمبر ۱۸۶۵ء میں لڑکی ہُوئی تھی جو

برائے مہربانی صفحہ ۳۲ ضرور ملاحظہ فرمائیے

صرف دو مہینے زندہ رہی سنہ ۱۸۷۰ء میں لڑکا پیدا ہُوا جسکا نام جیمس رکھا گیا۔ (اس ہونہار نے ۷ دسمبر سنہ ۱۸۹۸ء کو ہمیشہ کے لئے داغ مفارقت دیا) سنہ ۱۸۷۵ء میں سنڈے سکول کی بُنیاد ڈالی سنہ ۱۸۷۶ء میں والد نے انتقال کیا۔ سنہ ۱۸۸۲ء میں لورپول کی طرف سے جو صاحب پارلیمنٹ کے ممبر منتخب ہو چکے تھے مر گئے تو مجھے نامزد کیا گیا۔ اُس وقت یہ مسئلہ پیش تھا "آیرلینڈ کا مغربی حصّہ گنجان ہے وہاں سے لوگ نکال کر باہر بھیجدیئے جائیں"۔ مَیں نے بھی اِس پر خاصی بحث کی۔ سنہ ۱۸۸۵ء کے بڑے دنوں میں ہندوستان میں دوسری دفعہ آیا۔ سنہ ۱۸۸۸ء میں "پارلیمنٹ میں نمک کے ٹیکس پر بحث تھی۔ جس کے دوران میں مسٹر سلیگ نے ہندوستان کی شراب کی بھٹّوں کی کثرت کے متعلّق کچھ تجویز پیش کی تھی۔ مگر اُن کی بیوقت موت سے یہ کام بھی مجھے ہی کرنا پڑا۔ گو اس سشن میں ہماری بات نہ ہُوئی۔ مگر دوسرے سشن میں پارلیمنٹ میں مجھے "مخرّبِ اخلاق تصانیف کی اشاعت کے روکنے میں کامیابی ہُوئی"۔ اسی سشن میں مجھے خاص طور پر "ترقّی تجارتِ شراب" کے مسئلہ کو چھیڑنا پڑا۔ جسکا عملی نتیجہ مدراس احاطہ میں ہزاروں بھٹّوں کے بند ہونے سے ظہور میں آیا۔ اِسی سشن میں پارلیمنٹ کے اندر ایسٹ انڈیا کمپنی کی تجارتِ افیون کے متعلّق بحث چھڑی کہ باوجود گورنمنٹ چین کی ممانعت کے کمپنی نے افیون کی پیٹیاں چین میں پہنچائیں۔ جنکو گورنمنٹ چین نے دریا بُرد کر دیا۔ اِس پر خوب چھان بین ہُوئی۔ مَیں نے صاف کہ دیا کہ یہ کمپنی ہی کا قصور ہے۔ اگر گورنمنٹ چین نے اخلاقی فرائض کو مدّنظر رکھ کے ممانعت کی تھی تو کیوں دخل درمعقولات سے کام لیا گیا؟۔ سنہ ۱۸۸۹ء میں مجھے ایک چھوڑ چار دفعہ پارلیمنٹ میں بولنے کا موقعہ ملا۔ سب سے پہلے ۳ اپریل کو سر ولیم وڈربرن نے "ہندوستان کے قحط" کا مسئلہ پیش کیا۔ اس کی تائید میری قسمت میں تھی۔ مَیں نے اپنے ثبوت میں مسٹر رومیشچندر دت اور مسٹر راجرس کی رپورٹوں کو دُہرا دُہرا کے ساری قلعی کھول دی۔ اگرچہ مَیں نے مسٹر دت کی وہ کتاب جس میں آپنے ہندوستان کی زمینداری کے متعلّق بحث کی تھی اور ساتھ ہی اس کے مسٹر ڈگبی کی "افلاس ہند" پہلے سے دیکھی ہُوئی تھیں۔ مگر جب مجھے لارڈ کرزن کی وہ رپورٹ نظر پڑی جس میں آپنے ہندوستان کے کاشتکار کی سالانہ آمدنی بمشکل بیس روپے لکھی تھی۔ میری آنکھوں میں پانی جھلک اُٹھا۔ اور آخر ہندوستان کی آیندہ بہتری کو مدّنظر رکھ کے مَیں نے ۲۸ جون سنہ ۱۹۰۰ء کو ایک خط لارڈ کرزن کے نام لکھا۔ جس میں ہندوستان کی آیندہ بہبودی کے متعلّق یہ باتیں تھیں۔

(۱) لوگوں کے عام افلاس۔ غُربت اور ناداری کا خاص خیال کیا جائے۔

(۲) روزانہ کارآمد چیزوں پر ٹیکس کم لگایا جائے۔

(۳) استمراری بندوبست کم شرح سے کیا جائے۔ تاکہ غریب زمیندار اپنی کمائی سے کچھ آیندہ کی ضروریات

برائے مہربانی صفحہ ۲۳ ضرور ملاحظہ فرمایئے۔

کے لئے بھی بچا سکیں۔

(۴) ساہوکاروں نے زمینداروں اور کاشتکاروں کو لوٹ کھایا۔ اگر سرکار کی طرف سے انہیں کچھ سہارا دیا جائے تو ان کی چاندی ہو جائے

(۵) چونکہ ملک کا بہت ساحصّہ پانی کے نہ ملنے کے باعث غیر کاشت پڑا ہے۔ اسلئے کنوئیں تالاب اور نہریں نکال کے آبپاشی کا خاص انتظام کیا جائے

(۶) پنچایت کو پھر قایم رکھا جائے۔

(۷) اگر ہندوستانیوں کو ہندوستان میں اعلیٰ عہدے دیئے جائیں تو اس سے ہندوستان کا روپیہ ہندوستان ہی میں رہے۔ اور ایک معقول رقم جو آئے سال انگلستان میں پنشنوں کے ذریعے جاتی ہے کم ہو جائے۔

جس دن سے اینگلو انڈین ایسوسی ایشن قایم ہوئی ہے مجھے اس کی پریذیڈنٹی کا برابر فخر حاصل ہے اور اب تک ٹمپرنس کے کام میں ساعی ہوں"۔

یہانتک حالات مسٹر سمتھ کی سوانح عمری (مطبوعہ سنہ ۱۹۰۳ء) سے انتخاب کر کے دی گئی ہیں۔ کتاب کے چھپنے کے بعد پارلیمنٹ میں ایک خاص مسودہ "سولہ برس کے کم عمر بچوں کے ہاتھ سگار فروشی" کے بارہ میں پیش ہوا تھا۔ اس میں آپنے خاص انٹرسٹ لیا۔ اُمید ہے ابکے کانفرنس کے جلسہ میں آپ کی سپیچ نہایت ہی مفید ہوگی۔ (ایڈیٹر سلمہ القدیر)

شراب کے لوازمات

ش	شرارت	شرارت کریگا شرابی ضرور	پئے گا اسے جو کہ ہو بے شعور	سلیمان	توریت
ر	رات	ہوا کرتے بدمست ہیں رات کو	بلاتے شرابی ہیں آفات کو	پولوس	انجیل
ا	اندھیرا	اندھیرے کے ہیں کام ظاہر یہی	بدی۔ مکر۔ مستی و ہم بیخودی۔	پولوس	انجیل
ب	بدی	بدی دختِ رز کی اداؤں میں ہے	یہ رہتی سدا بیچیاؤں میں ہے	واعظ	

نتیجہ { پیرِ میخانہ سے مَے مت پیجیو۔ واعظ کبھی!
اُس نے ہے شیطان کے مُنہ سے اُگلوائی ہوئی۔ }

(آر۔ ایم۔ واعظ)

نالۂ درد

ذیل کی نظم ہم کمال شکریہ کے ساتھ درج کرتے ہیں جو خاص پرنس گائیڈ کے واسطے لاہور چیفس کالج کے اسسٹنٹ پروفیسر اور ہندوستان بھر کے متبرک مقام قصبہ گنگوہ ضلع سہارنپور کے خانوادۂ پیرزادگان قدوسی کے چراغ مولانا خواجہ ظہور الحق صاحب (احقر) نے تصنیف فرمائی ہے۔ خواجہ صاحب کو ۱۴ برس سے محکمۂ تعلیم کے ساتھ تعلق ہے۔ اور اس عرصہ کا بڑا حصہ چیفس کالج یا ایچیسن کالج کے حصہ میں آیا ہے۔ جہاں کے جملہ مواقعات پر آپ کی نظمیں دلچسپی سے سنی جاتی ہیں۔ کالج کے سالانہ انعامی جلسوں پر جو قصاید بروقت تشریف آوری حضور لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر پڑھے جاتے ہیں آپ ہی کے ہوتے ہیں۔ اس وقت تک آپ کی تصانیف سے کئی کتابیں انگریزی۔ اردو اور فارسی میں چھپ چکی ہیں۔ ایک دیوان اردو اور چند اخلاقی ناول بھی قبولیت عام کا سہرا پہن چکے ہیں۔ آپ کے اخلاق حمیدہ نہایت ہی قابل تعریف ہیں کئی رؤسا کے اتالیق بھی رہ چکے ہیں۔ سرکار کی طرف سے بھی کلام کی بدولت خاص امتیاز حاصل ہوا ہے۔ نہایت خوشی کی بات ہے کہ ایسے ایسے باکمال بزرگ جو کمالات صوری و معنوی سے مستفیض ہیں "پرنس کاز" کی اور پرنس لٹریچر کی معاونت پر آمادہ ہو گئے ہیں۔ جس سے ہمیں اس بات کے کہنے کا فخر ہے کہ پرنس لٹریچر اب اردو علم ادب کی دوسری شاخوں کی طرح مکمل ہے۔ اور سرکاری کتابوں اور کورسوں میں برابر حصہ لینے کا مستحق ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ خواجہ صاحب کے نیسان فیض سے ہم اور بھی جھولیوں بھر موتی پائیں گے۔

جانا نہ تم شراب کے نزدیک زینہار! — انسان کی یہ دشمن جانی ہے۔ مثل مار
رل جائے اس کو گلشن ہستی میں جس کے بار — ممکن نہیں کہ آئے پھر اس میں کبھی بہار
بستی میں اس بلا کا اگر ہو گیا گذر — کردے گی چند روز میں ویران وہ دیار
ناگن یہ وہ ہے کاٹے کا جسکے نہیں علاج — جانبر ہو کیسے؟ جس کو یہ ڈس جائے نابکار
پیتا ہے جو اسے۔ تو یہ پیتی ہے اس کا خون — بچتا نہیں جو عشوے کا اس کے ہوا شکار

کمبخت یہ شراب وہ خانہ خراب ہے — ہیں بے چراغ کردیئے گھر جس نے بیشمار
پھندے میں اس کے صاحب دولت پھنسا اگر — نادار ہو کے ہوتا ہے آخر ذلیل و خوار

برائے مہربانی صفحہ ۲۳ ضرور ملاحظہ فرمائیے

آجائے دم میں اس کے اگر مرد ہوشیار | ہوش و حواس رہتے نہیں اس کے برقرار
ہوتا ہے اسکے پینے سے انسان کا یہ حال | جن آ کے جیسے سر پہ کوئی ہو گیا سوار
گرویدہ اس کا صاحب توقیر ہے اگر | دانستہ اپنے ہاتھ سے کھوتا ہے وہ وقار
رہتا نہیں جو پاس ہو انساں کے مال و زر | انسان سے چھڑا ہی دیتی ہے یار غار
جسکے یہ ایک بار لگی منہ کو نامراد! | سمجھو تو عمر بھر کے لئے ہے گلے کا ہار
امراض مختلف کی یہی جڑ ہے نامراد۔ | آخر دِق ہے۔ صرع ہے یا مزمنہ بخار
پی کر اسے جہاں میں نہ پھولا پھلا کوئی | یہ خرمنِ حیات کے حق میں ہے اک شرار
مشہور خاندان جو تھے اک زمانہ میں۔ | اس نے کئے تباہ خدا کی ہو اس پہ مار
یہ بادشاہوں کا بھی نہیں چھوڑتی وقار | اس سے خدا بچائے بری ہے یہ نابکار
پی کر اسے نہ عقل میں کیونکر پڑے فتور | اس سے حواسِ خمسہ میں آتا ہے انتشار
بچتا نہیں جو ایسی بلا سے ہے ناسمجھ۔ | دانستہ منہ میں موت کے جاتا ہے وہ حمار
سو آفتوں کی ایک یہ آفت ہے ناسزا | لازم ہے ہر بشر کو رہے اس سے ہوشیار
انساں کو کر یہ دیتی ہے بدمست اس قدر | جاتا تمام عمر نہیں اس کا پھر خمار

احقر! خدا سے کرتے رہو تم۔ یہی دعا
ہندوستاں سے دور کہیں ہو۔ یہ نابکار۔

معقول جواب

کسی نے یہ اک روز پوچھا گدھے سے۔
میاں! کیوں نہیں بھنگ کے کھیت کھاتے؟
گدھے نے کہا۔ رینگ کے۔ دم ہلا کے۔
"مجھے بھی ذرا عقل دی ہے خدا نے
جب انسان ہو بھنگ پی کر گدھا سا
کہو پھر بنے گا گدھے سے گدھا کیا؟"

ملفوظات میر سلمہ القدیر

برائے مہربانی صفحہ ۲۳ ضرور ملاحظہ فرمائیے۔

آفتابِ کامیابی کی ایک اور جھلک

مُدّت سے ایک خیال چلا آتا تھا کہ جملہ ٹمپرنس سوسائیٹیوں کی متحدہ طاقت سے ایک ایسی کانفرنس تجویز ہو جس میں باتّفاق ایسے ریزولیوشن پیش ہُوا کریں جو ہندوستانیوں کے عام فلاحیت اور فائدے کے ہوں - پھر اس خیال کے ساتھ یہ دوسرا خیال پیدا ہوتا تھا - کہ اسکا دفتر کہاں ہو - صدر مقام کہاں ہو - عہدے دار کون ہوں - الغرض ہوا و ہوس پر بہت زور تھا مگر ہوتا ہوا تا کچھ نہ تھا - چنانچہ امرتسر ٹمپرنس سوسائیٹی کے پچھلے سالانہ جلسہ پر جبکہ کوئی ۲۵ ایک مختلف سوسائیٹیوں کے ڈیلیگیٹ جمع تھے یہ بات پھر چھڑی مگر اُنہیں پرانے سوالوں نے پھر دِقّت پیدا کردی - اور بات ہوتے ہوتے رہ گئی - یہ سہرا نصیب بمبئی والوں کے جنکے سر پر اوّلیّت کا سہرا رہا - کیونکہ انہوں نے ہمارے اینگلو انڈین ٹمپرنس ایسوسی ایشنوں کے جنرل پریذیڈنٹ مسٹر سموئیل سمتھ ممبر پارلیمنٹ کے ہندوستان میں تشریف لانے کو اسوقت غنیمت سمجھ کے بسم اللہ کردی اور ایک چٹھی اس مضمون کی جملہ سوسائیٹیوں کے نام بھیجی کہ نیشنل کانگرس اور نمائش گاہ کے دیکھنے کو بہت سے آدمی بمبئی میں آئیں گے - اِدھر ہمارے پریذیڈنٹ صاحب بھی رونق افروز ہیں - اِس لئے یہ مناسب سمجھا گیا ہے کہ ۲۶ دسمبر کی صبح کو ایک خاص کانفرنس کی جائے جس میں ہندوستان کی جملہ ٹمپرنس سوسائیٹیوں کے ڈیلیگیٹ موجود ہوں اور نیز یہ بھی قرار پایا ہے کہ اس کانفرنس کے اجلاس میں مسئلہ ٹمپرنس کے مختلف پہلوؤں پر مختلف مضامین پڑھے جائیں اور خاتمہ پر ایک ریزولیوشن گورنمنٹ اور لوکل گورنمنٹوں کا اِن مختلف مراسلوں اور تجاویز کے لئے جس میں مقامی استصواب (درباره ترقی مسکرات) کو ضروری سمجھا گیا ہے - شکریہ ادا کرکے التجا کی جائے کہ حتی الوسع ان حقوق کے معانی میں توسیع کی کوشش کی جائے ۔"

ہم اُمید کرتے ہیں کہ ایسے موقعہ پر پنجاب کے مختلف مقامات سے ایک کافی تعداد ڈیلیگیٹوں - لکچراروں اور رائے دہندوں کی کانفرنس میں شامل ہوگی - اور وہ اصحاب جو ہمیشہ کانفرنس کانفرنس کیا کرتے تھے ضرور شامل ہوں گے -

صفحہ ۲۳ ضرور ملاحظہ فرمائیے !

شراب خانہ خراب

ابھی کل کی بات ہے جب امرتسر میں ندوۃ العلماء کا اجلاس تھا۔ اور اُس موقعہ پر امرتسر ٹمپرنس سوسائیٹی کا بھی سالانہ جلسہ تھا۔ اسلامی دُنیا کے روشن چراغ ہندوستان کے ہر ایک حصّہ سے تشریف لا کے مسلمانوں کی آیندہ بہتری کے مسئلہ پر غور کر رہے تھے۔ انہیں بزرگوں میں ہر دلعزیز قوم اور ہم مذہبوں کے سچّے خیر خواہ **مولوی قاری شاہ سلیمان صاحب** پُھلواروی ادام اللہ فیوضہٗ بھی رونق افروز تھے۔ ممبران سوسائیٹی کا ایک خاص ڈیپوٹیشن آپ کی خدمت میں اِس غرض سے حاضر ہُوا کہ اس جلسہ کے موقعہ پر حسنِ اتّفاق دونوں جلسے ہیں مگر ایک جلسہ کا وقت دوسرے سے مختلف ہے۔ اِس لئے قاری صاحب نے نہایت مہربانی سے درخواست منظور کی اور اپنے کلماتِ طیّبات سے سب کو مستفیض کیا۔ قاری صاحب جس نہج سے اپنی تقریر کرتے ہیں سامعین پر جادو کا اثر کر جاتی ہے۔ نہ صرف یہی بلکہ آپنے دوسرے دن کے ندوۃ العلماء کے جلسہ میں ایک خاص زیرولیوشن "منہیّات ممنوعات ومشروبات مکروہات" کے متعلّق پاس کرایا تھا۔ اُنہیں بزرگوار کے فرزند رشید صاحبزادہ **حسن میاں** صاحب نے مندرجہ ذیل مضمون عنایت فرمایا ہے۔ درحقیقت اب معاملہ نہایت ہی نازک ہو رہا ہے۔ اگر بزرگانِ دین گوشۂ عافیّت میں بیٹھے ہُوئے "اللہ اللہ" کئے جائیں گے تو معاذ اللہ! نتیجہ برعکس ہوگا۔

مرآں دم در تلاطم خیز گرداب اندا خوانت
شمارِ دانۂ تسبیح اندر حجُرہ مے زیبد۔ (مدیر سلمہ القدیر)

ہاں! اگر شاہ صاحب اور اُن کے صاحبزادہ کی طرح دیگر بزرگانِ اہلِ اسلام ادھر خیال کرینگے تو بیڑا پار ہے۔ شاہ صاحب نے اپنے امرتسر کے لکچر میں بجا فرمایا تھا کہ پلیگ۔ وباء اور جنگ سے جس قدر آدمی مرتے ہیں۔ اگر حساب لگایا جائے تو مسکرات سے اُس سے کئی درجہ مضاعف المضاعف مرتے ہیں۔ یہ مرض ایسا عام ہو رہا ہے کہ جسکے دفعیہ کیواسطے مجموعی کوشش کی ضرورت ہے۔ اور نہایت خوشی کی بات ہے کہ ٹمپرنس سوسائیٹیوں میں جملہ مذاہب کے آدمی اس بلائے مبرم کی سرکوبی کے لئے کوشاں ہیں۔ خدا جو سب کا خدا ہے۔

صفحہ ۲۲ ضرور ملاحظہ فرمائیے۔

اُن کی ہمّت۔ کوشش اور کام میں برکت دے:۔

عقل سلیم اس بات کو بتا رہی ہے اور تجربہ ثابت کر رہا ہے کہ مسکرات اور خاصکر شراب خانہ خراب اُمّ الخبائث۔ تمام بُرائیوں کی اصل۔ اور بہت ہی بُری شے ہے۔ ”خمر“ کی بُرائیاں عالم پر روشن وظاہر ہیں۔ یہ ایک ایسا سہ حرفی لفظ ہے جسکا ہر حرف ایک ایسے لفظ کا جُزو بنتا ہے۔ جس سے بھلے آدمیوں کا دل کوسوں بھاگتا ہے۔ خ سے خرابی وخستگی۔ م سے مصیبت وذلت۔ ر سے رسوائی وغیرہ

”خمر“ یعنی شراب ایک ایسی دماغ سوز چیز ہے۔ جو انسان پر چند لمحے سرور وعیش کا رنگ جما کر خمار جانکاہ کے اُس عمیق گڑھے میں دھکیلتی ہے جو اُس اُڑ جانے والے رنگ کے بعد یقینی طور پر آنے والا ہے۔

”خمر“ اور تمام مسکرات انسان کو دین ودُنیا سے گیا گذرا۔ اور بالکل نکمّا اور بیکار کر دیتے ہیں اور آدمی طرح طرح کے مُہلک اور بُرے عوارض میں مُبتلا ہو جاتا ہے۔ اور آخر کار ایک باکار شخص بیکار ہو کر حسرت سے یُوں کہتا ہے ؎

عشق نے غالبؔ نکمّا کر دیا۔ ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے

اِس میں کلام نہیں کہ شراب میں کچھ نہ کچھ نفع وفائدہ بھی ہے۔ مگر اس کا نقصان اور ضرر اِس سے کہیں زیادہ ہے۔ اگر اس سے کسی قدر منفعت کی اُمید کی جاسکتی ہے۔ تو اُسی وقت جبکہ اعتدال اور شرایط کے ساتھ اسکا استعمال کیا جائے مگر جب یہ کافر مُنہ سے لگی تو پھر کہاں کی شرطیں اور کیسا اعتدال؛ سب کچھ طاقِ نسیاں پر دھرا رہ جاتا ہے۔ ایسی حالت میں سوائے مضرت اور نقصان کے ہرگز کچھ نفع اور فائدہ نہیں ہو سکتا۔ اِس لئے اسلام نے جو ایک اور حکیمانہ مذہب ہے۔ مُسکرات کے استعمال کرنے کی اپنے پیرووں کو بالکل ممانعت کر دی۔ اور خاصکر شراب کو قطعاً حرام فرمایا۔ افسوس ہے کہ ہمارے ہندوستانی برادران خمر کی اُن ساری خرابیوں کو نظر انداز کر کے یوروپین تقلید کے پیچھے پڑے ہُوئے ہیں۔ اور شراب وکباب کو ایک فرحت بخش شے اور فیشن خیال کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ محض دھوکا ہی دھوکا ہے۔ ہم یہاں پر چند سطریں عبارت ”مجلۂ طبیہ“ دہلی سے نقل کرتے ہیں۔ ناظرین غور سے ملاحظہ فرمائیں:۔

”چونکہ شراب ادویہ قلبی میں سے ہے۔ جس وقت اس کا کثیر حصہ قلب کی جانب پہنچتا ہے تو احتقانِ رُوح باعث سکتہ قلبی کا ہو جاتا ہے۔ شرابی اگر زندہ بھی رہے تو اُس کے وہ عضلات جنکو اس حکیم کیمیا ساز نے اپنی قدرت کاملہ سے تحریک اعضا کے لئے خلق کیا ہے

براہ مہربانی صفحہ ۲۳ ضرور پڑھیئے گا۔

ضعیف ہو جاتے ہیں ۔ اور اعضاءِ آلیہ میں بے قاعدہ حرکتیں (رعشہ) ہونے لگتی ہیں ۔ ہر چیز کی گرفت کی قدرت جاتی رہتی ہے ۔ مُرتعش آواز اِس بات کی صدا دیتی ہے کہ بیشک یہ کسی شرابی کی آواز ہوں ۔ لڑکھڑاتے ہاتھ پاؤں اس امر کی تصدیق کیا کرتے ہیں ۔ کہ بیشک ہمیں اِس اُمّ الخبائث کا شوق رہا ہے ؟"

مغربی تہذیب کے دلدادہ جو یورپ کی ہر بات پر مٹے ہوئے ہیں ۔ شراب نوشی کی بھونڈی تقلید کو بھی اُنہوں نے فیشن میں داخل کر لیا ہے ۔ انگلستان جیسے سرد ملک میں ہر سال چالیس ہزار پانچسو (۴۰۵۰۰) اشرف المخلوقات اِسی شراب کی بدولت پیوند زمین ہوتے ہیں ۔ تو ہندوستان جیسے گرم ملک کے لئے تو یہ آبِ آتشی اَور بھی سونے میں سہاگہ ہے ۔ انہیں کیا معلوم کہ یورپ کی تیز اور تند شرابیں ۔ جو ہماری عقلی و روحانی و اخلاقی ترقیوں کے سدِّ راہ ہونیکے علاوہ ہمارے رخت اعضا کو گھاس پھوس کی طرح جلا دیتی ہیں ۔ ہم پر اور ہماری آیندہ نسلوں پر کیا بُرا اثر ڈالیں گی ۔

خدا کا ہزار شکر ہے کہ مُلک کے خوش خیال ۔ آخر بیں ۔ اور معزز حضرات اب اِس طرف بڑے جوش و خروش سے متوجّہ ہوئے ہیں جس کا اعلیٰ نمونہ یہ رسالہ "ٹمپرنس گائیڈ" ہے خدا اِس رسالہ کو ترقی دے اور اسکے مقاصد کو پورا کرے ۔ اب ہم اِس شعر پر اپنا مختصر سا مضمون ختم کرتے ہیں ۔ ؎

یارب نہ ہو کسی کو بھی عادت شراب کی !
عادت ہو جسکو ۔ دے اُسے نفرت شراب کی !

"حسن" پھلواروی

شرابخواری کا علاج ۔ وزیر اعظم انگلستان کہتے ہیں "شراب کی کثرت کا اُس صورت میں روکنا جب سوسائٹی ادھر توجہ کرے ۔ لوگوں کو بوضاحت سمجھائیں کہ شراب کا استعمال انکے حق میں زہر ہے ۔ اگر بار بار سمجھانے پر بھی نہ ٹلیں تو اُن کے ساتھ میل جول ۔ نشست برخواست ۔ راہ و رسم ۔ لین دین ترک کر دیا جائے ۔ تو اس صورت میں سرکاری مدد کے بغیر اور طبّی مدد کے بدوں خود بخود دستور جائینگے" ۔ مگر رونا تو یہ ہے کہ باوجود اپنی قوم کی تباہی پر تباہی برابر دیکھنے میں آتی ہے ۔ اور پھر شرابیوں سے سوشیل تعلقات قطع نہیں کئے جاتے ۔ بلکہ جب کبھی کوئی جلسہ ہوتا ہے تو انہیں "بوتل بازوں" کو زینتِ محفل سمجھ کے صدر میں جگہ دی جاتی ہے ۔

برائے مہربانی صفحہ ۲۳ ضرور ملاحظہ فرمائیے ۔

غنچۂ دلگیر

۱۳۴۲۲

ذیل کی نظم جس میں زیادہ تر امانت کے رنگ پر رعایت لفظی کو برتا گیا ہے۔ قاضی ظہور الدین صاحب اکمل آف گولیکے کی تازہ تصنیف ہے۔ یہ آپکا حسن ظن ہے جو آپنے شعر میں اس ناچیز رسالہ کی نسبت ظاہر فرمایا ہے۔

شراب خوار زمانے میں خوار ہوتا ہے
وہ بوستانِ جوانی کا خار ہوتا ہے۔

اگرچہ پھول کے کپڑا بنا رئیس روس
وہ زارِ روس کی مانند زار ہوتا ہے۔
ہمیشہ تختۂ مشقِ عوارض و امراض!
اسے نہ ایک منٹ بھی قرار ہوتا ہے۔
وہ دار پر ہے اگرچہ جہاں کا ہے سردار
کہ اس کا دار بھی دار البوار ہوتا ہے

مدار ہیچ تو قع ز نوجوانی او
شرابِ ناب پہ جس کا مدار ہوتا ہے
جو پینے ہیں اسے اپنا سنوارتے کیا ہیں
مدام سر پہ سینچر سوار ہوتا ہے
شراب نوش کو اتنا غرور ہے کس پر
فنا یہ مال تو انجام کار ہوتا ہے
جو اونچے اونچے محلوں پہ ناز کرتا ہے
اسی کے سامنے سب کچھ غبار ہوتا ہے
ہے گرچہ سونے کے کمرے میں سونے کا عادی
مگر غبار میں آخر مزار ہوتا ہے
جو دخترِ رز سے دل اپنا لگائے بیٹھا ہے
وہ ایک روز نہایت ہی خوار ہوتا ہے
جہاں مدام ہو دَورِ شراب خانہ خراب
وہاں سے دُور یہ حلم و وقار ہوتا ہے
نہ صرف آبروئے خانماں پہ پانی پھرے
کہ صرف مال بھی یاں بے شمار ہوتا ہے
اسیرِ دامِ بلا۔ بے بلائے ہو کر تو
اجل کا کس لئے جلدی شکار ہوتا ہے
نہ پھول۔ پھول یہ آخر یہ گل کھلائیگا
گلِ شباب کے حق میں تو خار ہوتا ہے
نہ منہ لگا اِسے یہ منہ لگی نہ چھوٹے گی
ذلیل ہر جگہ پر اس کا یار ہوتا ہے
گماں مبر کہ بحفظ از کمان او باشیم
کہ اسکا تیر کلیجے کے پار ہوتا ہے
دکاں شراب کی کھلنے نہ دے قریب اپنے
بلاؤ کرب میں قرب و جوار ہوتا ہے
جو دیکھتا ہوں بد انجام میں شرابی کا
تڑپ تڑپ کے مرا دل فگار ہوتا ہے
نسیم صبح کی مانند ٹمپرنس گائیڈ
ہمارے باغ طرب کی بہار ہوتا ہے
نہ دل سے بھولنے پائے یہ قول اکمل کا
شراب خوار زمانے میں خوار ہوتا ہے

صفحہ ... ملاحظہ فرمائیے!

پینانگ کا خط

ڈاکٹر سندر سنگھ صاحب ممبر ٹمپرنس سوسائیٹی امرتسر (جنھوں نے پینانگ میں ٹمپرنس سوسائیٹی قایم کی ہے) لکھتے ہیں:۔

"ٹمپرنس سوسائیٹی کے ممبر حسب دستور اپنے معمولی کام کو سرانجام دے رہے ہیں اور جہاں جہاں موقعہ ملتا ہے لکچر ہوتے ہیں۔ سچ تو ہے کہ اس ملک کا بہت برا حال ہے۔ قریباً قریباً یہ ملک برباد ہو چکے ہیں اور نشوں کے ہاتھ بک چکے ہیں۔ سب سے زیادہ خراب حالت چینی لوگوں کی ہے۔ چنڈو کا استعمال عام طور پر کرتے ہیں۔ بعض لوگوں کو چنڈو پینے کی عادت یہاں تک ہو گئی ہوئی ہے کہ چنڈو سے اُنکو نشہ نہیں ہوتا۔ وہ اپنے بدن میں مارفیا کی پچکاری کرواتے ہیں تو کچھ نشہ آتا ہے۔ اُن کے بدن پر گوشت نہیں صرف ہڈیاں نظر آتی ہیں۔ رفتہ رفتہ ایسے عادی ہو جاتے ہیں۔ جب چنڈو نہیں ملتا۔ تو چوری کرتے ہیں۔ ڈاکے مارتے ہیں۔ بچوں کے زیور اُتارتے ہیں۔ ہزاروں عیب کرتے ہیں۔ اور آخر اپنی پیاری جان ہسپتالوں یا جیلخانوں میں دیتے ہیں۔ ماہ ستمبر میں دو یوروپین صاحبان جو اچھے عہدوں پر کام کرتے تھے اس شراب کے استعمال سے جگر کو برباد کر بیٹھے۔ آخر دونوں ہسپتال میں کام آئے۔ اس قسم کے حادثے بہت ہوتے ہیں جو کہ تحریر سے باہر ہیں۔

اس ملک میں چُرٹ اور سگرٹ کا استعمال دن بدن زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ بچوں تک پینے ہیں۔ یہانتک کہ نماز میں جاتے وقت بھی کیا ہندو کیا مسلمان کیا چینی سب چُرٹ پیتے ہیں۔ اور نماز میں مدد پان اور چُرٹ ختم کر دیتے ہیں۔ لوگ تمباکو بہت کھاتے ہیں۔ غرضیکہ ہر ایک قسم کا نشہ اس ملک میں ہر ایک قوم کے باشندے استعمال کرتے ہیں۔ سنگھ لوگ تمباکو کو ہاتھ نہیں لگاتے۔ لیکن چنڈو اور شراب پینے میں چینی لوگوں سے نمبر اوپر ہیں۔ ہر ایک فوج میں کاس بنے ہوئے ہیں۔ جہاں شراب بہت سستی مل سکتی ہے۔ اس شراب کی بدولت ہزارہا مقدمے ہوتے ہیں۔ بہت خون ہوئے بہت آدمی سزائے موت پا گئے۔ لیکن خالصہ جی نے اس کمبخت سے منہ نہ موڑا۔ آخر افسروں کے کانوں تک خبر پہنچائی جاتی ہے کہ ہم لوگوں کے گورو صاحبان کا شراب پینے کا حکم ہے۔ بیچارے یوروپین افسر کیا جانیں کہ سنگھ مذہب میں شراب کو ہاتھ لگانا بھی منع ہے۔ اگر ہمارے بڑے بڑے فوجی سردار اس بدبخت چیز کا استعمال بند کروانا چاہیں تو بہت جلد ہو سکتا ہے۔ کاش اپنی اپنی فوج سے بند کروا دیں تو

صفحہ ۲۲ پر ملاحظہ فرمائیے گا

شراب کا پینا اسی دن سے کم ہو جائیگا۔ میں کہ سکتا ہوں کہ اگر خالصہ جی نشہ آور چنڈو کا استعمال چھوڑ دیں تو ان سے بڑھکر بھلامانس اور لائق آدمی ان ٹاپوؤں میں اور کسی قوم کا نہ ہوگا۔

میں خوش ہوں کہ ان ٹاپوؤں میں ابھی خالصہ اُپدیشک رکھنے کی تجویز ہے جو کہ عنقریب پوری کی جائیگی۔ ان اُپدیشکوں کا اعلیٰ غرض خالصہ جی کو نشہ آور چیزوں سے بچانے کا ہوگا۔ ابھی بھائی گوجر سنگا جی خالصہ دیوان کی طرف سے کام کر رہے ہیں جنکے لکچر شراب وغیرہ کے برخلاف ہو رہے ہیں۔ امید ہے کہ ان لکچروں سے ٹمپرنس کو بہت مدد ملے گی۔

(ڈاکٹر) سُندر سنگھ از پینانگ

تھکاوٹ اور شراب

بعض مے آشاموں سے جب شراب پینے کی وجہ پوچھی گئی تو بولے "بھئی! دن بھر کام کرنے کے بعد جب بدن چُور ہو جاتا ہے تو تھوڑی بہت شراب پینے سے سارا تکان دُور ہو جاتا ہے"۔ مگر یہ لوگ باوجود سمجھانیکے کچھ نہیں سُنتے۔ اب ہم ان کی منطق کے جواب میں وہ کلمات لکھتے ہیں جو انگلستان کے دو مشہور آدمیوں نے دئیے ہیں۔ اوّل ڈاکٹروں سے شاہی ڈاکٹر جے جرج فرماتے ہیں "ان عقل کے دھنیوں کو میری طرف سے کہدو کہ جس چیز کو تم تھکاوٹ کے دُور کرنے کا آلہ سمجھتے ہو وہ زہر ہے جو رفتہ رفتہ تمہارے جملہ اعضاء رئیسہ پر بہت ہی بُرا اثر پیدا کریگا۔ ہاں! اگر تھکاوٹ دُور کرنیکا نسخہ مطلوب ہو تو جب تکان سے چُور ہو جاؤ۔ تو گرم پانی۔ چاء۔ دُودھ۔ کافی۔ شوربا لے کے دو چار منٹ سیدھے دراز ہو جاؤ۔ تو سب تھکاوٹ جاتی رہیگی۔ اور اگر چاء۔ دودھ۔ کافی وغیرہ کی استطاعت نہ ہو تو صرف ایکدو گھونٹ گرم یا ٹھنڈا پانی نہایت مفید ہے"۔ دوسرا جواب ڈاکٹر ایمرسن کا ہے۔ وہ کہتے ہیں "نیچر ایک اعلیٰ درجہ کا طبیب ہے۔ وہ حسب ضرورت خود سب کچھ سرانجام کر لیتی ہے۔ اگر اُسے اپنی مرضی کے مطابق علاج نہ کرنے دوگے تو ضرور تکلیف ہوگی۔ دیکھو۔ اگر مارے تکان کے دماغ پھٹا جاتا ہو وہ خود بخود ایک تھوڑے عرصہ میں سب کچھ ٹھیک ٹھاک کر کے رکھ دے گی۔ اور جو ایک آدھ چاء یا دُودھ کا پیالہ پی لیا جائے تو اُسے معاونت اور خاص مدد ہو سکتی ہے۔ شراب اور دیگر منشی اشیا سے دماغ کا ستیاناس ہو جاتا ہے۔ اور جو سچ پوچھو تو تمباکو یا سگار وغیرہ دماغ کے نازک نازک ریشوں کو ازحد نقصان پہنچاتے ہیں"۔

کہ آپ صفحہ ۲۳ ملاحظہ نہیں فرمائیں گے۔

شرابی اسکو نہ پڑھیں! بعض ڈاکٹر جو کہتے ہیں کہ الکحل جرم کو مارتا ہے - یہ بالکل سچ ہے۔ مگر یہ بھی سچ ہے کہ جبکہ ہزارہا جرم انسان کے جسم کے الکحل تباہ کرتا ہے تو اسکا کیا ثبوت ہے کہ شراب پینے والے انسان کو جو خود ہی بڑا جرم ہے تباہ نہ کریگا - ضرور تباہ کریگا - چنانچہ حال ہی کا واقعہ ہے کہ تبت کمیشن کے ساتھ ایک ہمارے پنجابی بھائی جو ڈاکٹر (درجہ میں اسسٹنٹ سرجن) تھے۔ جوان، صالح - ملنسار - اعلیٰ شریف خاندان کے سکھ تھے - اس خیال سے شراب کا استعمال کرتے گئے - کہ غیر ملک کی آب و ہوا کا بداثر جسم پر نہ ہو - دفعتہً شراب پی کر ایسے سوئے کہ پھر نہ اُٹھے - اپنی جوان جورو کو چھوڑ کر دخترِ رز کے ایسے عاشق ہوئے کہ اُسی کی گود میں دم دے دیا - واہ پارہ جورو رنڈاپے کے کپڑے پہن کر اپنی سوت دخترِ رز کو کوسنے کے واسطے رہ گئی - عبرت! عبرت!! عبرت!!! (واعظ)

سموئیل بادشاہ کو اسکی والدہ کی نصیحت - کیا کہوں - اے میرے بیٹے - اے تو جسے میں نے نذریں مان کے پایا - اپنی دولت عورتوں کو مت دے - اور اپنی راہیں بادشاہوں کی بگاڑنے والیوں کی طرف نہ نکال - اے سموئیل بادشاہوں کو مَیخواری زیبا نہیں - اور نشے والی چیزیں شہزادوں کے لائق نہیں - نانہ ہووے کہ وہ پیویں - اور شریعت کو بھلا دیں - اور مظلوموں میں سے کسی کا انصاف کرتے ہوئے بھٹک جائیں - شراب اسکو پلاؤ جو مرنے پہ ہے - اور مے انکو جو شکستہ دل ہیں تاکہ وہ پیوے - اور اپنی تنگدستی فراموش کرے - اور اپنی تباہ حالی کو پھر یاد نہ کرے - (واعظ)

خطاب بہ مخمور

کیسی بگڑی ہوئی مخمور ہے حالت تیری — رونا آتا ہے مجھے دیکھکے صورت تیری
جسکو تو آٹھوں پہر منہ سے لگا رکھتا ہے — اُس نے مٹی میں ملا ڈالی ہے عزت تیری
منتشر ہوش و حواس عقل پراگندہ عیاں — کرتی وحشت کو بھی وحشت ہے یہ وحشت تیری
آ! مرا مان کہا - چھوڑ دے مے کا پینا — ورنہ ہوگی نہ کسی طرح شفاعت تیری
بات جو کہنے کی تھی کہ گئے ہیں تجھکو نصیر — اب نہ مانے تو پھرے یار یہ قسمت تیری۔

(نصیر حسین خاں خیال)

صفحہ ۲۳ ضرور ملاحظہ فرمائیے گا!!!

بینڈ آف ہوپ کا خاص صفحہ

بینڈ آف ہوپ کے ننھے ننھے بچے اکثر شکایت کرتے ہیں کہ گائیڈ میں اُنکے لئے کوئی خاص صفحہ نہیں ہوتا اب اِس خیال سے کہیں یہ مچل نہ جائیں آیندہ کچھ اِس قسم کے مضامین بھی ایک جگہ دیدئیے جایا کرینگے۔ جو علی الخصوص اُنہیں کے واسطے ہوں۔

لال جھنڈی خطرہ کی نشانی ہے ۔ یہ جواب ایک صاحب بہادر نے اپنے پانچ ایک برس کے بچے کو اُس وقت دیا جب اُسنے پوچھا "سٹیشن پر سفید۔ سبز اور سُرخ جھنڈیاں کیوں ہوتی ہیں"؛ اسکے کچھ دن بعد لڑکے نے مدرسہ میں پڑھا "شرابی خدا کی بادشاہت میں داخل نہیں ہوسکتا" گھر میں آتے ہی بستہ نکال کے اپنی سُرخ پتنگ کو توڑ کر تھوڑا کاغذ نیز پتنگ کے ساتھ جوڑ کے جھنڈی بنائی۔ اور اس پر اپنے اُلٹے سیدھے لفظوں میں کچھ لکھکر کھانے کی میز پر گاڑ دیا۔ اور خانساماں سے سخت تاکید کردی کہ اُٹھانا نہیں۔ پھر اس پر بھی اعتبار نہ کرکے میز سجاتے وقت دو تین دفعہ آکے دیکھا کہیں اُٹھائی تو نہیں۔ جب گھنٹی پر سب گھر کے آدمی میز کے گرد جمع ہوگئے تو جھنڈی کو کھڑا دیکھ کے حق حیران رہ گئے۔ خانساماں سے کہا "یہ کیا واہیات ہے"۔ وہ بولا "حضور اپنے بڑے باوا سے پوچھئے"۔ صاحب بہادر نے اس سے پوچھا "بیٹا یہ کیا بات ہے؟ تمہارا اس سے کیا مطلب ہے؟" بچّہ "اُس دن آپنے سٹیشن پر کہا تھا۔ کہ ریل والے سفید جھنڈی صاف سڑک کیلئے۔ سبز رفتار کے دھیمی کرنے کو اور لال جھنڈی خطرہ کی نشانی کے واسطے رکھتے ہیں۔" باپ "اچھا پھر" بیٹا "میں نے آج مدرسہ میں پڑھا "شرابی خدا کی بادشاہت میں داخل نہیں ہوسکتا"۔ تو مجھے خیال ہُوا۔ ہائیں! ابّا جان روز پیتے ہیں۔ والدہ پیتی ہیں۔ ہمارے گھر کا ہر ایک آدمی پیتا ہے۔ تو یہ بھی نہیں ہوسکتے۔ حالانکہ ان سب کو بہشت میں ہونا چاہئے۔ پھر میں نے اسکا علاج کرنا چاہا۔ گھر آتے ہی چاروں طرف تلاش کی کوئی سُرخ چیز نہ ملی۔ آخر وہ پتنگ جو آپنے مجھے کل ہی خرید کے دیا تھا توڑ کر جھنڈی بنائی۔ اور ساری انجیل کی آیت تو مجھے لکھنی نہیں آتی تھی اس لئے ٹوٹے پھوٹے حرفوں میں "نہیں ہوسکتا" لکھ دیا ہے"۔ بچّے کی ماں (سر کو بوسہ دے کے) "صدقے جائے والدہ! تمہیں یہ خیال تھے"! صاحب "میں تمہارا مطلب سمجھ گیا۔ شاباش! بیٹا شاباش!! (خانساماں سے) دیکھو! آج سے ہمارے میز پر کبھی شراب وراب نہ آنے پائے"۔

بس اُس دن سے اُن سب نے شراب چھوڑ دی۔

کیا آپ صفحہ ۲۱ کو نہ دیکھیں گے؟

خبریں اور نوٹ

سُنا گیا ہے کہ امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی کے پچھلے سال کی رپورٹ انگریزی اور اُردو میں زیرِ طبع ہے عنقریب شایع ہو گی۔

بمبئی جسٹس چندر ورکر (جنرل سکرٹری نیشنل سوشیل کانفرنس) رقمطراز ہیں کہ اب کے سال بھی علاوہ دیگر مضامین کے ٹمپرنس اور پیوریٹی کے مقاصد پر بحث ہو گی۔ ہر ایک صوبہ کی ٹمپرنس سوسائٹیوں کو چاہیے کہ اپنی رپورٹیں ان اصحاب کی وساطت سے ارسال کریں جو اُن کے صوبہ کے لئے سکرٹری تجویز کئے گئے ہیں۔ چنانچہ ہمارے لئے لالہ رُچی رام ساہنی ایم اے (پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور) تجویز کئے گئے ہیں جس سوسائٹی کی طرف سے کوئی ڈیلیگیٹ جانا چاہیں۔ یا دورانِ اجلاس میں تقریر کرنا چاہیں۔ اُن کے نام ۲۵ دسمبر ۱۹۰۷ء تک جسٹس صاحب کے پاس پہنچ جانے چاہئیں۔ لالہ رُچی رام صاحب کی اس مضمون کے متعلق ایک چٹھی آئی ہے۔

فیروزپور۔ بھائی رام سنگھ اسسٹنٹ سکرٹری لکھتے ہیں کہ یکم نومبر کو ایک بھاری میلہ ہُوا تھا اس موقعہ پر ہماری سوسائٹی نے امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی کے طریق پر ایک خاص جلسہ کیا جس میں بھجن لکچر اور بسمل صاحب کی نظم ہُوئی۔ اسکے کچھ دن بعد فیروزپور کے ایک وکیل صاحب جو دھاوت شرابی تھے ہم میں شامل ہُوئے"۔ ہم اس کامیابی پر فیروزپوریوں کو مبارکباد دیتے ہیں۔ اور ساتھ ہی اسکے انہیں ایک دفعہ پھر اُن چند الفاظ کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ جو گذشتہ نمبر میں پنجاب کے صیغۂ آبکاری پر ریمارک کرتے وقت انکے متعلق لکھے گئے تھے۔ اور ہم اس وقت بہت ہی خوش ہوں گے جب یہ سُنیں گے کہ آپکی کوشش سے سکھوں نے چرس پینا چھوڑ دیا۔

منٹگمری۔ ہم نہایت خوش ہیں کہ لالہ بشمبر داس صاحب ہیڈ کلرک ڈپٹی کمشنر نے اپنے اُس وعدہ کے مطابق (جو پچھلے دنوں امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی کے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر کیا تھا) کام شروع کر دیا ہے چنانچہ وہ اور مسٹر احسن برابر لکچر اور بھجن سُناتے ہیں۔ اور پبلک بھی خوشی سے سُنتی ہے۔ قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ لالہ صاحب نے ایک لکچر کے دوران میں ایک بازاری کُتے کو پکڑ کر تھوڑی سی شراب سب کے سامنے اس کے آگے رکھی۔ وہ ہچکچاتا۔ دُم ہلاتا ایسا بھاگا گویا کسی نے زہر دیدیا ہے اِس پر (اسی لکچر کے سلسلہ میں کہا) کہیں بُرے پر اسے آپ منہ لگاتے ہیں۔ اِسے تو کُتا بھی نہیں قبولتا۔ غالباً بڑے دنوں تک یہاں پُوری سوسائٹی قائم ہو سکیگی

صفحہ ۲۳ کے مضمون پر آپ کو ضرور توجہ کرنی چاہیئے

کوئٹہ۔ سردار بسنت سنگھ رسالدار تحریر کرتے ہیں "۔ ابکے مجھے ایک عجیب معاملہ سے سابقہ پڑا۔ واپسی کے وقت لاہور کے سٹیشن پر ہندو ریفرشمنٹ روم میں کھانے کی ٹھہری۔ جب کھانے سے فراغت ہو چکی۔ تو ایک صاحب نے نہایت ہی چکنی چپڑی باتوں میں پوری چرب زبانی اور فصیح اللسانی سے وہاں کی کیفیت اور مسافروں کی تکلیف بیان کرنے کے بعد مجھے ایک رجسٹر پر اپنی رائے لکھنے کو کہا۔ اگر عام باتیں ہوتیں تو میں اپنی رائے ضرور لکھ دیتا۔ مگر انکا مقصد یہ تھا۔ کہ اس جگہ شراب بھی ہو۔ اس خیال سے کہ کہیں میری تحریر کے باعث یہ صفحہ ہی نہ پھاڑ دیں۔ اُن سے تو میں نے انکار کیا۔ اور یہاں آکر ایک خط مینیجر صاحب ریلوے کو بھی لکھ دیا ہے۔ اور امرتسر والوں سے التماس ہے کہ کیوں خاموش ہو رہے ہیں"۔

رسالدار صاحب کی اطلاع کے واسطے سردست صرف اتنا ہی لکھنا کافی ہے کہ ہم اس سے غافل نہیں آپ عنقریب نتیجہ سن لینگے۔

مسٹر سمویل سمتھ ممبر پارلیمنٹ و پریذیڈنٹ اینگلو انڈین ٹمپرنس ایسوسی ایشن (جنکی سوانح عمری اسی رسالہ میں دی گئی ہے) ہندوستان میں تشریف لاکر تاج محل ہوٹل بمبئی میں مقیم ہیں۔ یہاں سے آپنے ٹمپرنس سوسائٹی امرتسر کے سکرٹری کے اُس نیاز نامہ کا جواب لکھا ہے جس میں مسٹر گرب (ایڈیٹر آبکاری) کی وساطت سے آپکو امرتسر تشریف لانے کی استدعا کی گئی تھی۔ اس خط کے پہنچتے ہی اثنا میں گرب صاحب نے اپنی طور سے تو پہلے سے لکھدیا تھا۔ کہ اس کبر سنی میں ایک بھاری بیماری اُٹھانے کے بعد ڈاکٹروں نے آپکو سمندر کے سفر کی صلاح دی ہے۔ مگر ساتھ ہی اسکے ریل کے طولانی سفر سے منع کر رکھا ہے۔ اسلئے وہ شاید ہی پنجاب وغیرہ صوبوں میں جا سکیں اس پر بھی ہمیں پوری توقع تھی۔ کہ آپ ضرور یہاں آئینگے۔ اور کل پنجاب کی ٹمپرنس سوسائٹیوں کا ایک خاص جلسہ قرار پائیگا۔ مگر خود سمتھ صاحب کے خط سے امیدیں منقطع ہوگئیں۔ آپنے دعوت تو قبول کی مگر نہ آنے کی وجہ یہ لکھی ہے کہ "چونکہ مجھے جنوری کے وسط میں پارلیمنٹ کھلنے پر واپس جانا ضروری ہے اس لئے مجبور ہوں۔ اور میں امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی کی ترقی کو دل سے چاہتا ہوں"۔ لہذا جو لوگ آپکے دیدار کے خاص مشتاق ہیں اُن کو چاہیے کہ بمبئی پہنچکر آپکے دیدار فیض آثار سے مستفیض ہوں۔

مبارک عید کی ہو تہنیت پرہیزگاروں کو
خدا کے پاک بندوں مومنوں تقوی شعاروں کو
یہی اب سوچتے ہیں ممبرا اس موقعہ پہ کیا کہئے
شرابیں پینے والوں بدقماشوں نابکاروں کو

نیا سال

۱۹۰۵ء

کچھ اِس خیال سے کہ عین وقت پر ناظرین حظِ لطف اُٹھائیں اور کچھ اس خیال سے کہ وہ سوسائیٹیاں جواب تک نئے سال کے دن کوئی جلسہ نہیں کرتیں ضرور کریں اور جہہ سال عوام الناس کی توجّہ اپنے مقاصد کی طرف مبذول کرنا چاہتے ہَیں وہاں اپنے ممبروں کو بھی نئے سال میں نئے کام کرنے کے واسطے اُبھاریں تاکہ وہ پہلے سے بھی بڑھ کے جوش دکھلائیں۔ ایسی جلسہ میں سب سے پہلے ایک ایسی دُعا مانگنی چاہئے۔ جس میں کسی خاص مذہب کی دُعا کے خاص لفظ نہ ہوں۔ بلکہ سب میں مشترک۔ دَورانِ جلسہ میں سنگیت یا صدائے ٹمپرنس سے کام لیا جائے مگر جلسہ کے خاتمہ پر سب ممبروں کو مِل کے مندرجہ ذیل غزل گانی چاہئے:۔

✣

کِس مُنہ سے کریں شُکر تیرا بار خُدایا — تُو نے ہمیں پھر آج نیا سال دکھایا۔
آفات و تکالیف و بلیّات و حوادث — جو پچھلے برس تھے۔ ہمیں اُن سب سے بچایا۔
جو کام پہاڑ ایک نظر آتے تھے سب کو — درپردہ مدد کرکے پرِ کاہ بنایا۔
جتنی تھیں بنیں نشّے اُڑانے کو سبھائیں — اُن پر بھی کیا لُطف و کرم تُو نے سوایا۔
بہلوں کو ہی اِک بخشی نہ ثابت قدمی تھی — ممبر نئے ملوا کے بھی نمبر کو بڑھایا۔
یارب تیرے بندوں کی نہ دِل سے دُعا ہے — مے ترک کرے۔ کوئی ہو۔ اپنا کہ پرایا۔
کہتے ہیں جس کام میں سلجھا کے دکھانا — کچھ چاہتے ہیں لطف مستوں کو سنگھایا۔
ہر کام میں ہر بات میں وہ مستعدی دے — پہلے سے بھی ہو اب کے برس کام سوایا۔
جو اپنے فرایض ہیں کریں ایسے ادا سب — کوئی نہ کہے ہم نے عبث وقت گنوایا۔

ہو میر تمہیں آج نیا سال مُبارک!
اور سر پہ سدا ابرِ کرم کا رہے سایا۔

اس کی امید ہمیں قبلۂ حاجات نہ تھی
یوں بھلایا ہمیں گویا کہ کوئی بات نہ تھی

اس تغافل کے کیا کہنے؟ آخر انتظار کب تک؟ پورے دس مہینے راہ تکنے کے بعد
اپنے مطلب کی بات کہتے ہیں دیکھئے کیا جواب ملتا ہے

جن

عنایت فرماؤں۔ معاونوں۔ سرپرستوں۔ خریداروں۔

کا

زرچندہ سالانہ

ابتک دفتر ٹمپرنس گائیڈ میں موصول نہیں ہوا۔ ان کے نام پر
جنوری ۱۹۰۵ء کا رسالہ
بصیغۂ "قیمت طلب پیکٹ" بھیجا جائیگا۔

مگر

نیاز مند کی یہ دلی تمنا ہے کہ آپ اس وقت سے پہلے ہی عہ بھیجدیں۔
تاکہ پارسل کا زائد خرچ نہ پڑے
در حضرت کریم تقاضا چہ حاجت است

ٹمپرنس پوسٹ کارڈ

یہ دیکھ کے کہ اب ڈاکخانہ والوں نے سرکاری معیاد سے بڑے مقدار کے کارڈوں کی اجازت دے دی ہے۔ اور عوام الناس نے مختلف اقسام کے تصویردار۔ پھولدار اور قسم قسم کے کارڈ جاری کر دیئے ہیں جن پر ایک پیسہ کا ٹکٹ لگا کر ڈاک میں ڈالا جاتا ہے ایسے موقعہ پر اگر ٹمپرنس کاز کے حامی خاموش رہتے تو بات نہ تھی۔ لہذا ٹمپرنس کارڈ نکالے گئے ہیں۔ ان کارڈوں میں خصوصیت کیا ہے؟ سنئیے۔ مختلف مذاہب کے مقدس نوشتے جنکی اشاعت ہر ایک ٹمپرنسی کے لئے فرض ہے۔ صرف ۳۰ ؍ کے ایک سو نگا بیری پہنچ جاتے ہیں۔ آپ ضرور مینیجر ٹمپرنس گائیڈ امرتسر سے طلب کریں۔

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں



ہمنے اپنے ملکی بھائیوں کے فائدہ کی غرض سے عرصہ سے کارخانہ جاری کیا ہُوا ہے اور خاص طور پر ولایت سے بڑے بڑے مشہور ومعروف کارخانہ جات سے کلاک ۔ گھڑیاں اور ٹایم پیس وغیرہ بنواتے ہیں جنکی بابت آجتک ہمارے خریداروں میں سے کسی صاحب کی بھی شکایت نہیں آئی ۔ بلکہ عمدگی مال کے سینکڑوں سرٹیفکٹ موجود ہیں ۔ ضرور تجربہ کیجئے ۔ ہر قسم کا مال بذریعہ وی پی یا نقد قیمت پر ارسال ہوتا ہے ۔

راسکوپ سٹیم جارج ۔ درجہ اوّل گرانٹی ۱۰ سال قیمت ۱۲

" دوم " ۸ " - " ۸

" سوم " ۶ " - " ۶

" چہارم " ۵ " - " للعہ

ریلوے ریگولیٹر گھڑیاں " اوّل " ۱۰ " - " عہ

" دوم " ۸ " - " ۸

" سوم " ۵ " - " ۶

" چہارم " ۴ " - " للعہ

" پنجم " ۳ " - " ۴

مفصل فہرست کارخانہ ہذا درخواست کرنے پر مُفت ارسال ہوگی ۔ درخواستیں پتہ ذیل پر ہوں

الیشر سنگھ مینیجر کارخانہ گھڑیاں بازار ربالی سیواں

امرتسر (پنجاب)

رتیپت انٹی پلیگ میڈیسن

کا استعمال بیماران طاعون کیواسطے بمنزلہ آبحیات ہے

گزشتہ ایام میں پنجاب کے طاعون زدہ مقامات میں اس جادواثر دوائی نے جادواثر نتیجے دکھلائے جس سے کاپرزادہ برکت رام صاحب وید کی خدمات کا ثبوت ملتا ہے

رتیپت انٹی پلیگ میڈیسن بکس نمبر ۱ ۔ ایک مریض کیلئے عہ

رتیپت انٹی پلیگ میڈیسن بکس نمبر ۲ ۔ حفظ ماتقدم کیلئے عہ

ان ادویات سے ہزارہا مریضوں نے فائدہ اٹھایا ہے طاعون آلودہ مقامات میں کارآمد ہے ۔

المشتہر مینیجر پلیگ اوشدھالیہ دبیٹھک برد دکان پنڈت تلسی رام بالمکند) کٹڑہ جیمل سنگھ امرتسر ۔

گمنام وہ بشر ہے کہ جسکا پسر نہیں

ہمارے شفاخانہ میں ہر ایک مرض کا شرطیہ علاج کیا جاتا ہے اور سب سے بڑھکر خوشخبری یہ ہے کہ جسکے اولاد نہ ہوتی ہو ۔ یا اولاد چھوٹی عمر میں ہی مرجاتے ۔ یا لڑکیاں ہوں لڑکا نہ ہوتا ہو ہمارے علاج سے صحت یاب ہوکر خاطر خواہ مراد حاصل کرتا ہے ۔ تجربہ شرط ہے ۔ مفصل حالات مندرجہ ذیل پتہ سے دریافت کریں ۔

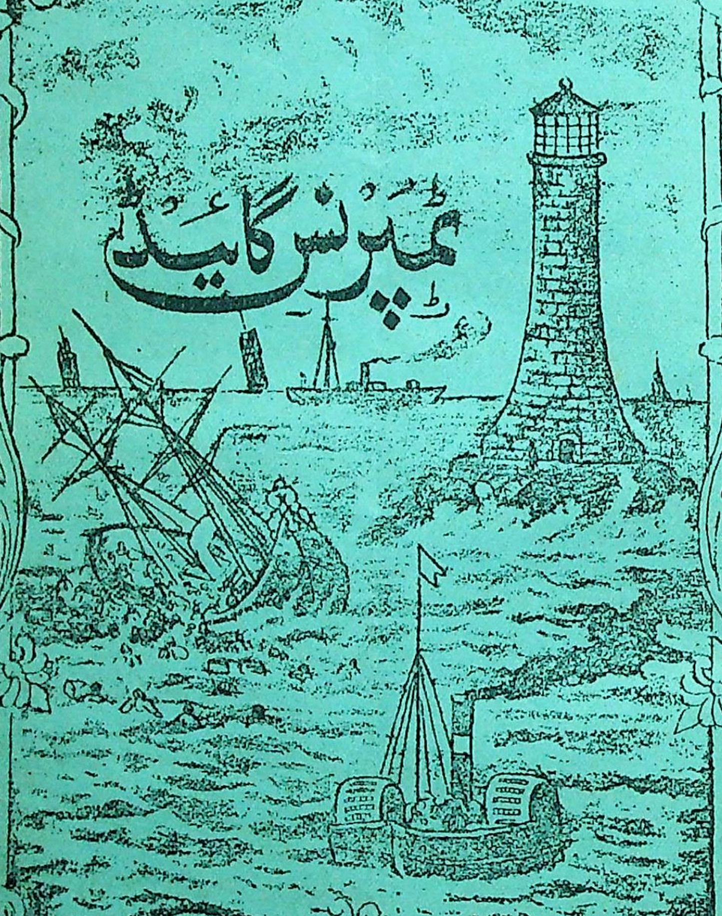
شیخ نظام الدین حکیم یونانی امرتسر چوک ڈیوڑھی کرمولں ۔

جلد (۱) نمبر ۱۱

THE

TEMPERANCE GUIDE.

ٹمپرنس گائیڈ



باہتمام نند لعل ہند و میڈیکل ہال امرتسر سے شایع ہوا

ٹمپرنس گائیڈ امرتسر

ایک کثیر التعداد خطوط کے علاوہ آئے دن کی بھاری ضروریات محسوس کرنیکے بعد آخر ثابت ہو گیا۔ کہ ٹمپرنس سوسائیٹیوں کے مقاصد کی اشاعت کیواسطے ایک ایسا ماہواری رسالہ ضرور شایع ہونا چاہئے جس سے نہ صرف دُور و نزدیک کے ٹمپرنس لٹریچر کی اشاعت ہو بلکہ سوسائیٹیوں کے مختلف ممبروں کو تبادلۂ خیالات کا موقعہ مل سکے۔ عوام الناس کی پوری دلچسپی کا سامان ہو اور ٹمپرنس ریڈنگ میٹر کا ایک خاص گنجینہ۔

بڑی خوشی کی بات ہے کہ حامیان و معاونان ٹمپرنس کے علاوہ خاص اُن اہل قلم کے بھروسے پر جن کے پاکیزہ خیالات ٹمپرنسی مضامین کیواسطے سند ہو رہے ہیں نیاز مند نے ٹمپرنس گائیڈ کے نام سے ایک ماہواری رسالہ جاری کیا ہے۔ اور اس میں علاوہ لحاظ زبان کے بالعموم مندرجہ ذیل اقسام کے مضامین درج ہوتے ہیں جو نہ صرف ناظرین ہی کو مفید ہیں بلکہ ٹمپرنسی لکچراروں کیلئے ایک سچے گائیڈ اور معاون!

۱- اخلاقی۔ علمی تجارتی۔ جسمانی۔ مذہبی اور قومی اصول کے مطابق مسکرات کے مفید اور غیر مفید ہونے پر بحث

۲- علماء۔ فضلاء۔ بزرگان دین۔ مہاتما پُرش۔ دھرم مُورت حضرات کے خیال و اقوال۔

۳- نظمیں۔ بھجن۔ گیت۔ ترجمے۔ خلاصہ لکچر۔ پاکیزہ مذاق۔ انگریزی رسالوں کا انتخاب۔

۴- ہر ایک قسم کی طبابت کے مطابق (جس میں ڈاکٹری۔ ویدک۔ یونانی۔ ہومیوپیتھک وغیرہ شامل ہیں) مسکرات کے نقصانات کا اظہار۔

۵- ٹمپرنس سوسائیٹیوں کی رپورٹیں۔ اور اُن کی آیندہ ترقی و اشاعت مقاصد کے متعلق تجاویز۔

۶- انوکھی طرز کی دلچسپی اور دلبستگی پیدا کرنے والی باتیں۔

۷- دیسی صیغہ آبکاری کے متعلق خاص ریمارک۔

۸- ہر انگریزی مہینے کے دُوسرے ہفتہ میں شایع ہُوا کرے گا۔

۹- قیمت سالانہ ؏ مع محصُول ڈاک۔

پہلا پرچہ مارچ سنہ رواں سے شروع ہوتا ہے۔
جملہ درخواستیں اس پتہ پر آنی چاہئیں۔

نند لعل ہندو میڈیکل ہال امرتسر

ٹمپرنس گائیڈ

جلد (۱) نمبر (۱۱) — جنوری سنہ ۱۹۰۵ء

سال کا سنہ بدلتے ہی ٹمپرنسیوں کا فرض منصبی کیا ہونا چاہئے؟

پنجاب اکسایز پمفلٹ مطبوعہ سنہ ۱۹۰۳ء صفحہ ۳۹ پر درج ہے کہ "چونکہ دوکانوں کی تعداد کے مطابق لائسنس دیئے جاتے ہیں اس لئے صاحب کلکٹر (ڈپٹی کمشنر) ضلع کا یہ فرض ہے کہ ہر سال یکم جنوری کے دن دوکانات دسکرات کی فہرست کی پڑتال کرے اور اُس جدید تجویز یا درخواست پر بھی غور کرے جو کسی گانوں یا کسی شہر کے حصہ میں یا کسی چھاونی کے اندر نئی دوکان کے اجراء کے متعلق ہو۔ اور اگر اس کی رائے میں اُس نئی دوکان کے کھولنے کے واسطے کافی دلایل ہوں تو جس جگہ دوکان جدید کے کھولنے کی تجویز ہو وہاں کے آس پاس کے رہنے والوں کی آگاہی کے واسطے خواہ بذریعہ اشتہارات وخواہ بوساطت مناسب وسایل اپنے عندیہ کے اظہار کے ساتھ یہ بھی تشہیر کر دے۔ کہ اگر کسی کو اس دوکان کے متعلق اختلاف ہو تو اپنے اعتراضات معہ دلایل ایک معینہ وقت تک پیش کرے۔ اور اس میعاد کے گذرنے پر خواہ معترض کو عدالتمیں طلب کر کے جرح کے بعد اعتراضات کو توڑے اور خواہ بطور خود تحقیقات کرے۔ اور پورے اطمینان کے بعد اجازت دے۔ مگر جس محلہ میں برائے نام باشندے ہوں یا جس گانوں کے رہنے والے اس کی موجودگی پر معترض ہوں تو کوئی نئی دوکان نہ کھولی جائے۔ پھر جب تعداد اور محل وقوع دوکانات تعیّن پاچکے تو کلکٹر صاحب چاہے ایک ایک کر کے اور چاہے سب کی سب دوکانوں کا اکٹھا

(۱) ایک ہی شخص کے نام پر نیلام کریں گے۔ مگر اس میں صاحب کمشنر آبکاری کی منظوری شرط ہوگی۔
ہر ایک ضلع کی دوکانوں کے سالانہ نیلام کی تاریخیں ۲۰ جنوری سے لے کے ۵ فروری تک یا دیگر ایسی تاریخیں جو وقتاً فوقتاً صاحب فنانشل کمشنر تجویز کریں مقرر کی جاتی ہیں"۔ (مگر یہ تاریخیں اگر فروری سے تجاوز کر جائیں تو بالعموم مارچ کے پہلے ہفتہ سے بعد نہیں جاتیں)۔

اس قدر لکھنے کے بعد اسی سلسلہ میں مسٹر جیمس رج کی ایک کتاب سے کسی قدر اقتباس دیا جاتا ہے۔ جس میں آپ لکھتے ہیں کہ "حکام وقت کے ہاتھ رعایا ودیعت الٰہی ہے۔ اسکے امن۔ صحت اور بہبودی کی نگرانی اُسکا فرض ہے۔ اور چونکہ مسکرات کی کثرت امن عامہ کے خلل کا باعث ہے اسلئے اسکی عام فروخت کے روکنے کے واسطے لائسنس مقرر کئے جاتے ہیں جن کے حاصل کرنیوالوں کو سال بھر کے لئے اجازت فروخت حاصل کرنے کیواسطے ایک خاص رقم دینی پڑتی ہے۔ اس لئے عوام الناس کو چاہئے کہ جب کبھی کوئی اس قسم کی بات ہونے والی ہو تو اس بنا پر کہ جس صورت میں کسی کو نقصان پہنچانا یا حفظ امن میں خلل انداز ہونا قانوناً منع ہے ایسی تجارت کے اجرا کے برخلاف اعتراض کئے جائیں جس سے عوام الناس کے مال و جان کو نقصان پہنچنے کا سخت اندیشہ ہو۔ چنانچہ اسی اصول پر کاربند ہونے سے ہین درمونٹ اور کینیڈا کے چند اضلاع کے باشندوں نے اپنے ہاں کے حکام کو ادھر توجہ دلانے پر بہت کچھ کر کے دکھلایا ہے"۔ اور حال میں نیوزیلینڈ کے باشندوں نے جب اپنے ہاں کی کثرت مسکرات کو رکتے نہ دیکھا تو (بقول آسٹریلیشین ری ویو آف ری ویوکے) ملک کے خیرخواہوں نے اس کے برخلاف کمر باندھی اور چند علاقوں کے باشندوں کے دلوں میں ڈال دی کہ شرابخانے ملک کیواسطے زہر ہیں اسلئے کچھ نہ کچھ ضرور کرنا چاہئے۔ پھر ایک سرتوڑ محنت کے ساتھ ایسے میموریل تیار کئے گئے جن پر ۳/۵ باشندوں کے شراب کی عدم ضرورت پر دستخط بھی کرائے گئے جب یہ محضرنامے مکمل ہوگئے نتیجہ یہ ہُوا کہ جون سنہ ۱۹۰۳ء کے ختم ہوتے ہی جب ان لائسنسوں کی میعاد ختم ہُوئی تو سرکار نے رعیت کے منشا کے مطابق ان شرابخانوں کے لائسنس توڑ دیئے۔ اور اب ۱۸ مہینہ کی رپورٹ سے واضح ہوتا ہے کہ اس عرصہ میں صرف ایک آدھ جرم فی ضلع واقع ہُوا ہے۔

اس قدر واقعات اور حالات بیان کرنے کے بعد ٹمپرنسی بھائیوں کی توجہ ایک دفعہ پھر اس فقرہ اکسائز پمفلٹ کی طرف مبذول کی جاتی ہے جو اوپر لکھا گیا ہے۔ اور اپنے فرض منصبی کی یاد دلاکے اُن سے التجا کی جاتی ہے کہ چونکہ جنوری اور فروری میں نیلام ہوتے ہیں اس لئے آپکو

چاہئیے کہ ابھی سے مندرجہ ذیل باتوں کے لئے آمادہ ہو جاؤ۔ کیونکہ جب لوہا گرم ہوگا تو آسانی سے کوٹا جاسکتا ہے۔

(۱) جہاں جہاں دوکانیں ہوں وہاں کے قرب وجوار کے رہنے والوں کے ساتھ راہ رسم بڑھا کر دوکانات کی ضرورت اور عدم ضرورت کے نفع و نقصان بتلانے کے بعد اس کی عدم ضرورت کے متعلق تیار کردہ میموریل پر دستخط کرنے پر آمادہ کرو۔ شراب فروشوں کی دوکانوں کے باعث اکثر اُن کے ہمسائیوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ ہمارے خیال میں کوئی بھی ایسا نہ ہوگا جو آپکے ساتھ ہونے میں انکار کرے۔

(۲) ٹھیکہ داران ولائسنداران مسکرات پر برادری کا یا بزرگوں کا۔ اپنا۔ اُن کے دوستوں آشناؤں کا دباؤ ڈال کر سمجھایا جائے کہ بھلے آدمی جس کام کے کرنے کو تم ابھی تیاریاں کر رہے ہو تمہارے دھرم کے خلاف مذہب کے خلاف۔ بہشت کے خلاف ہے اس لئے اگر سچی مکتی اور حقیقی نجات کے خواہاں ہو تو اس کا نام تک نہ لو۔ اور جو کرو گے تو برادری سے حقہ پانی بند کرنیکو ہزاروں اَور کام ہیں۔ ضرور کیا ہے کہ نشے بیچو۔

(۳) حکام مقامی کی خدمت میں اس امر کی درخواست دیں کہ نیلام سے پہلے جملہ دوکانات کا محل وقوع کم ازکم ایک دفعہ ضرور معاینہ کیا جائے اور دوکانات کے درمیان خاص بُعد مسافت تجویز ہو۔ جب اُدھر سے کافی اطمینان ہو جائے تو ایک دوسرا فرض آپ کی توجہ اپنی طرف کھینچنے کے لئے چشم براہ ہوگا۔ یعنی پکی پکی دلیلوں اور پوری پوری وجوہات سے آپکو سرکار پر یہ ظاہر کرنا ہوگا۔ کہ شہروں میں بالعموم اس کثرت سے دوکانوں کی ضرورت نہیں۔ معلوم نہیں ان کے اجراء کے وقت کونسی ضرورت مدنظر رکھی گئی تھی۔ (مثال کے طور پر امرتسر کی اِس تھوڑی سی بعد مسافت کا ذکر کیا جاتا ہے جو ریلوے سٹیشن سے آتے وقت ہال بازار میں سے ہو کے کٹرہ شیر سنگھ کی راہ سے دروازہ رامباغ میں سے ہوتے ہوئے رائے بہادر لالہ کا گرمل کے کنوئیں تک طے کیا جاتا ہے۔ جہاں دوکانوں کی تعداد حسب ذیل ہے۔ (۱) ریلوے ریفرشمنٹ روم (۲) میڈن کی دوکان (۳) ہال دروازہ کے قریب (۴) ہال بازار میں مسجد کے رُوبرو (۵) دوکان کٹرہ کنہیاں (۶) دوکان بیرون رامباغ (۷) دوکان مقابل چاہ رائے بہادر۔ علاوہ اِن کے چرس۔ بھنگ افیون اور پوست کی دوکانیں جداگانہ ہیں۔ اور وہ دوکان جو سکندر خاں کی مسجد کے پاس ہے۔ محسوب نہیں کی گئی۔)

اِس جدید کارروائی کے لئے کوئی بڑی بھاری دقت نہ ہوگی۔ صرف ذیل کی چند سطور ہی کام دے جائینگی۔ جو بمبئی گورنمنٹ گزٹ حصہ ہفتم مورخہ ۱۴ دسمبر سنہ ۱۹۰۵ء سے انتخاب کر کے لکھی جاتی ہیں "گورنر صاحب بمبئی کی کونسل کا اجلاس ۸ دسمبر سنہ ۱۹۰۵ء کو ساڑھے گیارہ بجے دن کے بصدارت لارڈ لیمنگٹن ہُوا۔ آنریبل مسٹر گوکلداس کاہن داس پریکھ بی اے ایل ایل بی نے اپنے سوالوں میں گیارھویں نمبر پر یہ سوال کیا" ۲۱ اگست سنہ ۱۹۰۲ء کے سوالوں میں میرا دوسرا سوال یہ تھا کہ "سپاری باغ کی سڑک پر ۱۶۴ گز کے اندر ۱۵ دوکانیں موجود ہیں۔ اب میں یہ دریافت کیا چاہتا ہوں۔ اس کی نسبت کیا کچھ کارروائی عمل میں آئی ہے" اسکے جواب میں یہ کہا گیا۔ "گورنمنٹ کو بعد از تحقیقات معلوم ہُوا ہے کہ سپاری باغ کی سڑک پر جس قدر شراب اور تاڑی کی دوکانیں ہیں اُن کی تعداد زیادہ ہے۔ لہذا کلکٹر صاحب کو ہدایت کی گئی تھی کہ خود تحقیقات کر کے جس قدر جلدی ممکن ہو خواہ لائسنسوں کی میعاد ختم ہونے پر خواہ لائسنداروں کے انتقال پر آمادہ کر کے خواہ کسی اَور طریق سے تعداد کو کم کریں"۔ (ابوالقاسم

افیون کے استعمال کرنے والوں کو واضح رہے کہ یہ نشہ بہر حال مضر صحت ہے۔ چنانچہ طبیبوں نے تجربہ سے ثابت کیا ہے۔ کہ "افیون کے باعث بدن میں قوائے میں۔ ارواح میں ضعف ہوتا ہے غذا کم ہوتی ہے۔ غنودگی کی کثرت ہوتی ہے۔ اعصاب سرد پڑ جاتے ہیں۔ دق کا گھر ہے۔ حواس خمسہ باطل ہوتے ہیں۔ فہم و فکر ضایع ہوتے ہیں۔ قوتِ متخیلہ کو سخت نقصان پہنچتا ہے۔ معدہ۔ جگر۔ دل ضعیف ہوتے ہیں۔ قبض کی عام شکایت ہوتی ہے۔ ہاضمہ خراب ہوتا ہے۔ افیون خور کو کاہلی۔ بےفکری نحوست اور سستی پرلے درجہ کی ہوتی ہے۔ اُسکی اولاد کے اعضا بھی بڑے مخلوق ہوتے ہیں۔ خوف اور دہشت اس میں بھر جاتے ہیں۔ اکثر قولنج۔ نفخ۔ عسر بول۔ یبوست دماغ۔ کندہ ذہنی۔ بہبت القوت جیسی میں مبتلا ہوتا ہے۔ افیونیوں کی پینک اور تنہائی مشہور ہے۔ ایران کے مشہور ملک الشعراء مرزا محمد علی صائب نے نہایت مختصر الفاظ میں ایک شعر کے اندر افیون کی ساری فلاسفی نہایت عمدگی سے بھر دی ہے۔ ؎

کاہش ما فزائش ایں نشہ ما ہم لازم است

مے خورد افیون ترا۔ چندانکہ افیوں میخوری۔

ٹمپرنسی کانفرنس

دسمبر کے دنوں میں بمبئی کے اندر ایک تو مسٹر سمتھ ممبر پارلیمنٹ کی تشریف آوری کی وجہ سے خاص طور پر اور دوسری وہی معمولی جو کانگرس کے بعد ہوا کرتی ہے عمل میں آئیں۔ اِس تقریب پر امرتسر ٹمپرنس سوسائیٹی کی طرف سے سکرٹری چار ڈیلیگیٹوں کے ساتھ شامل ہونے کے لئے تجویز ہُوا تھا۔ سکرٹری نے بڑے دن تین بجے کے قریب مسٹر سمتھ سے تاج محل ہوٹل کے اندر ملاقات کرتے وقت ایک تُرنی صنعت کا سدا بہار پھول معہ نقرئی رکابی اور ایک اعلیٰ قسم کے کشمیری رومال کے پیش کیا۔ اِن تینوں چیزوں کو آپنے بطیب خاطر قبول کرنے کے بعد سوسائیٹی کا شکریہ ادا کیا۔ اِس کے بعد کوئی تین ساڑھے تین گھنٹے تک مختلف امور پر ذکر ہوتا رہا۔ چونکہ بہت سی باتیں بالتخصیص پارلیمنٹ میں بتلانے کی تھیں۔ مسٹر سمتھ نے سب کو اپنی نوٹ بک میں لکھکر وعدہ کیا کہ مَیں اپنی طرف سے کوئی فروگذاشت نہ کرونگا۔ پھر آپنے نہایت ہی خشوع و خضوع کے ساتھ خدائے لایزال کے سامنے ہندوستان کی نسبت دُعا کی جس کا ایک ایک لفظ سچّائی سے بھرا ہُوا تھا۔ دوسرے دن ۲۶ تاریخ کو صبح کے آٹھ بجے فرامجی کاوسجی انسٹی ٹیوشن (واقعہ دھوبی منڈی) میں جلسہ تھا مسٹر سمتھ باقاعدہ پریذیڈنٹ بنائے گئے۔

ڈاکٹر سر بال چندر کرشن نے جلسہ کے شروع میں فرمایا۔ "ہمارے واجب التعظیم والتکریم افتخارِ ملک مسٹر سموئیل سمتھ ممبر پارلیمنٹ و پریذیڈنٹ اینگلو انڈین ٹمپرنس ایسوسی ایشن لنڈن کے ہندوستان میں تشریف لاکر کچھ دن بمبئی میں قیام کرنے کو غنیمت سمجھکر بمبئی ٹمپرنس کونسل نے کانفرنس کی تجویز کی جسکی شمولیّت کے واسطے اُن جملہ سوسائیٹیوں کے نام دعوتی رقعے بھیج دیئے گئے جنکے اغراض و مقاصد کا جزوِ اعظم منشیّات سے پرہیز کرنا ہے تاکہ سب کے سب ایک جلسہ میں بیٹھ کر یہ سوچیں کہ ہندوستان کو ان نشوں کی بلائے مبرم سے بچانے کیلئے کیا کیا وسایل عمل میں لانے چاہئیں۔ اس میں کچھ شک نہیں بھارت ورش میں مدراپان کی رتی برٹش راج سے پہلے کی ہے۔ مگر اب تو اُن کی روز افزوں ترقی نہایت ہی بھیانک ہو رہی ہے۔ گو اِس اُمّ الخبائث کے خراب نتائج ہر سال سرکار کے دل پر منقش کئے جاتے تھے۔ مگر ۱۸۸۹ء سے پہلے کوئی عملی کارروائی نہ ہُوئی۔ یہ وہ سال تھا جب اِن مسٹر سموئیل سمتھ نے اپنے مطلب کے چند آدمیوں کی

مدد سے گورنمنٹ ہند کی آبکاری والی پالیسی کے متعلق پارلیمنٹ سے سر اجلاس نہ صرف ایک نفرت انگیز تجویز قلمبند کرائی بلکہ ہماری خوش نصیبی سے اُس پالیسی کو بدل کے ایک نئی پالیسی کا رواج دلایا۔ اب میں یہ عرض کیا چاہتا ہوں کہ یہ بمبئی کونسل جو ۱۸۹۶ء میں قایم ہوئی تھی اب تک شہر میں نئی دوکانیں کھولنے میں روکتی رہی ہے۔ کچھ عرصہ ہوا ہے جب سرکار کی خدمت میں ایک عرضداشت اس مضمون کی بھیجی گئی تھی کہ شرابخانوں میں عورتوں کو ملازم رکھنے اور ۱۴ برس کے بچّوں کے ہاتھ شراب کے فروخت کرنے کی ممانعت کی جائے۔ مگر اب تک اِس کا کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہیں ہُوا۔"

مسٹر سموئیل سمتھ جو اس جلسہ کے صدر نشین تھے کھڑے ہوئے۔ آپ نے سب سے پہلے اُس مسرّت قلبی اور انبساط دلی کا اظہار کیا جو آپکو اُس جلسہ کے ممبر مجلس ہونے سے حاصل ہوئی تھی جس میں ہندوستان کے ہر ایک حصّہ کے ڈیلیگیٹ۔ ری پریزنٹیٹو اور وکلا کی موجودگی ہو رہی تھی اور پھر فرمایا "کوئی بیالیس برس گذرے ہونگے جب میں ہندوستان میں سب سے پہلے آیا تھا۔ اُس وقت سے اب تک مجھے یہاں کے معاملات میں خاص انٹرسٹ ہو گیا ہے۔ خدا تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مجھے ابکے یہاں ایک اہم امر اور اشد ضروری مسئلہ پر غور کرنے کا موقعہ مِلا ہے۔ جب مَیں نے پارلیمنٹ میں ٹمپرنس کے مسئلہ کو چھیڑا تو جو نتیجہ ہُوا مخفی نہیں۔ صاحب سکرٹری آف سٹیٹ نے گورنمنٹ ہند کے پاس یہاں کے مسئلہ آبکاری کے متعلق نفرت انگیز الفاظ لکھے تھے ہندوستان کی آبکاری کا طریق ایک ٹیڑھی کھیر ہے۔ اور جہاں تک میرا علم ہے۔ یہاں کے بعض مقامات میں نشہ آور چیزوں نے ایسا گھر کر لیا ہے کہ وہاں سے انکا معدوم کرنا کارے دارد۔ ابھی کل ہی کی بات ہے جب مجھے بمبئی میں ایک ایسے مقام کے دیکھنے کا موقعہ ہُوا جہاں پلیگ زوروں پر تھی۔ لوگ گھروں سے باہر پھوس کے چھپروں میں جا کے ٹھہرے ہُوئے تھے۔ مگر افسوس۔ وہاں بھی شراب کی تجارت کے مضرّت بخش نتائج عیاں ہو رہے تھے (پھر آپنے اِسی سلسلہ میں فرمایا) میری رائے میں جس قدر شراب کی دوکانیں یہاں کے کلوں کے کارخانوں کے قرب وجوار میں ہوں موقوف ہونی چاہئیں۔ کیونکہ یہ اُن غریب مزدوروں کو جو اِن کارخانوں میں کام کرتے ہیں پھانسنے کے لئے ایک دام تزویر سے کم نہیں۔ بلکہ یہ ان بدنصیبوں کے حق میں زہر ہیں جن کی آدھی کمائی اور بعض وقت آدھی سے زیادہ ان کی نذر ہوتی ہے۔ اور اُنکے بال بچّے بھوکوں مرتے ہیں۔ ہاں! یہ شراب فروشوں کی دوکانوں میں عورتوں کے ملازم نہ رکھنے کی بات بنگال والوں نے سب سے پہلے کلکتہ سے طشت ازبام کی تھی۔ مگر نتیجہ معلوم ہے مختلف

قسم کی دوائیں اور عرقیات کا ذکر کرنے کے بعد، اسمیں کچھہ شک نہیں کہ کھجور کے درخت کا شیرہ مضر صحت نہیں ۔ مگر اس پر اتنا ٹیکس ہے جو حد سے زیادہ ہے ۔ (چرس ۔ بھنگ ۔ افیون اور دیگر مسکرات کا بیان کر کے کہا، شاید اس بقیۃ العمر میں میرا یہاں آنا ہو یا نہ ہو مگر ان ٹمپرنس سوسائیٹیوں کی بہبودی ۔ فلاحیت اور ترقی کا خیال ہر وقت میرے دل کے ساتھ رہیگا"

پریذیڈنٹ صاحب کی تقریر کا ایک ایک لفظ آب زر سے لکھنے کے قابل تھا ۔ دیوان بہادر اننبالال سنکرلال نے مندرجہ ذیل ریزولیوشن پیش کیا ۔

"یہ جملہ ہندوستان کی ٹمپرنس سوسائیٹیوں کا مجمع (جس میں بھارت ورش کے ہر ایک حصہ کی سوسائیٹیوں کے ڈیلیگیٹ اور وکیل موجود ہیں) سرکار عالیہ ہندوستان کی اُن جملہ باتوں پر جو حال میں انتظام آبکاری کی نسبت مذکور ہوئی ہیں اطمینان کلی ظاہر کرنے کے بعد منشیات و مسکرات کی روز افزوں ترقی محال کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کمال ادب کے ساتھ التماس کرتا ہے ۔ کہ شراب کا استعمال ہندوستانیوں کے حق میں نہایت ہی خوفناک ہے ۔ اس لئے اصول مندرجہ ڈسپیچ ۲۹ مورخہ ۴ فروری سنہ ۱۸۹۰ء جس سے بوضاحت پایا جاتا ہے کہ کسی نشہ آور چیز کی فروخت کے اجرا، یا موجودگی کے متعلق اُسکے قرب و جوار سے استمزاج کرنا لابدی ہے حتی الوسع جلدی عمل میں لائے جائیں ۔ اور نہایت ہی مستفدانہ یہ بھی عرض کیا جائے کہ ۱۸ برس سے کم عمر بچوں کے ہاتھ شراب فروخت کرنے اور مستورات کو شرابخانوں میں ملازم رکھنے کی قطعی ممانعت کی جائے نیز اس کانفرنس کی رائے ہے کہ عوام الناس کے ساتھ عام طور پر میل جول بڑھا کر سوسائیٹیاں قایم کرنے ۔ لکچر دینے ۔ بڑے بڑے جلسے کرنے ۔ اور بزرگان قوم کی شرکت کا فخر حاصل کرنے کے بعد تقویٰ شعاری اور پرہیزگاری کا عام خیال پیدا کیا جائے ۔ اور منشیات کی طرف سے لوگوں کے دلوں کے پھیرنے کے واسطے مناسب وسایل عمل میں لائے جائیں ۔ اور پریذیڈنٹ صاحب کی وساطت سے اس ریزولیوشن کی نقلیں گورنمنٹ ہند اور لوکل گورنمنٹوں کی خدمت میں مناسب غور کے لئے بھیجی جائیں"۔

جناب مدن موہن مالوی جِنتامنی صاحب کی تائیدی تقریروں کے بعد ریزولیوشن پاس ہوا۔

بابو شونراین صاحب نے مسٹر سمتھ کا شکریہ ادا کیا ۔

دوسرے ریزلیوشن میں پریذیڈنٹ جلسہ مسٹر سمتھ کا شکریہ تھا ۔ جسکو بمبئی کے بزرگ فرشتہ ہنمکل صاحب نے پیش کیا اور سکرٹری امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی نے پنجاب کی طرف سے عموماً اور امرتسر کی طرف سے خصوصاً نہایت خوشی سے اس ریزولیشن کی تائید کی ۔ اور جلسہ کا اختتام ہُوا ۔ چونکہ

اُسی دن ۱۱ بجے کانگرس کا پہلا اجلاس تھا۔ اس واسطے جلدی جلدی کارروائی ختم کی گئی۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ تمام ہندوستان کی ٹمپرنس کونسل کا اجلاس بالکل مختصر سا ہوا۔ مختلف صوبوں کے ٹمپرنسیوں کو خیالات کے اظہار کرنے کا موقعہ نہ ملا۔ گویا جس غرض کیلئے یہ جلسہ ہوا تھا نہ ہوا۔ اس قسم کی کونسل یا جلسہ جس میں تمام ہندوستان کی ٹمپرنس سوسائیٹیوں کے ریپریزنٹیٹو شامل ہوں اس سے بہت بڑھکر ہونا چاہیئے تھا۔

ڈیلیگیٹ معدودے چند۔ جن کی رہائش۔ آسائش اور میل ملاقات کا خیال اتنا نک بھی نہ تھا۔ آپس میں خیالات کے اظہار کرنے کا موقعہ تو کیا بلکہ ایک دوسرے کو معلوم نہ تھا کہ کون آدمی کسی شہر یا صوبہ سے شامل ہے۔

پھر جن دنوں کانگرس کا جلسہ زور پر تھا سکرٹری ٹمپرنس سوسائٹی مختلف جلسوں میں شریک ہوا اور ایک دن مکتی فوج کے جلسہ میں بھی گو اس سے کسی قسم کا اُسے ذاتی تعلق نہیں مگر صرف اس وجہ سے کہ اُنکا ایک بھاری اصول بھی "جملہ قسم کے نشوں سے پرہیز کرنا ہے"۔

آریہ سماج کے جلسہ میں شامل ہوا جس میں برہمچاری نتیانندجی نے دوران لکچر میں سیگرٹ اور حقّہ نوشی کے برخلاف مؤثر تقریر کی تھی جسکا حاضرین پر خوب اثر ہوا۔

سوشیل کانفرنس کے جنرل سکرٹری کے پاس تو خلاصہ رپورٹ سال گذشتہ پہلے سے ہی پہنچ چکی تھی اور روشناسی بھی ہو چکی تھی صرف دو باتیں کرنا باقی تھا جب یہ بھی ہو چکیں اور سبجکٹ کمیٹی بننے لگی تو سکرٹری امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی۔ پروفیسر روچی رام صاحب۔ پنڈت رام بھجدت صاحب کو پنجاب کی طرف سے لیا گیا۔ اور اجلاس سبجکٹ کمیٹی شروع ہوا۔ سوشیل کانفرنس کے مختلف ریزولیوشن تھے۔ مگر جس ریزولیوشن کو ٹمپرنس سوسائٹیوں کے ساتھ تعلق تھا پانچویں نمبر پر رکھا گیا۔ اور کانفرنس کے اجلاس میں مسٹر سموئیل سمتھ نے حسب ذیل پیش کیا۔

"اس کانفرنس کی رائے میں یہ ہے کہ اشیاء منشیات کی روز افزوں ترقی ملک کی قومی اور اخلاقی ترقی کے واسطے ایک بڑی بھاری سدّراہ ہے اس لئے ٹمپرنس کی تجویز کے ساتھ پوری ہمدردی ظاہر کر کے اُن جملہ سوسائیٹیوں کو جنکا خاص اصول اصلاح قوم ہے واجب ہے کہ ٹمپرنس سوسائیٹیوں کے ساتھ ملکر اِس بھاری بھر کم خرابی کی روز افزوں ترقی کو روکنے کے لئے عام رائے حاصل کریں اور جو تجویز کہ "آل انڈیا ٹمپرنس کانفرنس" میں پاس ہوئی ہے اس سے اس کانفرنس کا پورا اتفاق ہے"۔

اِس تجویز کو پیش کرتے وقت مسٹر سمتھ نے نہایت ہی برجستہ الفاظ میں ایک تقریر کی جس میں اہمیّت مقاصد ٹمپرنس پر بحث کرتے وقت آپنے بیان کیا۔ ہندوستان کے لئے یہ اصلاح نہایت ہی ضروری ہے۔ اینگلو انڈین ٹمپرنس ایسوسی ایشن کے آنریری سکرٹری مسٹر کین (مرحوم) نے میرے ساتھ مِل کے بہت کچھ کیا۔ ابھی ہمارے بہت سے ارادے تھے کہ مسٹر کین بیشتر اسکے کہ تکمیل کو پہنچتے ہمیں ہمیشہ کے لئے داغ مفارقت دیا۔ اب اُن کی جگہ مرنے والے کے داماد مسٹر ہربرٹ رابرٹس ممبر پارلیمنٹ سکرٹری ہیں۔ اور خزانچی کا کام اُن کی بیوہ نے بطیبِ خاطر اپنے ذمے لیا ہے۔ اگرچہ مسٹر کین کے اُٹھ جانے سے میرے پَر کٹ گئے ہیں۔ مگر پھر بھی مجھے کامل اُمید ہے کہ جب پارلیمنٹ کے دوسرے انتخاب میں ہندوستان کے مسئلہ آبکاری کو میں چھیڑونگا۔ تو خاصے معاون میری تائید میں ہونگے۔ ہندوستان کی بہبودی اسی میں ہے کہ ہمہ تن ایک ہو کے اِس بلائے مُبرم سے بچنے کی کوشش کریں۔ اور جس طرح ہو مختلف وسایل اسکے روکنے کے واسطے عمل میں لانے چاہئیں۔

جب مسٹر سمتھ بیٹھ گئے تو اُن کے بعد اس ریزولیوشن کی تائید کرنے کے واسطے حسب تجویز سبجکٹ کمیٹی۔ سکرٹری ٹمپرنس سوسائیٹی امرتسر کھڑا ہوا۔ اور کہا:۔

"ٹمپرنس کا کام ایک وسیع معیار رہے۔ جسکے واسطے باوجود اِس قدر کرنے کے ہم نے کچھ نہیں کیا۔ ابھی ہم نے بہت کچھ کرنا ہے۔ اور یہ جبھی ہو سکتا ہے جب سب کے سب مِل کر کام کریں۔ پنجاب میں منشیات کی روزافزوں ترقی۔ سگرٹ اور سگار کا عام رواج۔ ریلوے سٹیشنوں پر ان چیزوں کی کثرت سے فروخت۔ سبیلوں سے بڑھ کر شراب خانے۔ ہردوار تیرتھ میں شراب کی دوکانیں۔ ہند کی سابقہ تقویٰ شعاری و پرہیزگاری کی حالت کا حال کی شرمناک کیفیت کا مقابلہ۔ بینڈ آف ہوپ کی ضرورت اور اسکے سبب سے ولایت میں کامیابی۔ مسٹر سموئیل سمتھ ممبر پارلیمنٹ سے بینڈ آف ہوپ کے خاص مشورہ کا ذکر۔ مسٹر سمتھ صاحب کی کوشش کا خاص شکریہ۔ اینگلو انڈین ٹمپرنس ایسوسی ایشن اور تمام ٹمپرنس سوسائیٹیوں سے عام ہمدردی کی درخواست۔ کانگڑہ و دھرم سالہ میں بچّوں اور عورتوں کی میخواری کی ناگفتہ بہ حالت۔ مدارس میں ٹمپرنس تعلیم کی ضرورت اور اس سے ولایت میں تسلّی اور طمانیت بخش نتیجہ۔ اور ٹمپرنس مقاصد میں تمام مذاہب اور مجالس سے یک جہتی اور اتّفاق کی درخواست اور ٹمپرنس سوسائیٹی امرتسر کا ذکر کرکے امرتسر کی طرف سے خصوصاً اور پنجاب کی طرف سے عموماً خوشی سے پانچویں ریزولیوشن کی تائید کی۔

ڈاکٹر بنجمن صاحب کے سچّے اور پُرجوش لکچر نے لوگوں پر خوب اثر کیا۔

۵ ۶ ۱۹

اثر خرابات

پروفیسر آزاد کے مایۂ نازش شاگردوں میں شیخ غلام حیدر صاحب نثار (ناظر ڈویژنل کورٹ لاہور) ایک ایسے پایہ کے شاعر ہیں جنکے کلام کو آپنے "نیرنگ خیال" کے دوسرے ایڈیشن میں ضمیمہ کے طور پر فخریہ شایع کیا تھا۔ نثار صاحب اکثر نیچرل مضامین حالی۔ ارشد اور دوسرے اُستادوں کے مقابلے میں "انجمن پنجاب لاہور" کے مشاعروں کے اندر پڑھا کرتے تھے۔ پرانے مشاق ہیں ذیل کی نظم آپنے ٹمپرنس گائیڈ کے لئے عنایت فرمائی ہے۔ بالغ نظر خود پرکھ لیں کہ اس میں آپنے کیسے موتی جڑے ہیں:-

یارب! بچائیو۔ تو بلائے شراب سے
لاکھوں فنا ہوئے ہیں وبائے شراب سے

بیڑے ہزاروں نامیوں کے غرق ہو گئے
طوفاں وہ ساقیوں نے اُٹھائے شراب سے

یہ آبِ آتشیں ہے جلائے جو جان و دل
کوئی نہ پیاس اپنی بجھائے شراب سے

کم ظرف ہے کوئی نہ اِسے اپنے مُنہ لگائے
دریائے آبرو نہ بہائے شراب سے

گر محفلِ شراب کا انجام نیک ہو
شیشہ کو غم کی ہچکی نہ آئے شراب سے

بد بُو ہے بدمزہ ہے ہر اک دین میں ہے حرام
کیوں کوئی آبرو کو گنوائے شراب سے

گھٹتی ہیں اسکی طاقتیں دل اور دماغ کی
کوئی نہ ربط اپنا بڑھائے شراب سے

پیمانے اُن کی عُمر کے لبریز ہو گئے
جو بادہ خوار باز نہ آئے شراب سے

بے مہری فلک نے امیرانِ نامدار
حلقہ بگوشِ خلق بنائے شراب سے

جب شمعِ زر کی یاد تصرف سے بجھ گئی
دل میں چراغ داغ جلائے شراب سے

خلقت کے دل سے اور نظر سے اُتر گیا
بھر بھر کے جام جس نے چڑھائے شراب سے

کوئی پیئے نہ باعثِ صحت سمجھ کے مے
روگ اپنی جان کو نہ لگائے شراب سے

گردونِ زور و زر کے جو تھے آفتابِ شرق
وہ مغربِ عدم میں چھپائے شراب سے

ہے اے نثار آٹھوں پہر اپنی یہ دُعا
اللہ ہر بشر کو بچائے شراب سے۔

بینڈ آف ہوپ کیلئے

بس اِسی میں! ایک دفعہ خالی کے مہینے میں بسنت آگیا۔ لوگ رنگ برنگی پگڑیاں پہنے میلے کو جارہے تھے۔ کوچہ دوارکا داس کے جس قدر پانچ چار گھر تھے سب نے مل کے ایک بہلی کرایہ کی۔ بچّوں کو اچھے اچھے کپڑے پہنائے۔ انہیں میں ایک بزرگ دینا ناتھ تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ جب اپنی گلی کے سب بچّے جاتے ہیں تو کیوں نہ لالہ گوبند سہائے کے لڑکے کو بھی ساتھ لے چلیں۔ اُسکے باپ تو کہیں پی پا کے پڑے ہونگے۔ اور ماں بیچاری کسی غیر مرد کے ساتھ بچّے کو بھیجنا پسند نہ کریگی۔ آخر وہ بھی "گلی کا چھوکرا" ہے۔ اتنے میں اُنہوں نے ایک لڑکے کو بُلا کے کہا۔ "ہیر انند تم تو میلے کی تیاریاں کر رہے ہو۔ کیا تم اکیلے ہی چلوگے۔ اس گوبند سہائے کے بیٹے کو ساتھ نہ لے چلوگے؟" وہ بولا۔ "قبلہ! اگر آپ فرماتے ہیں تو میں لپک کے گنگا سہائے کو بُلا لاتا ہُوں۔ میلے میں ہم دونوں مل کے کھیلیں گے بھی اور مٹھائی بھی کھائینگے"۔ یہ کہکر جونہی وہ اپنے مکان کے دروازہ پر پہنچا اُسے گوبند سہائے اپنے گھر سے نکلتا دکھائی دیا۔ اُس نے کہا۔ "بھئی! گوبند سہائے۔ ہم نے بہلی کرائی ہے۔ لالہ جی نے مجھے بھیجا ہے کہ تمہیں بھی اپنے ساتھ چلنے کے لئے کہدوں۔ بس۔ جاؤ۔ اور جوتا پہن کے آؤ"۔ گوبند سہائے نے اُسے تو صرف "اچھّا" کہدیا اور وہاں سے جا کے بولا۔ "امّاں جان! لالہ دینا ناتھ جی اپنی گلی کے سب آدمیوں اور لڑکوں کے ساتھ بسنت دیکھنے جاتے ہیں۔ مجھے بھی انہوں نے گوبند سہائے کے ہاتھ کہلا بھیجا ہے۔ اب مجھے ایک جوتا لے دو تو کام بن جائے۔ تم جانو! ماں جی۔ انہوں نے تو اچھّے اچھّے کپڑے بھی پہنے ہیں۔ کپڑے نہیں تو جوتی تو ہونی چاہیئے۔ گلی میں تو خیر ننگے پاؤں پھر بھی لیتا ہُوں۔ مدرسے بھی ایسے ہی چلا جاتا ہُوں۔ مگر میلے کیسے جاؤں؟" بچّے کے ان لفظوں نے ماں کا کلیجہ پاش پاش کر دیا۔ بیٹے کی طرف سے مُنہ پھیر کے وہ پانی جو اُسوقت آنکھوں میں جھلک اُٹھا پونچھا اور پھر ایک گنجینہ کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "بیٹا اس سے نکال لو"۔ گنگا سہائے اس شوق بھرے دل کے ساتھ اُٹھا جو اکثر بچّوں کا نئی چیز کے واسطے ہوتا ہے۔ کھولا تو وہ بوتل شراب کی پڑی پائی جس میں سے صُبح ہی صُبح اسکا باپ آدھی چڑھا گیا تھا۔ گوبند نے دیکھتے ہی کہا۔ "ماں جی! جوتا تو ہے نہیں۔ مگر (بوتل دکھا کر) یہ ہے۔ جوتا کہاں ہے؟" وہ بولی۔ "بس! اسی میں"۔ بھولے بھالے ننھے کو معلوم نہ تھا۔ کہ اُس کی والدہ کیا کہہ رہی ہے۔ نئے جوتے کے شوق میں اُس نے ایک چھوٹے سے

بارے سے بوتل کو توڑ ڈالا جس میں سے شراب تو گر گئی۔ وہ خالی بوتل کو اُلٹ پلٹ کے دیکھنے لگا اتنے میں گوبند سہائے بھی گھر میں آ نکلے۔ اور بیٹے کو گنجینہ کے برابر خالی بوتل اُلٹتے پلٹتے دیکھکر کہا۔ "کیوں بیٹا۔ گنگا سہائے کیا کر رہے ہو؟" اُس نے معاً سارا حال بیان کر کے کہا۔ "میں نے ماں جی سے بنا ہوا مانگا تھا۔ تو وہ فرمانے لگیں کہ بس اسی میں ہے"۔ اس خیال سے میں نے بوتل نکالی۔ اب میں یہی سوچتا ہوں جس طرح تماشے والے بوتلوں میں رومال چھپا کے رکھتے ہیں کہیں میرا جوتا بھی نہ ہو۔" باپ نے (جوش سے) "اسی میں؟" بیٹا۔ "جی ہاں! اسی میں"۔ گوبند سہائے کے دل میں اب یہ خیال پیدا ہوا "میری کثرت شرابخواری نے گھر کی یہ حالت کر دی ہے۔ کہ بیٹے کے لئے بسنت کے دن جوتا نہیں۔ افسوس! (بیٹے کے سر کو بوسہ دیکے) دیکھو جی! تم ذرا کھیلو اور میں ابھی آتا ہوں"۔ یہ کہا۔ اور گوبند سہائے وہاں سے سیدھا ایک دوست کے مکان پر پہنچا۔ وہ نئے پکّے مہاتما۔ شراب بھنگ چرس کے نام سے جلتے تھے۔ اور ہمیشہ اُسکو ٹوکا کرتے تھے۔ آج اسنے اُنہیں گنگا سہائے کا سارا حال سُنا کے کہا۔ "اِس وقت میرے دل کو بڑی چوٹ لگی ہے۔ بس! میں اب اُس سچدانند سے سچّا وعدہ کرتا ہوں کہ عمر بھر اسکا نام نہ لوں گا"۔ اُنہوں نے کہا پرماتما ایسا ہی کرے۔ پھر نوکر کو بُلا کر کچھ کان میں کہا۔ وہ لپک کے موچی بازار سے گوبند سہائے کے پاؤں کے دو جوتے لے آیا۔ جن میں ایک تو چاندنی تھا اور دوسرا گرگابی۔ پھر اُن مہاتما صاحب نے گوبند سہائے سے کہا۔ "لو انہیں لیجا کے اُسی گنجینہ میں رکھدو۔ اور پھر بیٹے سے کہو تمہاری امّاں سچ کہتی تھیں۔ بس اسی میں جوتا ہے"۔ اُسنے ویسا ہی کیا۔ کہتے ہیں گوبند سہائے نے جب جوتا پہنا۔ تو باغ باغ ہو گیا۔ میلہ گیا اور وہاں سے آتی دفعہ لالہ دینا ناتھ نے اُسے ایک مٹھائی کی ٹوکری دی جو انہوں نے اسکے واسطے منگوائی تھی۔ جب وہ گھر لے کے آیا اسوقت گوبند سہائے بیٹھے تھے۔ دیکھتے ہی دل میں کہنے لگے۔ "میرے شرابی ہونے کی وجہ سے لوگ خدا واسطے میرے بچّے کو میلہ میں لے جائیں۔ اور مٹھائی بھی گھر لانے کو دیں۔ آہ! غیرت کیا ہوئی"۔ وہ دن اور آج کا دن گوبند سہائے نے پھر بالکل شراب کا نام نہ لیا۔

رُباعی

جس کے ہر وقت چلتی پیالی ہو
اور پیالی میں پرتگالی ہو!
جب چڑھے میر! چاند خالی کا
ہاتھ خالی ہو جیب خالی ہو!

حروف تہجی شراب

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

از پنڈت جیا لعل صاحب تکو وکیل سرینگر کشمیر

م منواتر بیس سال کے تجربہ نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ شراب خواہ کتنے ہی مقدار میں کیوں نہ ہو مضر صحت ہے۔ (ڈاکٹر راغ)

ن نتیجہ شراب۔ رعشہ۔ بے چینی۔ بدخوابی جسم کو بدبو تنفس اور فراموشی ہیں۔ (مسٹر پلاٹن)

و وُہی قابل اعتبار نہیں جو شراب پیتا ہے۔ کیونکہ اس کے پیٹ میں بات نہیں پچتی۔ (سر والٹر ریلے)

ھ ہیضہ اور دیگر وبائی امراض میں وُہی مبتلا ہوتے ہیں جو منشیات کا استعمال کرتے ہیں۔ (ڈاکٹر ھال)

ی یہ مینے کل خواب میں دیکھا تھا کہ شراب اور موت کے فرشتہ میں ہو رہی تھی وہ بار بار اسی امر پر روز دے رہے تھے کہ میں نے بہت سے آدمی ہلاک کئے ہیں۔ اس لئے مجھے انکی نیابت ملنی چاہئے۔ (انڈیلیسن)

ے یاد رکھو۔ شراب کے اصل ہی میں شر ہے۔ اور یہ نقصان پہنچانے میں خطا نہ کریگی۔ اِس لئے نہ پینا! نہ پینا!! نہ پینا!!! (خیر خواہ ھندوستان)

صنعت دو جہتین اُس صنعت کو کہتے ہیں جو ذرا سے تلفظ یا ضغط لسانی میں تغیر دینے سے بالکل معنی بدل دیتا ہے اُسی صنعت میں داغ کا یہ شعر ہے۔

اے شیخ فیض پیر خرابات کیا کہوں!
حال پیر کا ہے۔ وُہی ہے مرید کا۔

ایک ذرا کیا کے تلفظ سے شعر کا مفہوم بالکل اس حدیث شریف کے مطابق ہو جاتا ہے۔ جس کے رُو سے دس پیشہ ور جن میں پینے پلانے والے بھی شامل ہیں جہنمی قرار دیئے گئے ہیں۔ (ابو القاسم)

پروفیسر روچی رام کی رپورٹ

پروفیسر روچی رام صاحب نے جو مختصر رپورٹ پنجاب کے امور اصلاحی کے متعلق بحیثیت سکرٹری پنجاب سوشل کانفرنس بمبئی کے واسطے تیار کی تھی۔ اُس میں آپ نے ٹمپرنس ورکس کے متعلق حسب ذیل لکھا ہے:۔

"پچھلے سال میں صرف چار سوسائٹیاں پبلک کے سامنے آئی تھیں۔ مگر اُن میں بلحاظ کار پردازی وکارگذاری امرتسر ایسوسی ایشن کا نمبر اوّل ہے۔ اِس سوسائٹی نے ہزاروں کتابیں شایع کر کے مُفت تقسیم کی ہیں۔ مفصلات میں لکچرار بھیجے ہیں۔ شہر میں برابر ہفتہ وار دو جلسے ہوتے ہیں۔ حال میں طلباءِ مدارس کا ایک بینڈ آف ہوپ بنایا ہے۔ ایک باقاعدہ جماعت بھی کھولی ہے۔ جس میں ہفتہ وار تجربات سائنس سکھلائے جاتے ہیں۔ شراب کی جیتی جاگتی تصویریں دکھانے کو کبھی کبھی ڈراما بھی ہوتا ہے۔ میجک لالٹین سے اب از سرِ نو کام لیا جانے لگا ہے۔ لالہ نند لعل سکرٹری کی کوشش اور محنت قابل داد ہے۔ میرے خیال میں پنجاب کے اندر اس پایہ کا کوئی ٹمپرنسی کارکن مشکل سے ہوگا۔ اُنہوں نے کچھ عرصہ سے ایک ماہواری رسالہ موسوم بہ "ٹمپرنس گائیڈ" شروع کیا ہے۔ لاہور میں ہونے کو تو چار سوسائیٹیاں ہیں۔ مگر ایک ان سب میں کی چھوٹی ٹمپرنس یونین نے خاصہ کام کیا ہے سکرٹری نے چند ایک ممبروں کے ساتھ پل کے مختلف مقامات میں شاخیں قایم کی ہیں۔ جنمیں شملہ والہ کی قابل ذکر ہے۔ اِس سوسائیٹی کا ایک رسالہ نکالنے کا بھی ارادہ ہے۔ مقامی سوسائیٹیوں میں باہمی اتحاد کی تجویز درپیش ہے۔ سال حال میں سب سے بڑی بات اینگلو انڈین ٹمپرنس ایسوسی ایشن لنڈن کے ڈیپوٹیشن پر مس فلورنس بلگارنی کی تشریف آوری ہے۔ نوشہرہ کی کی ایسوسی ایشن بھی سرگرم رہی ہے۔ اُس نے شہر کی گلیوں میں کیا اور مفصلات میں کیا لکچر دے کر کوئی چار سو آدمی سے پلیج لئے جن میں کچھ دھاوت شرابی بھی تھے۔ جہلم میں پنڈت کشن نرائن (صاحب) رازدان سابق پریذیڈنٹ امرتسر ٹمپرنس سوسائیٹی نے حال میں ایک سوسائٹی قایم کی ہے جسکے باقاعدہ جلسے ہوتے ہیں"۔

نہایت ہی پُر زور الفاظ میں پروفیسر صاحب کی اس یاد آوری کا شکریہ ادا کرتے ہیں جو آپنے

ٹمپرنس سوسائیٹی امرتسر اور ٹمپرنس گائیڈ امرتسر کا ذکر کرنے میں فرمائی ہے۔ مگر ساتھ ہی اسکے افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ گو آپنے اس مختصر رپورٹ کیلئے بہت کچھ اخبارات سے جمع کیا تھا۔ مگر کیا کہیں آپنے "مختصر کا بھی اختصار کیا"۔ ورنہ اور ہیں تو آپ فیروز پور۔ کشمیر۔ جالندہر۔ دہلی کا ضرور ذکر کرتے۔ علاوہ ازیں آپنے بہت سی ایسی سوسائیٹوں کا نام تک نہیں لیا۔ جو برسوں سے سوشیل ریفارم میں مشہور ہیں۔ ان میں سے ہم سردست "شیخاں ککے زئی کی سوشیل ریفارم انجمن" کیطرف آپ کو متوجہ کرتے ہیں۔ جو سالہا سال سے اپنا کام بخوبی کر رہی ہے۔ اور جسکا ایک ماہواری رسالہ بھی لاہور سے شایع ہوتا ہے۔

مجمل خرابات

مولوی عبدالسلام صاحب رفیقی ایم سی (نورپور) ہندوستان کے اُن چند بلیغ روشن خیالوں میں سے ہیں جنکے اردو مضامین یہاں کے ماہواری رسالوں اور ہفتہ وار اخباروں میں فخریہ درج ہوتے ہیں۔ فارسی آرٹیکل ایران کے اور عربی تحریریں۔ مصر و شام کے عربی اخبار اور میگزین سرمایۂ ناز سمجھتے ہیں۔ آپ اعلٰے پایہ کے اہل قلم ہیں آپنے ایک پُرزور عربی ناول "خواطر عواطر" شراب کے نقصانات پر لکھا تھا۔ حسن اتفاق سے پچھلے دنوں آپ امرتسر تشریف فرمائے تھے۔ میری طبیعت کا ٹمپرنسی مضامین کی طرف میلان دیکھکے آپنے مجھے اسکے ترجمے کی اجازت دی ہے۔ ناول تو بحیثیت کتاب چھپے گا مگر یہاں اُن چند عربی شعروں کا ترجمہ (مشتے نمونہ از خروارے) لکھا جاتا ہے۔ جو آپنے تمہید آگے لکھے تھے۔

"حضرتِ انسان کی حالت دیکھکے مجھے تعجب ہو رہا ہے۔ کہ یہ کیوں پاؤں سر پر رکھے عالم جہالت کی طرف دوڑے چلے جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ بخوبی جانتے ہیں کہ انسان اور حیوان میں عقل ہی کا فرق ہے اور جو یہ عقل ہی انہیں سندِ شرافت پر نہ بٹھلاتی۔ تو کوئی آپکو کُتے کے برابر بھی نہ سمجھتا*۔ باوجودیکہ انہیں اچھی طرح معلوم ہے۔ کہ میکشی و میگساری ہزار گناہ کا ایک گناہ ہے۔ مگر یہ ہیں کہ اپنی چال میں ناک کی سیدھ

---

* (بقول قاضی خیراللہ صاحب) یہ کُتے بھی وہ کُتے نہیں جنہیں ہم صاحبوں کی گود میں جگہ ملتی ہے۔ بلکہ وہ کُتے جو دو دو پیسوں کی گولیاں دے کے مروائے جاتے ہیں۔

دیوانوں کے سے چل رہے ہیں اور سمجھنے نہیں پاتے۔ کوئی اِن عقل کے دھنیوں کو اتنا نہیں سمجھاتا کہ بھئی! جس شراب کے چھینٹوں میں تم آ رہے ہو اسکا دوسرا نام خمر ہے اور خمر کے لغوی معنی عقل پر پردہ ڈالنے کے ہیں۔ اِن ناعاقبت اندیشوں نے صرف بادہ کشی کے باعث خرچ کو آمدنی سے کئی درجہ بڑھا رکھا ہے۔ اگر انہیں کہا جائے کہ یہی رقم جو تم شراب خوری کی نذر کرتے ہو نیک کاموں میں لگاؤ تو ایسے اُلٹے سیدھے منطق کو کام میں لاتے ہیں کہ جس سے سننے والا دم بخود رہ جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی کاہلی کے باعث فاقہ مستی کا شکار ہوتا ہے۔ مگر خدائی نعمتوں کا شکریہ نہیں کر سکتا۔

جو تھوڑا سا بھی سوچے آدمی معلوم ہو جائے
دلالت کرتے ہیں یہ کام اسکی کس سفاہت پر (امیر سلمہ القدیر)

آپ نے سُنا بھی! یا نہیں؟

ماہرانِ سائینس۔ مدبّرانِ مُلک اور ہوا خواہانِ قوم نے باتفاق رائے یہ خیال ظاہر کیا ہے:-

(۱) شراب خواہ کتنے ہی مقدار سے کیوں نہ پی جائے۔ اعصاب۔ دماغ۔ نظم الابدان کا عام باعث اور دق۔ سِل۔ سرطان وغیرہ کا پیش خیمہ ہے۔

(۲) وہ رقم جو شراب میں صرف ہوتی ہے۔ اس سے مُلکی تجارت اور عام حرفت پر خاص نقصان پہنچتا ہے۔

(۳) شراب کی کثرت کے باعث (انگلستان میں) آئے دن ۵۳ فیصدی اخراجات۔ ۸۰ فیصدی اورس۔ ۹۸ فیصدی مخبوط الحواس اور پاگل۔ ۹۰ فیصدی مقدّمات خودکشی۔ اور ۷۵ فیصدی جرایم میں بیشی ہوئی ہے۔ جنکو براہِ راست یا بلاواسطہ شراب خوری سے تعلّق ہے۔

(۴) اگر تقویٰ شعاری کو عمل میں لایا جائے۔ تو ملک کی بگڑی ہوئی حالت پھر سُدھرے۔ تجارت حرفت میں ترقّی۔ افلاس ناداری اور جرایم میں کمی واقعہ ہو۔

چاہتے ہو جو اپنی عزّت کو نہ روا رکھنا مے کی چاہت کو
یہ وہ آتش لباس ہے پانی آگ لگتی ہے جس سے دولت کو (میر)

خبریں اور نوٹ

امرتسر۔ ٹمپرنس سوسائیٹی نے یکم جنوری کو ایک نہایت بارونق جلسہ کیا۔ اس موقعہ پر مخدومی پنڈت بشن نرائن صاحب۔ ممبران بینڈ آف ہوپ و مسز والوج بھی موجود تھے۔ محسن صاحب نے پنجابی میں لکچر دیا اور لکچر کے خاتمہ پر کہا "آج کے جلسہ میں مجھے ایک انوکھی اور لاابدی بات بہی کہنی ہے۔ وہ یہ ہے۔ جہاں میں عوام الناس کو ٹمپرنس پرچار کے نفس مضمون کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں خود ممبران ٹمپرنس سوسائیٹی سے عرض کرتا ہوں کہ نئے سال کے واسطے کمر ہمت چست باندھکر خوب کوشش سے کام کریں"۔ جلسہ کے ختم ہونے سے پہلے۔ دسمبر کے گائیڈ کے آخری صفحہ والی نظم پڑھی گئی۔ اور نئے سال کا تحفہ تقسیم کیا گیا۔ رائے امر سنگہ صاحب (سابق پریذیڈنٹ سوسائیٹی) جو انبالہ بدل گئے تھے اب پھر امرتسر بدل کر آگئے ہیں۔ لالہ دیوا چند صاحب احسن بہی منٹگمری سے ترقی پر اور رائے گوبند لعل صاحب (پریذیڈنٹ نوشہرہ ٹمپرنس سوسائیٹی) پنشن پر آئے ہیں۔ امید ہے ان تینوں صاحبوں کی عدم موجودگی سے جو کمی ہوئی تھی اب خود ان کی تشریف آوری سے پوری ہوگی۔

ٹمپرنس سکول (جس میں بینڈ آف ہوپ کے طلبا کو لکچر۔ سپیچ بھجن۔ تجربے۔ بلیک بورڈ۔ لکچر وغیرہ سکھائے جاتے ہیں) دن بدن خاصی ترقی پر ہے۔ پچھلے دنوں لالہ رچی رام صاحب ایم اے پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور نے اسکا معائنہ کیا۔ اور رائے بک میں تحریر فرمایا کہ "آج دوپہر کے بعد جسوقت امرتسر ٹمپرنس سوسائیٹی کے مکان میں ایک ٹمپرنس سبق دیا جاتا تھا میں بہی موجود تھا۔ جو کچھہ میں نے دیکھا ہے میں اس سے بہت ہی محظوظ ہوا۔ جماعت نوحال ہی میں کہولی گئی ہے۔ مگر طالب علم تجربات سائنس میں خاصہ انٹرسٹ لے رہے ہیں۔ مجھے امید واثق ہے کہ طالب علموں کی تعداد کافی ہو جائیگی۔ میں امرتسر ٹمپرنس سوسائیٹی کو اس نئے صیغہ کی مبارکباد دیتا ہوں اور اسکی کامیابی دل سے چاہتا ہوں"۔ بینڈ آف ہوپ والوں نے گذشتہ ایّام میں ۲ کرکٹ میچ جیتے۔

بڑی خوشی کی بات ہے۔ کہ چیف خالصہ دیوان کے کارکنان منشیّات کے برخلاف حصّہ لیتے ہیں۔ یہاں تک سُننے میں آیا ہے کہ امرت چھکانے کے وقت شراب و دیگر منشیات سے باز رہنے کی خاص طور سے ہدایت کی جاتی ہے۔ ٹمپرنس گائیڈ کارکنانِ چیف خالصہ دیوان کا نہایت مشکور ہے۔

۱۴ جنوری ۱۹۰۵ء کو پنڈت بیج ناتھ سکول کے طلبا نے مسٹر گاڈنے صاحب انسپکٹر مدارس۔ اور لالہ گردھاری لعل صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس کو ٹمپرنس ڈراما دکھایا۔ ڈراما ایسی عمدگی سے کیا گیا کہ انسپکٹر اور ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحبان نہایت محظوظ ہوئے۔ پنڈت بیج ناتھ سکول کے اُن طلبا نے جو بینڈ آف ہوپ میں شامل ہیں خاص حصّہ لیا۔ اس موقعہ پر سکرٹری ٹمپرنس سوسائیٹی کو بھی شامل ہونے کا فخر حاصل تھا۔

لدھیا۔ آریہ سماج کے جلسہ پر سکرٹری ٹمپرنس امرتسر اور پنڈت گھنشا مداس امرتسر سے گئے
۲ گھنٹہ تک ٹمپرنس کا پرچار کیا۔ لوگوں نے شوق سے سُنا۔ ۸ جگہ ۵ - ۵ منٹ کیلئے نگر کیرتن میں ٹمپرنس لکچر
ٹمپرنس بھجن گائے گئے۔ لدھیانہ میں ٹمپرنس پرچار کے نہایت شایق ہیں۔ بابو شیو پرشاد صاحب سکرٹری
آریہ سماج نہایت ہی پرشارتھی ہیں۔

بمبئی کونسل نے وہ ریزولیوشن (جسکا مفصل ذکر کسی دوسرے صفحہ پر ہے) ابھی تک گورنمنٹ
اور لوکل گورنمنٹوں کی خدمت میں روانہ نہیں کیا۔

بٹالہ ٹمپرنس سوسائٹی نہایت ہی افسوس ہے کہ ابھی تک خواب خرگوش میں ہے۔

پینانگ خالصہ دیوان کا جلسہ دو دن تک خوب رونق سے ہُوا۔ انکے ممبروں میں بہت سے ٹمپرنسی
ہیں۔ پہلے دن کے جلسہ میں شبد پارٹی نے "شراب کی سِٹھ" ہارمونیم کے ساتھ گائی۔ ڈاکٹر سندر سنگھ صاحب
نے نشوں کے نقصانات بیان کئے۔ اِن دونوں دنوں میں سِکھ جو ہر روز غین رہا کرتے تھے صوفی منش
رہے بلکہ سردار گوردت سنگھ صاحب صوبہ دار میجر اور سردار ٹھاکر سنگھ صاحب صوبہ دار کی خاص کوشش
سے فوجی شرابخانہ بھی بند رہا۔ یہ گویا ایک ایسی عمدہ مثال ہے جسکو نمونہ بنانے سے ہر ایک فوجی افسر
باسانی اپنے گرے ہوئے آدمیوں کو سنبھال سکتا ہے۔ کہتے ہیں ہندوستانی نقل کرنے میں بڑے
ہوشیار ہیں۔ دیکھئے اِس بات کی کتنے ایک نقل کرتے ہیں۔

ایک بڑا بھاری خالصہ دیوان کا جلسہ ملایا کی سرکاری بارکوں میں ۲۵ - ۲۶ دسمبر کو ہُوا جسمیں ملایا کے جملہ
شہروں کے سکھ صاحبان جمع تھے۔ کرنل واکر صاحب نے اس جزیرہ نما کے سکھوں کی گذشتہ اور موجودہ
حالت اور اُنکی آیندہ ترقی اور ان کی بلا اشتباہ سرکار کی سچّی جاں نثاری و وفاداری کا ذکر کیا۔ کرنل
صاحب کا ایڈریس نہایت ہی اشتیاق سے سُنا گیا۔ جا بجا چیرز ہوتے تھے۔ بابو سندر سنگھ صاحب ڈسٹرکٹ
سرجن پینانگ نے بھی دو لیکچر دیئے۔ صبح کے لکچر میں آپنے گورو گوبند سنگھ صاحب کا جیون چرتر اور شام
کے وقت سکھوں کیلئے ٹمپرنس کی تعلیم اور اسکی ضرورت کا بیان کیا۔

جالندہر۔ ۵ جنوری کو ٹمپرنس سوسائٹی کا جلسہ دھرم سبھا ہائی سکول میں ہُوا۔ سال ۱۹۰۵ء
کیلئے حسب ذیل عہدہ دار منتخب ہُوئے۔ بابو رام سنگھ صاحب بی اے۔ پیٹرن۔ مسٹر گپتا سین
صاحب ٹیوٹر۔ پریذیڈنٹ۔ خواجہ شاہ محمد صاحب وایس پریذیڈنٹ۔ ایم۔ این ہیوز سکرٹری۔
لالہ نند لعل صاحب اینگلو سنسکرت ہائی سکول۔ اسسٹنٹ سکرٹری۔ ۱۲ جنوری ۱۹۰۵ء کو (امتحان
ورنیکلر مڈل سکول کے دنوں میں) ایک غیر معمولی جلسہ مشن سکول میں منعقد ہُوا۔ تعداد حاضرین ۲۰۰ تک تھی۔

سکرٹری کی رونظموں کے بعد ہیرالہ مڈل سکول کے طلبا نے الگ الگ نشہ کو مجسم بناکر اسکی بُرائیاں ظاہر کیں۔ اور یہ اس خوبی و خوش اسلوبی سے بیان کی گئیں۔ کہ تمام حاضرین عش عش کرنے لگے۔ (۳) جلسہ کے پریذیڈنٹ پروفیسر سین گپتا صاحب تھے۔ لالہ لچھمنداس صاحب و پادری نیوٹن صاحب و خواجہ شاہ محمد صاحب و دیگر حاضرین کی حاضری نے جلسہ کی رونق کو دوبالا کر دیا۔ مشن سکول کے چند طلبا نے خوب بھجن گائے۔ غزلیں سنائیں۔ ہماری دلی دعا ہے کہ ٹمپرنس سوسائٹی جالندھر شہر روز افزوں ترقی حاصل کرے۔

فیروزپور شہر۔ نہایت افسوس سے لکھا جاتا ہے کہ یہاں کے ایک سرگرم ممبر شیخ رحمت اللہ صاحب تشنہ نے انتقال کیا۔ جس کے اظہار غم میں ایک خاص جلسہ ہُوا۔ جس میں بھائی رام سنگھ صاحب نے یہ تجویز کی۔ کہ مرحوم کے پسماندگان کے ساتھ ہمدردی ظاہر کی جائے۔ اس سوسائٹی کے دو لایق شاعروں نے مرحوم کے مرثیے لکھے۔

منٹگمری۔ پنڈت بشمبر ناتھ صاحب ٹمپرنس کے کام میں خاص دلچسپی لیتے ہیں۔ بڑے دنوں میں آپنے پاک پٹن میں ٹمپرنس پر لکچر دیا۔ شراب کے متعلق اپنی سرگذشت بیان کی۔ شراب اور دیگر منشیات کے نقصانات سے لوگوں کو آگاہ کیا۔ حاضرین کی تعداد کافی تھی۔ لوگ نہایت متاثر ہُوئے۔ خدا آپ کو ہمت اور برکت دے۔

کنیا مہاودیالہ جالندھر شہر کی رپورٹ بابت سنہ ۱۹۰۳-۰۴ء سے واضح ہوتا ہے۔ کہ کنیا مہاودیالہ کی حالت قابل اطمینان ہے۔ جالندھر شہر میں اس انسٹی ٹیوشن کی خاص وقعت ہے۔ ہماری دلی دعا ہے کہ مہاودیالہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہو اور پھلے پھولے۔

صفحہ ۲۲ پر کارخانہ اخبار عام کا رعایتی اشتہار کتب ملاحظہ فرمائیے۔ آپ اور آپکے دوست اس عمدہ موقعہ سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش کریں۔

اخبار عام لاہور — اشتہار اخبار عام

قدر گوہر شاہ داند یا بداند جوہری

کارخانہ اخبار عام لاہور جس شان شوکت سے ۴۵ سال سے چل رہا ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ ہندوستان و دیگر ولایات مثل لنڈن فرانس جرمنی روس و امریکہ وغیرہ کے عام و خاص کی خدمت سے واقف ہیں۔ اخبار عام بک ایجنسی میں جسقدر نادر و نایاب و قابل دید کتب موجود ہیں اسکی آجکل آفاق میں شہرہ ہے۔ مشہور بمشہور مصنفوں نے اپنا خون جگر صرف کر کے جو کتابیں بنائی ہیں۔ انکا گنجینہ اخبار عام بک ایجنسی میں چھانٹ چھانٹ کر جمع کیا گیا ہے۔ اب معزز اصحاب کے پرزور اصرار سے یہ کتابوں کا گنجینہ عنقریب کوڑیوں کے مول لٹنے والا ہے۔ اسواسطے ناگری۔ اردو۔ سنسکرت کو رکھنے ان اصحاب کا فرض ہے کہ اس گنجینہ کو حاصل کرنیکے لئے کوشش کریں کیونکہ ایسا موقعہ دوبارہ حاصل نہ ہوگا۔ جو اس موقعہ پر علمی مذاق کا گنجینہ پائیگا۔ جو سوئیگا وہ ایسے بیہا موقعہ کو اپنے ہاتھوں کھوئیگا۔ اخبار عام بک ایجنسی میں جتنی کتابیں موجود ہیں۔ وہ تہائی قیمت پر اس شخص کو ملینگی جو ۲۱ جنوری ۱۹۰۵ء کی مبارک دن کا موقعہ خیال رکھکر اپنا آرڈر لیٹر بکس میں ڈالدیگا۔ کتابونکی فہرست دیکھنا منظور ہو تو ایک پیسہ کا کارڈ لکھ بھیجئے بغیر کسی قسم کے دوسرے خرچ کے گھر بیٹھے فہرست پہنچ جائیگی

المشتہر

پنڈت بال کشن قائم مقام مینیجر اخبار عام لاہور

اِس کی اُمید ہمیں قبلۂ حاجات نہ تھی
یُوں بھلایا ہمیں گویا کہ کوئی بات نہ تھی

اِس تغافل کے کیا کہنے؟ آخر انتظار کب تک؟ پُورے دس مہینے راہ تکنے کے بعد اپنی مطلب کی بات کہتے ہیں دیکھئے کیا جواب ملتا ہے

جن

عنایت فرماؤں۔ معاونوں۔ سرپرستوں۔ خریداروں۔

کا

زرچندہ سالانہ

اب تک دفتر ٹمپرنس گائیڈ میں موصول نہیں ہُوا۔ اُن کے نام پر فروری ۱۹۰۵ء کا رسالہ

بصیغہ قیمت طلب پیکٹ " بھیجا جائیگا۔

مگر

نیاز مند کی یہ دلی تمنا ہے کہ آپ اُس وقت سے پہلے ہی ۱؎ بھیجدیں۔ تاکہ پارسل کا زائد خرچ نہ پڑے

در حضرت کریم تقاضا چہ حاجت است

ٹمپرنس پوسٹ کارڈ

یہ دیکھ کے کہ اب ڈاکخانہ والوں نے سرکاری معیاد سے بڑے مقدار کے کارڈوں کی اجازت دے دی ہے۔ اور عوام الناس نے مختلف اقسام کے تصویر دار۔ پھولدار اور قسم قسم کے کارڈ جاری کردیئے ہیں جن پر ایک پیسہ کا ٹکٹ لگا کر ڈاک میں ڈالا جاتا ہے ایسے موقعہ پر اگر ٹمپرنس کاز کے حامی خاموش رہتے تو بات نہ تھی۔ لہذا ٹمپرنس کارڈ نکالے گئے ہیں۔ اِن کارڈوں میں خصوصیت کیا ہے؟ سُنئے۔ مختلف مذاہب کے مقدس نوشتے۔ جنکی اشاعت ہر ایک ٹمپرنسی کے لئے فرض ہے۔ صرف ۲۰ روپے ایک سو لگا میری بھیجے جاتے ہیں۔ آپ ضرور منیجر ٹمپرنس گائیڈ امرتسر سے طلب کریں۔

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں



ہمنے اپنے ملکی بھائیوں کے فائدہ کی غرض سے عرصہ سے کارخانہ جاری کیا ہوا ہے اور خاص طور پر ولایت سے بڑے بڑے مشہور ومعروف کارخانہ جات سے کلاک ۔ گھڑیاں اور ٹائم پیس وغیرہ بنواتے ہیں جنکی بابت آجتک ہمارے خریداروں میں سے کسی صاحب کی بھی شکایت نہیں آئی ۔ بلکہ عمدگی مال کے سینکڑوں سرٹیفکیٹ موجود ہیں ۔ ضرور تجربہ کیجئے ۔ ہر قسم کا مال بذریعہ وی پی یا نقد قیمت پر ارسال ہوتا ہے ۔

راسکوپ سٹیم چارج ۔ درجہ اوّل گرانٹی ۱۰ سال قیمت [illegible]

" دوم	" ۸ "	- "	[illegible]
" سوم	" ۶ "	- "	[illegible]
" چہارم	" ۵ "	- "	[illegible]
ریلوے ریگولیٹر گھڑیاں " اوّل	" ۱۰ "	- "	[illegible]
" دوم	" ۸ "	- "	[illegible]
" سوم	" ۵ "	- "	[illegible]
" چہارم	" ۴ "	- "	[illegible]
" پنجم	" ۳ "	- "	[illegible]

مفصل فہرست کارخانہ ہذا درخواست کرنے پر مفت ارسال ہوگی ۔ درخواستیں پتہ ذیل پر ہوں

ایشر سنگھ مینیجر کارخانہ گھڑیاں بازار مائی سیواں امرتسر (پنجاب)

رنجیت انٹی پلیگ میڈیسن

کا استعمال بیماران طاعون کیواسطے بمنزلہ آبحیات ہے

گذشتہ ایام میں پنجاب کے طاعون زدہ مقامات میں اس جادو اثر دوائی نے جادو کا اثر نتیجہ دکھلائے جس سے دائرزادہ برکت رام صاحب وید کی خدمات کا ثبوت ملتا ہے

رنجیت انٹی پلیگ میڈیسن بکس نمبر ۱ ایک مریض کیلئے [illegible]

رنجیت انٹی پلیگ میڈیسن بکس نمبر ۲ حفظ ماتقدم کیلئے [illegible]

ان ادویات سے ہزارہا مریضوں نے فائدہ اٹھایا ہے طاعون آلودہ مقامات میں کارآمد ہے ۔

المشتہر مینیجر پلیگ ادویات بالمقابل ڈسپنسری دوکان پنڈت ٹھاکر رام بالمقابل کٹڑہ جیمل سنگھ امرتسر ۔

گمنام وہ بشر ہے کہ جسکا پسر نہیں

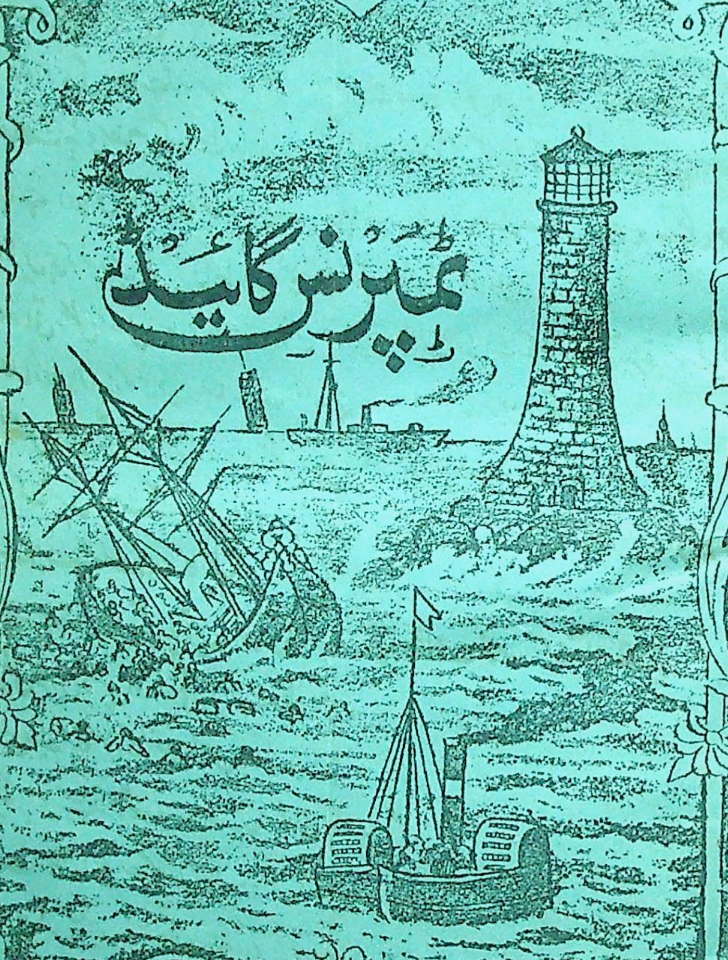
ہمارے شفاخانہ میں ہر ایک مرض کا شرطیہ علاج کیا جاتا ہے اور سب سے بڑھکر خوشخبری یہ ہے کہ جنکے اولاد نہ ہوتی ہو ۔ یا اولاد چھوٹی عمر میں ہی مرجاتی ۔ یا لڑکیاں ہوں لڑکا نہ ہوتا ہو ہمارے علاج سے صحت یاب ہوکر خاطر خواہ مراد حاصل کرتا ہے ۔ تجربہ شرط ہے ۔ مفصل حالات مندرجہ ذیل پتہ سے دریافت کریں ۔

شیخ نظام الدین حکیم یونانی امرتسر چوک ڈلہوزی کرموں ۔

۱۴

جلد (۱) نمبر

THE TEMPERANCE GUIDE



باہتمام نند لعل ہندو میڈیکل ہال امرتسر سے شایع ہُوا

جملہ خطوط و کتابت و ترسیل زر بنام نند لعل مالک ہندو میڈیکل ہال امرتسر ہونی چاہیے

ٹمپرنس گائیڈ امرتسر

ایک کثیر التعداد خطوط کے علاوہ آئے دن کی بھاری ضروریات محسوس کرنیکے بعد آخر ثابت ہو گیا۔ کہ ٹمپرنس سوسائیٹیوں کے مقاصد کی اشاعت کیواسطے ایک ایسا ماہواری رسالہ ضرور شایع ہونا چاہیئے جس سے نہ صرف دُور و نزدیک کے ٹمپرنس لٹریچر کی اشاعت ہو بلکہ سوسائیٹیوں کے مختلف ممبروں کو تبادلہ خیالات کا موقعہ مل سکے۔ عوام الناس کی پُوری دلچسپی کا سامان ہو اور ٹمپرنس ریڈنگ میٹر کا ایک خاص گنجینہ۔

بڑی خوشی کی بات ہے کہ حامیان و معاونان ٹمپرنس کے علاوہ خاص اُن اہل قلم کے بھروسے پر جن کے پاکیزہ خیالات ٹمپرنسی مضامین کیواسطے سند ہو رہے ہیں۔ نیاز مند نے ٹمپرنس گائیڈ کے نام سے ایک ماہواری رسالہ جاری کیا ہے۔ اور اس میں علاوہ لحاظ زبان کے بالعموم مندرجہ ذیل اقسام کے مضامین درج ہوتے ہیں جو نہ صرف ناظرین ہی کو مفید ہیں بلکہ ٹمپرنسی لکچراروں کیلئے ایک سچے گائیڈ اور معاون!

۱- اخلاقی۔ علمی۔ تجارتی۔ جسمانی۔ مذہبی اور قومی اصول کے مطابق مسکرات کے مفید اور غیر مفید ہونے پر بحث

۲- علماء و فضلاء۔ بزرگانِ دین۔ مہاتما۔ رشی۔ دھرم مُورت حضرات کے خیال و اقوال۔

۳- نظمیں۔ بھجن۔ گیت۔ ترجمے۔ خلاصہ لکچر۔ پاکیزہ مذاق۔ انگریزی رسالوں کا انتخاب۔

۴- ہر ایک قسم کی طبابت کے مطابق (جس میں ڈاکٹری۔ ویدک۔ یونانی۔ ہومیو پیتھک وغیرہ شامل ہیں) مسکرات کے نقصانات کا اظہار۔

۵- ٹمپرنس سوسائیٹیوں کی رپورٹیں۔ اور اُن کی آیندہ ترقی و اشاعتِ مقاصد کے متعلق تجاویز۔

۶- انوکھی طرز کی دلچسپی اور دلبستگی پیدا کرنے والی باتیں۔

۷- دیسی صیغہ آبکاری کے متعلق خاص ریمارک۔

۸- ہر انگریزی مہینے کے دُوسرے ہفتہ میں شایع ہُوا کرے گا۔

۹- قیمت سالانہ عہ معہ محصُول ڈاک۔

پہلا پرچہ مارچ سنہ رواں سے شروع ہوتا ہے۔
جملہ درخواستیں اس پتہ پر آنی چاہئیں۔

نند لعل ہندو میڈیکل ہال امرتسر

ٹمپرنس گائیڈ

امرتسر

جلد (۱) نمبر (۱۲) بابت فروری ۱۹۰۵ء

"ایک خیال"

ابھی کل کی بات ہے کہ فروری کے مہینے میں "ٹمپرنس گائیڈ" کے اجرا کا پراسپیکٹس ہزاروں دلی اُمیدوں کے ساتھ مختلف شہروں میں شایع کیا گیا تھا۔ دُنیا جہان کے پالنے والے کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ آج کا نمبر سال بھر کے اچھے یا بُرے ۱۲ نمبر پُورے کرنے کے بعد ایک طرف تو آیندہ سال کے لئے آمادہ کرتا ہے اور دوسری طرف اِس بات کی خوشخبری دیتا ہے کہ جس مُلکی خدمت کو توکلتُ علی اللہ سچا فرض سمجھ کے سرانجام دینے کے لئے مارچ ۱۹۰۴ء سے ادا کرنا شروع کیا گیا تھا۔ وہ بخیر وخوبی سرانجام پا چکا ہے۔ یہ کوئی تعلّی نہیں۔ فخر نہیں۔ غرّت نہیں۔ بلکہ صحیح واقعات کا اظہار ہے۔ اور اس بات کے ثبوت میں کہ ہمیں کسی قسم کی کامیابی ہُوئی ہے یا نہیں مصلحتاً اپنے اگلے حسابی سال کے پہلے نمبر پر رکھا ہے۔ مگر سردست یہ کہنا چاہتے ہیں۔ کہ رسالہ تو ماہواری پڑھنے والوں کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا ہے۔ کبھی آپنے اُسکے سرورق کے مضمون پر غور تو نہیں کی؟۔ اور جو نہیں کی اب ایک نظر دیکھ لو۔ اسمیں کوئی ایسا مخفی راز نہیں رکھا گیا جو مصر کی تحریر تصویر (ہائی رو گلیفک) ظاہر کرتی تھی یا آجکل کے مُلک مکسیکو کی نظیر الاشکال کا مدعا ہے۔ نہ کوئی ایسی ٹیڑھی بات رکھی گئی ہے جو دیکھنے والے کو تصویر حیرت بنائے اور نہ کوئی ایسا مضمون رکھا گیا ہے جسکے واسطے تیل کے چلتے کڑاہے کو دیکھکر نیزہ پر کی مچھلی کو نشانہ کرنا ہو مگر یہ خیر تقدیم شمس العلماء مولانا حالی کے اُس بند کی حروفی تصویر ہے جو برسوں پہلے اسکی مقبولِ عام مُسدّس میں چھپ چکا ہے۔

یہی حال دُنیا میں اُس قوم کا ہے۔ بھنور میں جہاز آ کے جسکا پڑا ہے۔

کنارا ہے دُور اور طوفاں بپا ہے — گماں ہو رہا ہے کہ اب ڈوبتا ہے۔

نہیں لیتے کروٹ مگر اہلِ کشتی — پڑے سوتے ہیں بے خبر اہلِ کشتی۔

دیکھئے! ایک سٹیمر والا سمندر میں پانی کی دھار کی طرف جا رہا ہے۔ اور دوسرا گلا پھاڑ پھاڑ کر کہہ رہا ہے۔ سہ

شبِ تاریک۔ بیمِ موج و گرداب چنیں حائل

بدل دو رخ سٹیمر کا۔ ادھر ہو وہ نہیں ساحل۔

مگر وہ۔ ہے کہ ایک نہیں سُنتا۔ اور یہی کہتا ہے۔ کہ "تم اپنا کام کرو تم کو غیر سے کیا کام؟" اور اس طرح وہ بجائے خطرہ سے نکلنے کے خود ڈوب جاتا ہے۔ ٹھیک یہی حال اُن یارانِ قدح نوش اور مسکرات کے شیدوں کا ہے جنکے کان میں شیطان نے کچھ ایسے ڈھائی حرف پھونکے ہیں کہ راہ پر آتے ہی نہیں۔ افسوس!

انقلابِ روزگار

نشوں سے لٹ رہا ہے ہندوستاں ہمارا — دوزخ بنا ہُوا ہے جنت نشاں ہمارا

ہم آج ہو رہے ہیں سب کی نظر میں ہلکے — تھا ایک دن جہاں میں پلہ گراں ہمارا

مشہور تھی اِک دن تقوی شعاریاں تھیں — جز میکدہ کے مشکل ہے اب نشاں ہمارا

سینہ میں داغِ حسرت پہلو میں دردِ کُلفت — کیا حال پوچھتے ہو۔ اے مہرباں ہمارا

خشکی میں رات دن اب کشتئ مے چلا کے — بیڑا ڈبو رہے ہیں۔ پیرِ مغاں ہمارا

افیون و بھنگ و گانجا۔ افیون اور چرس سے — بیوقت لُٹ رہا ہے سب کارواں ہمارا

فاقوں کے مارے بھوکے سوتے ہیں روز کتنے — سُنسان پڑا ہُوا ہے سارا مکاں ہمارا

بھارت ورش کا رونا کرتا ہے موم پتھر — سُنتا نہیں ذرا بھی۔ دل بیگماں ہمارا

کچھ دن رہی جو ایسے ہی آگ یہہ سُلگتی

اے میرا پھر ٹھکانا ہوگا کہاں ہمارا

ولایتی طاعون

رنگون میں ایک صاحب میاں اسحاق کے نام سے مشہور ہیں۔ مکرمی رفیقی صاحب کی وساطت سے آپنے ایک بسیط مضمون اس عنوان سے لکھا ہے۔ جس میں آپ تحریر فرماتے ہیں۔ "طاعون سے آجکل کتنے آدمی شہر خموشان کو جا رہے ہیں۔ لاکھوں کا حساب نہیں۔ جہاں اسکے قدم آئے صفایا ہی کر کے چھوڑا۔ ایک ایک کر کے گھر کے سب آدمی چن کر رکھدیئے۔ مالک۔ بیوی۔ میاں۔ بچے سب کی لاشیں نکلوائیں۔ سیاپ کٹے تو اچھے ہو بھی جاتے ہیں۔ مگر اسکی گلٹی بندوق کی گولی سے بھی زیادہ رلا رلا کے مارتی ہے۔ اس کے بدیہی نقصان اب اسکے علاج میں معاون بن رہے ہیں۔ سر توڑ کوششیں کی جاتی ہیں۔ تجربے ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر الگ۔ طبیب الگ۔ ویدک الگ۔ ہومیوپیتھک والے الگ عقل کے گھوڑے دوڑا رہے ہیں۔ اور یہی کہتے ہیں جس طرح ہو اسکا علاج ہاتھ لگ جائے۔ یہ تو خیر پلیگ تھی جو ہندوستان کے بعض شہروں میں سننے میں آتی ہے۔ مگر اس سے بڑھکر وہ پلیگ ہے جو ساری دنیا میں پھیل رہی ہے اور اسکی طرف کوئی خیال نہیں کرتا۔ اس پلیگ کا نام ولایتی طاعون نہایت ہی مناسب ہے۔ جس طرح پلیگ کہیں نمونیہ کی صورت میں۔ کہیں گلٹی بخار کی صورت میں نمایاں ہوتی ہے۔ اسی طرح یہ ولایتی طاعون کہیں سگار کی شکل میں کہیں سگرٹ کی صورت میں کہیں تمباکو کی ڈبیا میں اور کہیں شراب کے رنگ میں دکھائی دیتی ہے۔ شراب کے نتائج ظاہر ہیں۔ مگر سگرٹ کے کالے کالے داغ پینے والوں کے کلیجے پر بیٹھتے ہیں۔ اس بلا سے ہندوستان اب تک بچا ہوا تھا۔ مگر اب تو طالب علموں میں دس فیصدی تو ضرور اسے منہ لگاتے ہیں۔ اور وہ بھی اس لیئے کہ یہ انکی انگریزی خوانی کا بدیہی سرٹیفکٹ ہے۔ سٹوڈنٹ سموکر کی یہ حالت دیکھ کے میرے حواس باختہ ہوتے ہیں۔ اس لیئے ان بچوں کے والدین کو چاہیئے نہ خود پئیں نہ انہیں پینے دیں۔ ورنہ ایسا نہ ہو کہ ایسی سگرٹ کے باعث سینکڑوں امراض کا شکار ہوں"

حال و قال

کدھر دھیاں ہے تیرا شرابی! اچھ مفت میں جان گنوا رہا ہے
نہ ہوش ہے تجھکو اپنی جاں کا۔ نہ کچھ خیال اپنے ہے زیاں کا
پڑا ہے بیہوش یوں جو ہو کر۔ حواس خمسہ کو اپنے کھو کر

لگا کے دولت کو آگ اپنی۔ یہ کیا تماشہ دکھا رہا ہے
پڑا سرِ راہ تو نشے میں۔ یہ خاک اپنی اڑا رہا ہے
یہ اپنے ہاتھوں تو اپنی عزت کو خاک میں کیوں ملا رہا ہے

یہ قے سے آلودہ کیوں ہیں کپڑے یہ طور کیوں تیرے ایسے بگڑے ۔ سمجھ گئے ہم سرور تیرا۔ تجھے مزا یہ چکھا رہا ہے۔
ہجوم ہے مکھیوں کا تجھ پر۔ جو بھنبھناتی ہیں تیرے منہ پر ۔ عجب ہے ناداں کہ اپنی حالت پہ اک جہاں کو ہنسا رہا ہے
تیرا یہ ہر بات پر بگڑنا۔ یہ راہ چلتوں سے یوں اکڑنا ۔ سرور اچھا ہوا یہ تیرا کہ سر میں فتنہ سما رہا ہے
شراب کا ایک جام پی کر۔ ہوا ہے جامہ سے اپنے باہر ۔ ہزار افسوس ایسی شئے پر تو مال اپنا لٹا رہا ہے
شراب کی یوں لگا کے علت نصیب تجھکو ہوئی یہ ذلت ۔ اسی بلا کے لئے تو ناداں یہ زحمتیں سب اٹھا رہا ہے
بنائے حالت جو تیری ایسی۔ سرور کی ایسے ایسی تیسی ۔ بڑا تو ناداں ہے ایک چلو پہ اپنا ایماں گنوا رہا ہے
شراب کی سن وہ ہے صراحی کہ جسنے شاہوں کی کھوئی شاہی ۔ زبان تاریخ سے زمانہ یہ صاف ہمکو بتا رہا ہے

تمہیں جو احقر کا ہو نہ باور شرابخانے میں دیکھو جاکر
کوئی سر افگندہ ہے زمیں پر۔ کھڑا ہے جو ڈگمگا رہا ہے۔ (ظہور الحق احقر فیروزپور)

ریورنڈ ٹامس ایوانس نے ایک بڑی بھاری چٹھی ہندوستان کے صیغہ آبکاری کی نسبت لکھی ہے۔ جو ولایت کے سہ ماہی رسالہ آبکاری بابت جنوری ۱۹۰۵ء میں شایع ہوئی ہے۔ اس کا ابتدائی حصہ میں مسکرات کے متعلق قدیم تعلیم ہندوستان کا ذکر ہے۔ پھر کمپنی کے دور کا بیان کرنے کے بعد آپ لکھتے ہیں۔ کہ ہندوستان کے صیغہ آبکاری کی آمدنی صرف ایک صوبجات متحدہ میں کمپنی بہادر کے دور کے آخری دنوں میں قریباً سوا نو لاکھ تھی جو ۱۸۸۸ء میں قریباً ۵۵ لاکھ اور اس وقت ۷۵ لاکھ سے کچھ اوپر ہے ..... (اسی سلسلہ میں آپ لکھتے ہیں) اس سوال کا ایک پہلو بھی ہے جس کے واسطے نہ صرف گورنمنٹ انگریزی بلکہ جملہ انگریز بالعموم جوابدہ ہیں۔ یعنی فروش مسکرات میں ترقی محال بلا استثناء بسا اوقات قحط چھلانگیں مار مار کر ترقی ہو رہی ہے۔ کوئی ۲۰ برس ادھر پنجاب میں صیغہ آبکاری کی آمدنی صرف آٹھ لاکھ کے قریب تھی۔ اور اب کوئی پچیس لاکھ کے قریب ہے ۱۸۸۸ء میں ۲۹۹۵۹۳ گیلن کی کھپت ہوئی تھی اور اب کوئی ۷ لاکھ ہے۔ دیسی شراب میں زیادہ بیشی ہوئی ہے جو غریبوں میں بکثرت استعمال ہوتی ہے۔ اور اسی مدت میں کوئی نصف کے قریب آمدنی ہوئی ہے ..... صیغہ آبکاری کے محال کی ایک یہ بھی خوبی ہے کہ بآسانی وصول ہو سکتا ہے۔ دیکھئے ۔۔ فیصدی محال جنگلات میں سے سرکار کو ۴۷ فیصدی افیون ۵۷ ۔ محال زمین میں سے ۵۸ ۔ بندروں پر درآمد کے مال سے ۹۰ ۔ اسٹام اور نمک سے ۹۶ ۔ مگر آبکاری سے ۹۷ فیصدی فائدہ ہے۔ اور وہ نفع جو ٹھیکوں، اسٹاموں، لائسنسوں سے ہوتا ہے علاوہ ہے۔ اور اگر اسکو بھی شمار کیا جائے تو ۱۰۳ فیصدی جو خرچ میں جاتے ہیں پورے ہو گئے۔ اسمیں کچھ تعجب

نہیں کہ سرکار کو ہر حال میں اپنے نفع کا خیال ہے۔ جب کبھی ترقی محال آبکاری کا ذکر آتا ہے تو سب سے بڑی بات جو جواب میں سنے میں آتی ہے یہ ہوتی ہے۔ جب لوگ پینا چاہتے ہیں تو کیوں نہ اُنکی ضروریات کا خیال کیا جائے۔ اِسکے جواب میں تو میں صرف یہی پوچھونگا۔ " بھلا اگر سرکار کو اس تجارت سے فائدہ نہ ہوتا تو چلنے دیتی؟ ایک زمانہ میں ہندوستان کے اندر ٹھگی ہُوا کرتی تھی۔ ٹھگ لوگوں کو لُوٹ کے اپنا پیٹ پالتے تھے۔ مگر سرکار نے اُن کی بیخکنی میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا۔ یہ کیوں؟ بس اِسی لئے کہ اس سے کچھ سرکاری خزانہ میں نہ آتا تھا۔ اور جو اس طریق سے چلے ڈاکوؤں کے ساتھ پتی مقرر کرنے کے بعد ہی کچھ پلے پڑتا تو اُسے بھی اسی طرح جاری رکھا جاتا جیسے برّاعظم یُوروپ میں بریگنڈیج (Bregandage) کو۔ جہاں یہ عام خیال ہے کہ چونکہ سرکار دھاڑویوں اور چھاپہ مارنے والوں سے حصّہ لیتی ہے اِس لئے انکو سزا نہیں ہوتی۔ میرے خیال میں سرکار کا پہلا فرض خلاصیت رعایا ہے۔ کیونکہ یہ قیمت میں روپیہ سے کہیں بڑھ کر ہے۔ اور جو سرکار ایک دفعہ اُس منفعت کا خیال نہ کرے جو اُسے صیغہ آبکاری سے ہوتی ہے تو ممکن ہے کہ یہ خرابی پھر دیکھنے میں آئے؟

فکرِ احسن

آدمی کے واسطے قہر خدا ہیں مسکرات
زہر ہیں۔ تلوار ہیں۔ کالی بلا ہیں مسکرات

مال و دولت کی طرف سے صاف ملجائے جواب
جو دغا دیں وقت پر۔ وہ بیوفا ہیں مسکرات

جُملہ الہامی کتابیں سامنے ہیں آپ کے
آپ ہی بتلائیے کس جا روا ہیں مسکرات

پانی پینے کو نہیں۔ اور روٹی کھانے کو نہیں
اور ستم یہ ہے کہ بکتی جابجا ہیں مسکرات

وہ زمانہ بھی تھا احسن! ہم تھے اور یادِ خدا
آجکل وردِ زباں صبح و مسا ہیں مسکرات۔ (دیوانچند احسن)

قندِ پارسی

مست مکن بعقل ادب سنا زرا۔
طعمۂ گنجشک مکن بازرا۔ (نظامی گنجوی)

فساد روئے زمیں از شراب می زاید
کدام دیو کہ در شیشہ نیست مینارا۔ (صائب)

مطارع ہوش و خرد در ہوائے بادہ بدہ
نہ میری سر ساحل بکشتی کاغذ۔ (میر سلمہ التقدیر)

سیرِ خرابات

ریورنڈ آر ایم واعظ (نارووال) ایک پرانے مسیحی اہل قلم ہیں۔ پادری رجب علی صاحب مرحوم نے جب امرتسر کا مشہور اخبار وکیل ہندوستان مشنریوں کی تحویل میں کردیا تھا۔ اُسوقت آپ امرتسر مشن سکول کے معلّم تھے۔ اور مسیحی سوسائیٹی نے بابو الیشان چندر سنگھی کے مشورہ سے انہیں انتخاب کیا تھا۔ واعظ صاحب نے نہایت ہی خوش اسلوبی سے کوئی دو سال تک اُسے چلایا۔ مگر اسکی قسمت میں بند ہونا ہی لکھا تھا آخر بند ہوگیا۔ اُس زمانہ سے آجتک واعظ صاحب مختلف اخبارات میں لکھتے رہے ہیں۔ مگر جب لکھتے ہیں خوب لکھتے ہیں۔ مسیحیوں کی غلطیوں کو بھی ایک سچّے واعظ کی طرح اصلاح کرتے ہیں۔ بہت سے بھجن اور نظمیں آپ کی تصنیف ہیں۔ اردو اور پنجابی میں اکثر لکھتے ہیں۔ جن دنوں سکرٹری ٹمپرنس سوسائٹی امرتسر دھرم سال کے سفر میں تھا۔ آپنے بھرے جلسہ میں سب کے سامنے زور سے اپنی پگڑی پھینک کر فرمایا "میں اپنی پگڑی آپکے قدموں میں گراکے یہ بینتی کرتا ہوں کہ اپنے آپ پر۔ اپنے بال بچّے پر اور اپنے خاندان پر رحم کھاؤ۔ اور اس شراب کو چھوڑ دو" گائیڈ کے واسطے آپنے یہ ایک کہانی "سیر خرابات" کی لکھی ہے اسمیں کہیں کہیں ظرافت سے بھی کام لیا ہے۔ جو واعظ کے وعظ کا خاص رنگ ہے۔

فروری کا مہینہ ہے۔ گھٹا چھا رہی ہے۔ بادل گرج رہے ہیں۔ بجلی کڑک رہی ہے۔ اولے پڑ رہے ہیں۔ مینہ چھما چھم برس رہا ہے۔ اُس پر ہوا اور ہی غضب ڈھا رہی ہے۔ سردی کا وہ عالم ہے کہ الاماں! دانت سے دانت بج رہے ہیں۔ گھر گھر آتشدان گرم ہو رہے ہیں۔ غریب بیچارے چولہوں کے پاس بیٹھے ہائے سردی۔ ہائے سردی۔ پکار رہے ہیں۔ نادار گودڑیوں میں لپٹے لپٹائے جھونپڑیوں میں دبے پڑے ہیں۔

ایسے وقت میں ہمارے ایک دوست بنام عماد اللہ ولہ اپنے چند دوستوں کو ساتھ لے کر اپنے گول کمرے میں بیٹھے خوش گپیاں لگا رہے ہیں۔ بیچ میں گول میز ہے۔ اُس پر چند گلاس رکھے ہیں۔ اور دو تین بوتلیں اکشائمبروں کی دھری ہیں۔ انگیٹھی جل رہی ہے کباب سامنے رکھا ہے۔ گلاس پر گلاس چڑھائے اور کباب اُڑائے جاتے ہیں۔ اِنہی میں ایک ٹمپرنسی صاحب آگ کے پاس خاموش

بیٹھے ہیں۔ اُس بیچارے سے کوئی بات بھی نہیں کرتا۔ اتنے میں ایک نئی روشنی کے جنٹلمین کوٹ پتلون ڈانٹے۔ برساتی اوڑھے۔ ہاتھ میں لکڑی مُنہ میں سگار لگائے لوکوموٹو انجن کی طرح بھپ بھپ کرتے۔ گڈ مورننگ گڈ مورننگ کی صدا اُڑاتے خوش باش یاروں میں آدھمکے۔ سب نے اُن کو بخوشی ویلکم کیا۔ آتے ہی سردی کی شکایت کے دفتر کھول دئیے۔ اور بغیر پوچھے ایک۔ دو۔ تین گلاس چڑھا گئے۔ بدن گرم ہُوا۔ جان میں جان آئی۔ بیٹھکر خوش گپیاں ہانکنے لگے۔ دفعتہً جنٹلمین کی نظر جو ٹمپرنسی (عدا) پر پڑی۔ فرمایا "آپ کیوں جاڑے کے مارے کونے میں سُکڑے پڑے ہیں۔ آئیے۔ ایک پیگ پیجئے۔ بدن کو گرم کیجئے۔"

وہ۔ "آپ کی مہربانی! مجھے معاف فرمائیے۔ میں اس نعمت سے محروم ہُوں۔ میں نے عرصہ سے اس کو چھوڑ کر پلیج لیا ہُوا ہے۔"

جنٹلمین۔ "ٹمپرنس کا یہ مطلب تو نہیں کہ ضرورتاً بھی اسکا استعمال منع ہے۔"

وہ۔ "میں نے تو اِسکا یہی مطلب سمجھا ہے۔ اور اِسی پر کاربند ہُوں۔ ٹمپرنس کا یہ مدعا ہو یا نہ ہو۔ میں تو اِسے ہرگز منہ نہ لگاؤنگا۔"

جنٹلمین۔ "آپ ہی ایک عجیب انوکھے ٹمپرنس کے ممبر ہیں۔ دیکھئے۔ یہ ہمارے دوست ایم بی بھی تو ٹمپرنسی ہیں۔ مگر ضرورت کے وقت ہماری مجلس میں شریک ہوتے ہیں۔ آئیے۔ تشریف لائیے۔ سردی سخت ہے۔ زیادہ نہیں تو صرف ایک گھونٹ ہی لیجئے۔ بدن گرم ہو جائیگا۔"

وہ۔ "زہر کا ایک گھونٹ جان لینے کو کافی ہے۔ مجھے ابھی زندگی میں بہت کام کرنے ہیں۔ میں حرام موت نہیں مرنا چاہتا۔"

جنٹلمین۔ "یہ زہر کا گھونٹ ہے یا امرت کا۔ دیکھو ہم بھی زندہ ہیں۔ مر نہیں گئے۔ آپ ایک گھونٹ میں جاں بحق ہونا کہتے ہیں۔"

وہ۔ "گندگی کا کیڑا گندی نالی میں خوش ہوتا ہے۔ لیکن اگر ریشم کے کیڑے پر اُس گندگی کا ایک قطرہ بھی ڈال دیا جائے تو فوراً مر جاتا ہے۔"

جنٹلمین۔ (اور دو گلاس چڑھا کر) "آپ کے خیال میں ہم گندگی کے کیڑے ہُوئے۔ آپ بڑے وہ آئے۔"

وہ۔ "بُرا نہ مانیں۔ یہ چھوٹا نشہ ہے۔ جسم و رُوح کو برباد کرتا ہے۔ ایمان کا بیڑا غرق کرتا ہے۔"

جنٹلمین۔ "اور تمہارا ایمان اچھّا ہے کہ ایک گھونٹ میں غرق ہو جاتا ہے۔ ایسے ایمان کا فائدہ ہی کیا۔"

وہ۔ "لاریب! ایمان ایک ایسی ہی نایاب ہستی ہے۔ کہ ذرا سے صدمہ سے معدوم ہو جاتی ہے۔ ایک نازک قیمتی شیشہ کا برتن ذرا سی ٹھیس سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے۔ چونکہ آپ بھرے کے مگرمچھ ہیں۔ آپکو خطرہ نہیں۔ مگر چیونٹی کے واسطے قطرہ ہی دریا ہے۔ آپ تو غنائی الخمر ہیں۔ آپکو ایمان سے واسطہ ہی کیا۔ ایمان تو اُسی کا ایک گھونٹ میں غرق ہوتا ہے۔ جسکے پاس ایمان ہو۔ جنکے ایمان کی ناؤ پہلے ہی غرق مئے ناب ہو چکی ہو۔ اب اُنکا کیا غرق ہونا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ یہ جھوٹے اور عارضی نشے جسم وجان کے برباد کرنے والے ہیں۔ عزت ونام کا ستیاناس کرنے والے ہیں۔ حقیقی نشہ پرمیشور کی یاد اور سچی بھگتی۔ محبت کی زندگی۔

اِس جہان کے نشے اُتر جات پربھات — نام خماری نانکا چڑھی رہے دن رات۔

اُس حقیقی شراب کا نشہ حاصل کرو جس کی بابت کسی بزرگ نے کہا ہے۔ "شراب پی کے مست ہو بلکہ روح القدس کے متوالے بنو"

جنٹلمین۔ "واہ جی! آج تو آپ کی بھی عجیب کیفیت ہو رہی ہے۔ کہیں کسی واعظ کی صحبت میں رات نہیں کاٹی۔ ایسی بیہودہ سرائیاں مسجد یا گرجا میں کیجئے۔ ع من خوب می شناسم پیران پارسا را۔ اور جو آپ ایسے ہی پرہیزگار تھے۔ تو یہاں ہی کاہے کو آئے تھے۔

دور از بزم شو۔ اے واعظ و۔ افسانہ مگو — من نہ آنم کہ دگر گوش بہ تزویر کنم"

وہ۔ (عماد الدولہ کی طرف اشارہ کرکے) میں تو صرف ان سے ملنے کو آیا تھا۔ مجھے کیا خبر تھی کہ یہاں یہ گل کھلے ہوئے ہیں۔ اور جو ذرا بھی پتہ ہوتا تو نام نہ لیتا۔ بلکہ گھر میں بیٹھے بیٹھے یاد الٰہی کرتا۔ ڈھول کے پول کی خبر تھی کیسے؟

جنٹلمین۔ (تمسخر سے) "سچ ہے۔ گھر میں وظیفہ پڑھتے پڑھتے طبیعت اُکتا گئی ہوگی۔ ؎

مسجد میں بیٹھے کیا ہو چلو میکدہ کو ذوق! — اُٹھو کہیں۔ وظیفہ بہت پڑھ چکے"

جب ہمارے ہیرو نے دیکھا کہ ان سب پر نشہ نے قابو پا لیا ہے چپکے سے نکلنے کی ٹھانی۔ اُٹھے ہی تھے کہ یاران قدح نوش نے آنکھوں ہی آنکھوں میں کچھ ایسا ہائی لوگراف چلایا۔ کہ جنٹلمین نے گردن دابی۔ عماد الدولہ صاحب گلاس لے کے آ گئے۔ مست سنگھ اور مخمور چند نے جبراً منہ کھولنے کی ٹھانی۔ مگر وہ نشہ جو اُنکے سر پر سوار تھا کام کر گیا۔ گلاس چھوٹ گیا۔ وہی ایم بی صاحب ٹمپرنسی کی مدد کو اُٹھے تھے۔ کہ جنٹلمین صاحب ان کے گلے کا ہار ہو گئے۔ مست خاں نے یہ بدمزگی دیکھکر جنٹلمین صاحب کی خبر لینی شروع کی۔ ٹمپرنسی صاحب نے موقعہ پاکے دروازہ کھول کر رفتن کا صیغہ گردانا۔ اُنکے پیچھے دوسرے

ٹمپرنسی بھی جا نکلے۔ مگر اُن دونوں کے جاتے ہی رنگ بدل گیا۔ کسی کا سر پھوٹا کسی کا ہاتھ ٹوٹا۔ جس کے جو ہاتھ لگا۔ چلا نے میں کمی نہ کی۔ ایک حضرت نے جلتی انگیٹھی عماد الدولہ (نہیں خمار الدولہ) کے ایسی رسید کی کہ بیہوش ہو گئے۔ فرش جل گیا لیمپ کے مٹی کے تیل نے چاروں طرف آگ پھونک دی۔ خیر یہ ہوئی۔ کہ دروازہ کھلا۔ شاگرد پیشہ پہنچ گئے۔ خمار الدولہ بیہوش تھے۔ ٹانگوں سے گھسیٹ کر باہر پھینکا۔ ہمت کر کے آگ بجھائی۔ کوتوال نے سب کو کوتوالی پہنچایا۔ وہاں سے ہسپتال۔ اور پھر عدالت کے کٹہرے میں۔ مسلیئے قرار دیئے گئے۔ بھلے کو وہ دونوں ٹمپرنسی پہلے سے ہی چل دیئے تھے۔ ورنہ ساری ہی بنائی خاک میں مل جاتی۔ اور انہیں بھی معلوم ہو جاتا۔

ہر کہ با دیگ ہمنشیں گردد ! جامۂ خویش را سیاہ کند۔

جو لوگ اس قسم کی مجلسوں میں جاتے ہیں۔ اُنہیں اس سے سبق سیکھنا چاہئے۔ ورنہ بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی۔ ایک نہ ایک دن دھرے جائیں گے۔ (ریورنڈ) آر۔ ایم واعظ (نارووال)

عِیدوبسنت

جس نے نشوں کا رنج جھیلا ہو
مارے فساقوں کے رنگ پھیلا ہو

میرؔ! کیا اُسکو ہونگے عید و بسنت
مفلسی میں نہ آٹا گیلا ہو

یکے بزمزم و عرفات و مکہ و بطحا
یکے بہ جام و صراحی و ساغر و مینا

یکنے بہ گنگ و دگر بنگ میخورد اے میرؔا
ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا۔

عید ہے اور ہوتی ہیں گھر گھر مبارکبادیاں
نیک بندے کر رہے ہیں شوق سے قربانیاں

سخت ہی افسوس ہے اے میرؔ اُسدن اہلِ بزم
زہر کی بھر بھر کے اپنے ہاتھ سے دیں پیالیاں

ہم پر جو نظر اُس کے کرم کی ہو جائے
بگڑی ہوئی یکبارگی اچھی ہو جائے

اے میرؔ! نہ لے نام نشوں کا کوئی
معدوم گلابی و بسنتی ہو جائے

ترجیع بندِ کمال

دوزخ ہے اسکا گھر جسے شغلِ شراب ہو　　بنت العنب کا خلق میں خانہ خراب ہو۔ (جلال لکھنوی)

ایک دن ممبران انجمن اخوان الصفا میں بحث ہو رہی تھی۔ کہ اگلے زمانے کے آدمی پرانے رنگ کے سوا اور کچھ نہیں جانتے۔ کثرت رائے بھی اسی پر تھی۔ میں یہ کہتا تھا "اساتذہ کیواسطے اخلاقی نظموں کا لکھنا کچھ مشکل نہیں۔ ہاں! لکھانے والے چاہئیں" اسی جلسہ میں بھائی اودھم سنگھ سردار بھی تھے۔ بولے۔ "لیجئے! دو دن میں فیصلہ کئے دیتا ہوں" اور اپنے اُستاد حکیم سید ضامن علی صاحب جلال کو کُل ماجرا لکھ بھیجا۔ حکیم صاحب آجکل سند الوقت لکھنؤ۔ کثیر التصانیف و تلامذہ ہیں مگر علالتِ طبع کی وجہ سے کم لکھتے ہیں۔ حسنِ اتفاق سے جب آپ کی خدمت میں خط پہنچا تو آپ کے فرزند ارجمند حکیم سید محمد مہدی صاحب کمال بھی تشریف رکھتے تھے (جو عدیم المثالی میں پدر بزرگوار کی طرح نام پا چکے ہیں۔ اور علاوہ تین مکمل دیوانوں کے دستور الفصحا کے مصنف ہیں۔ اور آجکل ضلع فرخ آباد کی ریاست ترءا میں اعلیٰ طبیب ہیں۔ اور جشن تاجپوشی کے بے نظیر قصیدہ کے واسطے محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس دہلی کے جلسہ میں پیسہ اخبار کا خاص انعام پا چکے ہیں) کچھ والد بزرگوار کے ایما سے اور کچھ اس امر کے ثبوت میں کہ ایشیائی شاعر جس کوچہ میں جانا چاہیں آنکھیں بند کر کے جا سکتے ہیں۔ انہیں صاحبزادہ باکمال نے پرنس گائیڈ کیلئے ذیل کی ترجیع بند قلمبند کی ہے۔ جسکا بند بند شوکتِ الفاظ۔ بندش مضمون۔ پاکیزہ خیال کے علاوہ لکھنؤ کی ٹکسالی زبان میں ہونے کے نورٌ علیٰ نور ہے:۔

۞

غفلت کے پردے آنکھوں کو رکھتے ہیں خواب میں
رکھتی ہے اُن کو لغزشِ پا اضطراب میں
دیکھا کبھی شریک نہ کارِ ثواب میں
ہر دم ہیں موجِ مے کی طرح پیچ و تاب میں
مستوں کا عیش تلخ ہے دیرِ خراب میں

یہ رمز ہے جو ہوتی ہے تلخی شراب میں

ہر وقت ہیں خدا کے یہ قہر و عتاب میں
کب ڈالتے ہیں پانوں طریقِ ثواب میں
کیسے گھرے ہوئے ہیں عقاب و عذاب میں
مٹی خراب ان کی ہے عہدِ شباب میں

رندوں کا عیش تلخ ہے دیرِ خراب میں۔
یہ رمز ہے جو ہوتی ہے تلخی شراب میں۔

ہر وقت ان کو کام ہے اپنے خیال سے | ہرگز نہیں ملال کسی کے ملال سے۔
کچھ بحث ہی نہیں ہے حرام و حلال سے | آگاہ ہی نہیں ہیں بُروں کے مآل سے۔

رندوں کا عیش تلخ ہے دیرِ خراب میں۔
یہ رمز ہے جو ہوتی ہے تلخی شراب میں۔

شیشہ کی مثل دل جو شکستہ ہُوا کوئی۔ | غم غم میں رنج رنج میں پیدا ہُوا کوئی
شوقِ شراب دل کی تمنّا ہُوا کوئی۔ | کیا لُطف جب جہان میں رُسوا ہُوا کوئی

رندوں کا عیش تلخ ہے دیرِ خراب میں
یہ رمز ہے جو ہوتی ہے تلخی شراب میں

رہتا ہے کب یہ دور میں ساغر شراب کا | گردش میں ہے ہمیشہ مقدر شراب کا
انجام بد ہی دیکھا ہے اکثر شراب کا | پینا کسی طرح نہیں بہتر شراب کا

رندوں کا عیش تلخ ہے دیرِ خراب میں
یہ رمز ہے جو ہوتی ہے تلخی شراب میں

جس کا مآل نیش ہے وہ نوش ہے یہی۔ | کھو دیتی ہے جو عقل وہ مدہوش ہے یہی
رکھے نہ آپ میں وہ ہم آغوش ہے یہی | انسان کی تباہ کُن ہوش ہے یہی۔

رندوں کا عیش تلخ ہے دیرِ خراب میں
یہ رمز ہے جو ہوتی ہے تلخی شراب میں

کرتی ہے تیرہ عقل کو صہبائے رُوسیاہ | گُم ہوش کرتی ہے نہیں کچھ اسمیں اشتباہ
جُرمِ عظیم شغل ہے اس کا خُدا گواہ | بڑھ کر نہیں ہے بادہ کشی سے کوئی گناہ

رندوں کا عیش تلخ ہے دیرِ خراب میں
یہ رمز ہے جو ہوتی ہے تلخی شراب میں

دل کی لگی بجھاتے جب آتی ہے دیکھئے | در پردہ آگ دل میں لگاتی ہے دیکھئے
کیا گرمجوشیاں یہ دکھاتی ہے دیکھئے | کس قہر کی شرارتِ ذاتی ہے دیکھئے۔

رندوں کا عیش تلخ ہے دیرِ خراب میں۔

یہ رمز ہے جو ہوتی ہے تلخی شراب میں

مٹتا ہے سب کمال اِسی سے دماغ کا۔ ہوتا ہے بد خیال اِسی سے دماغ کا۔
دیکھا خراب حال اِسی سے دماغ کا۔ بگڑا ہے سب مآل اِسی سے دماغ کا۔

رندوں کا عیش تلخ ہے دیر خراب میں
یہ رمز ہے جو ہوتی ہے تلخی شراب میں

سب مسکرات سے ہے یہ بدتر خدا گواہ کرتی ہے دل کو خون مقرر خدا گواہ
تندی و تیزی اِس کی ہے نشتر خدا گواہ بنتی ہے کھینچ کے صورتِ خنجر خدا گواہ

رندوں کا عیش تلخ ہے دیر خراب میں
یہ رمز ہے جو ہوتی ہے تلخی شراب میں

اِس بد بلا کو منہ نہ لگایا بھلا ہوا۔ اِس سے اگر کھنچے تو نہایت بجا ہوا۔
اچھا وہی ہے اِس سے جو نا آشنا ہوا۔ اندوہ ہے سرور میں اِس کے بھرا ہوا۔

رندوں کا عیش تلخ ہے دیر خراب میں
یہ رمز ہے جو ہوتی ہے تلخی شراب میں

شیشہ ہو کوئی یا ہو شکستہ خم و سبو ہوتا ہے خشک میکشوں کا چلوؤں لہو
چھوپا جو دخترِ رز کا ہوا۔ اسکی جستجو کرتی ہے دل میں خونِ تمنا و آرزو!

رندوں کا عیش تلخ ہے دیر خراب میں۔
یہ رمز ہے جو ہوتی ہے تلخی شراب میں۔

بڑھ بڑھ کے دردِ سر کو بڑھاتا ہے اسکا شوق ہر اک فساد و شر کو بڑھاتا ہے اسکا شوق
مدہوشیِ بشر کو بڑھاتا ہے اِسکا شوق نقصان کو ضرر کو بڑھاتا ہے اِسکا شوق

رندوں کا عیش تلخ ہے دیر خراب میں۔
یہ رمز ہے جو ہوتی ہے تلخی شراب میں۔

انجام ہے خراب ہر اک بادہ خوار کا۔ سر پر جنون چڑھتا ہے اِس کے اوتار کا
بے برگیٔ خزاں ہے مآل اِس بہار کا۔ اندوہ ہے سرور میں اِس کے خمار کا

رندوں کا عیش تلخ ہے دیر خراب میں
یہ رمز ہے جو ہوتی ہے تلخی شراب میں

رسوائیاں ہیں گھر اسی خانہ خراب کا — پردہ ازل سے فاش ہے اس بیحجاب کا
ایماں خراب اس سے ہے ہر شیخ و شباب کا — کرتی ہے مستحق یہ عقاب و عذاب کا

رندوں کا عیش تلخ ہے دیر خراب میں
یہ رمز ہے جو ہوتی ہے تلخی شراب میں

اعضاء میں رعشہ کرتی ہے پیدا یہ بدبلا۔ — مزمن تپوں کو کرتی ہے دونا یہ بد بلا۔
مسترخی عصب ہے سراپا یہ بدبلا۔ — ضعف کبد کی مورث اعلیٰ یہ بد بلا۔

رندوں کا عیش تلخ ہے دیر خراب میں
یہ رمز ہے جو ہوتی ہے تلخی شراب میں

مورث جنون کی ہے تو وحشت کا ہے سبب — کیونکر نہ بگڑے خون عداوت کا ہے سبب
یہ فرط شوق و جوشش طبیعت کا ہے سبب — آفت کا یہ سبب ہے قیامت کا ہے سبب

رندوں کا عیش تلخ ہے دیر خراب میں
یہ رمز ہے جو ہوتی ہے تلخی شراب میں

کرتی ہے یہ ضعیف نہایت دماغ کو — دیتی ہے انتہا سے اذیت دماغ کو۔
ملتا ہے اس سے رنج بکثرت دماغ کو — گویا بلا ہے دشمن راحت دماغ کو۔

رندوں کا عیش تلخ ہے دیر خراب میں
یہ رمز ہے جو ہوتی ہے تلخی شراب میں

بدتر ہے مشغلہ نہیں بہتر شراب کا — نکلا ہے شر سے نام مقرر شراب کا
شکوہ نہ کس لئے ہو زباں پر شراب کا — مملو برائیوں سے ہے ساغر شراب کا

رندوں کا عیش تلخ ہے دیر خراب میں
یہ رمز ہے جو ہوتی ہے تلخی شراب میں

کرتی ہے جو دماغ پریشاں وہ بو ہے یہ — جو طبع کو بگاڑے وہ عادت وہ خو ہے یہ
جو آبرو مٹائے وہ بے آبرو ہے یہ — ہوش و حواس و عقل و خرد کی عدو ہے یہ

رندوں کا عیش تلخ ہے دیر خراب میں
یہ رمز ہے جو ہوتی ہے تلخی شراب میں

اچھا ہے۔ اسکو منہ نہ لگائیں جو بار بار — اسکی ہوس مٹائیں نہ ہوں دل سے خواستگار

کیسی ہے دشمنِ شرف و عزت و وقار - کیسی ہر ایک کی ہے نظر میں ذلیل و خوار

رندوں کا عیش تلخ ہے دیر خراب میں

یہ رمز ہے جو ہوتی ہے تلخی شراب میں

بانی ہے اِسکا شوق مقدر فساد کا　|　اس میں مزا بھرا ہے سراسر فساد کا

باعث خرابیوں کا ہے، جو ہر فساد کا　|　کیا یہ بنا فساد کی ہے گھر فساد کا

رندوں کا عیش تلخ ہے دیر خراب میں

یہ رمز ہے جو ہوتی ہے تلخی شراب میں

اِس کا خیال دل میں نہ لانا ہی خوب ہے　|　بھولے سے اِسکی یاد نہ آنا ہی خوب ہے

پینا ہی خوب ہے نہ پلانا ہی خوب ہے　|　ایسی نجس کو مُنہ نہ لگانا ہی خوب ہے

رندوں کا عیش تلخ ہے دیر خراب میں

یہ رمز ہے جو ہوتی ہے تلخی شراب میں

بدتر نہیں ہے اِس سے کوئی شئے جہان میں　|　ٹھہری ہے یہ خراب بہت اِمتحان میں

کیوں میفروش رکھتے ہیں اُسکو دُکان میں　|　اُمّ الخبائث آگیا ہے اِس کی شان میں

رندوں کا عیش تلخ ہے دیر خراب میں

یہ رمز ہے جو ہوتی ہے تلخی شراب میں

اچھی کسی طرح نہیں صُحبت شراب کی　|　خانہ خراب کرتی ہے عادت شراب کی

حقا عدوئے دیں ہے محبت شراب کی　|　بس لکھ چکے کمال مذمت شراب کی

رندوں کا عیش تلخ ہے دیر خراب میں

یہ رمز ہے جو ہوتی ہے تلخی شراب میں

اِس بات کا عملی ثبوت دریافت کرنیکے لئے کہ جملہ اقسام شراب میں جو الکحل کس نسبت سے ہے مسٹر و الکر ایڈورڈس نے ہینس کو مطابق یہ تجربہ لکھا ہے کہ جتنے قسم کی شرابوں کی کیفیت دریافت کرنا ہو تو انکو بلوری صراحیوں میں ڈالکر آہنی تپائیوں پر رکھا جائے اور ہر ایک کے نیچے وہ لیمپ جلائی جائے جسمیں سائنس کے تجربے کرتے وقت شراب جلائی جاتی ہے - جب صراحیوں کی شراب گرم ہوتی ہے دیاسلائی دکھائی جائے جب سب کی سب شعلہ دینے لگیں تو جس صراحی میں زیادہ تیز و جلد کی شراب ہوگی اسکا شعلہ زیادہ لمبا اور زیادہ نیلا ہوگا اور شراب جسمیں بیر ۵ سے ۱۰ اور جو وائنوں میں ۱۰ سے ۲۰ تک اور سپرٹ میں ۴۰ سے ۵۰ تک الکحل ہوگی -

بینڈ آف ہوپ کیلئے

—— جس چیز کے کھاتے ہی انسان مرجائے۔ اُسے زہر کہتے ہیں۔ اور جس کے کھانے سے جسم میں تازگی۔ قوت اور بالیدگی پیدا ہو اُسے خوراک بولتے ہیں۔ انسان کو بالعموم ایسی خوراک کھانی چاہئے۔ جو مختلف حیثیت سے مفید ہو۔ مثلاً ہڈیوں میں طاقت کے لئے معدنی۔ رگ وریشہ کی مضبوطی کے لئے نائیٹروجن والی اور حرارت غریزی قایم رکھنے کے لئے کاربن والی ضروری ہے۔ چونکہ اس زہریلے مادّہ میں جسے الکحل کہتے ہیں یہ تینوں خاصیتیں نہیں پائی جاتیں۔ اس لئے وہ اشیاء جن میں الکحل ملی ہوئی ہو بجائے فائدہ دینے کے نقصان پہنچاتی ہیں۔ اسلئے الکحل کو خوراک سمجھنا بڑی غلطی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سمیات پر بحث کرنے والے الکحل کو بھی زہر شمار کرتے ہیں۔

—— شراب چھڑانے کے طریق بعض روسی اضلاع میں عجیب ہیں۔ (۱) مخمور کے مُنہ میں تازہ واین یا گھوڑے کا پیشاب ڈالنا۔ (۲) ٹھنڈا پانی سر پر یا گرم پانی ننگے بدن پر ڈالنا۔ (۳) کانوں پر زور سے برف ملنا۔ (۴) سونے نہ دینا۔

کرنل فاکس آنریری سکرٹری رایل آرمی ٹمپرنس ایسوسی ایشن نے ایک بھاری جلسہ میں بڑی خوشی سے بیان کیا کہ سرکاری رنگروٹوں میں چوتھا حصہ تقویٰ شعاروں کا ہے۔ اور بینڈ آف ہوپ سے سرکار کو خاصی مدد ملی ہے۔

—— ولایت میں بینڈ آف ہوپ والے جب کسی دھاوت شرابی کو سڑک پر سردی سے اکڑا ہُوا پاتے ہیں تو اُسے اُٹھا کے اپنے مکان پر لے جاتے ہیں۔ اور جب تک نشہ نہیں اُترتا خاصی حفاظت کرتے ہیں۔ اور ہوش آنے پر سمجھا بجھا کر اپنی جماعت میں داخل کرتے ہیں۔ جس سے اُن کی آئندہ زندگی سنور جاتی ہے۔

—— ہاربنجر ایک ماہواری رسالہ انگریزی میں ٹمپرنس پرچار کے قدیم حامی ماسٹر درگا پرشاد صاحب لاہور سے نکالتے ہیں۔ اِس رسالہ کا مقصد علاوہ دیگر اغراض کے اشاعت تقویٰ شعاری بھی ہے۔ اس رسالہ کا سالانہ چندہ ۸؍ ہے۔ ماسٹر صاحب نے جنوری کے پرچہ کے ساتھ ایک جنتری بھی نکالی ہے جس میں آپ نے ہاربنجر کے مُفت حاصل کرنے کے مختلف طریقے بھی لکھے ہیں۔ آپ نے ایک یہ ترکیب بھی لکھی ہے

کہ جو صاحب پچاس آدمیوں سے اس قسم کی تحریر لکھا بھیجیں کہ وہ عمر بھر نشہ آور چیزوں کا استعمال نہ کرینگے تو رسالہ سال بھر کیلئے مُفت پائینگے۔ عوام الناس کی اطلاع کے واسطے اتنا اور لکھا جاتا ہے کہ امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی نے اس سال میں پچاس پچاس ورق کی پلیج بُک تیار کی ہیں۔ ہار بیجر بلا معاوضہ لینے والوں کو چاہیئے کہ سکرٹری سے کتاب طلب کریں۔ اور خانہ پُری کرتے وقت ایک حصہ مکمل پرت کا گیرندۂ پلیج کو دیا جائیگا۔ تا کہ وہ اسے ہمیشہ اپنے پاس رکھے۔ خانہ پُری کر لینے کے بعد ماسٹر صاحب کی خدمت میں اُسے لاہور بھیجدیں وہ اُنکے نام رسالہ جاری کر دینگے" مگر گیرندہ پلیج بُک کیلئے یہ ضروری ہوگا کہ جس دن وہ ماسٹر صاحب کی خدمت میں کتاب کو لاہور بھیجیں سکرٹری ٹمپرنس سوسائٹی کو بھی "رکارڈ" کے لئے اطلاع بخشیں۔

—— بڑی خوشی کی بات ہے کہ موضع کولا گڑھ (ضلع ڈیرہ دون) کے ان برہمنوں کی ایک بھاری سبھا ہوئی جو یہاں کے قدیم باشندے ہیں۔ اور معزز کہلاتے ہیں۔ جس میں پنڈت چندی پرشاد جی نے دھرم شاستر وغیرہ کی تعلیم کے مطابق شراب نوشی کا کچا چٹھا بیان کیا نتیجہ یہ ہوا کہ سب نے بالاتفاق یہ رائے پاس کی "اگر آج سے کوئی شخص شرابنوشی کی حالت میں پکڑا جائے تو اسکا کھان پان یک لخت بند کر دیا جائے اور اُس کی تکمیل میں ہر جگہ معزز آدمیوں میں سے نگہبان مقرر کئے جائیں جو ہر وقت سبھا کو اطلاع دیتے رہیں گے کیا ہی اچھی بات ہو۔ اگر دیگر اضلاع کے باشندے بھی اپنی برادری میں اسکا رواج دیں۔

—— ایک ہمعصر کا ایک نامہ نگار چین سے لکھتا ہے۔ کہ "چند دن ہوئے میں ایک چینی دوست کی ملاقات کو گیا۔ اس کی میز پر ایک چینی زبان کی اخبار پڑی ہوئی تھی۔ میں نے اُس سے پوچھا کہ آپکے اخبار میں کوئی تازہ خبر بھی ہے۔ اُس نے سُنایا کہ شمالی چین کے ایک گانوں میں ایک متموّل جس کا پیشہ شراب فروشی ہے ایک مندر میں چڑھاوا لے کر گیا۔ پوجاری نے چڑھاوا لینے سے انکار کیا۔ اور شراب فروش کو کہا۔ کہ تمہارا چڑھاوا شراب کی کمائی سے ہے۔ میرا مذہب اجازت نہیں دیتا کہ ایسے دان لُوں۔ میرا خیال ہے کہ جس جگہ ایسا دان جاتا ہے وہ اگلے کو بھی پوترتائی سے دُور کر دیتا ہے۔ تم کسی اور مندر میں لے جاؤ میں نہیں لونگا وغیرہ وغیرہ۔

ہندوستان میں ہم مدّت سے ٹمپرنس سوسائٹیاں بناکر شراب خانہ خراب کی بُرائیوں سے لوگوں کو آگاہ کر رہے ہیں۔ مگر کیا کوئی ابھی تک چینی پوجاری جیسی مثال ملی ہے۔ جواب صاف ہوگا نہیں!۔

خبریں اور نوٹ

امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی کے جلسے باقاعدہ اتوار اور بدھوار کو ہوتے ہیں۔ حاضرین کی تعداد خاصی رہتی ہے۔ باوجودیکہ سردی کا زور رہا ہے۔ لالہ امرناتھ صاحب محسن سکرٹری۔ اور دیوان چند صاحب باوا پرمانند جی۔ بابو لچھمن سروپ صاحب اور لالہ گوری شنکر صاحب تقریریں کرتے رہے۔ بینڈ آف ہوپ نے کرکٹ میچ ایک اور جیتا۔ بینڈ آف ہوپ کے جلسے سنیچر کے روز باقاعدہ ہوتے ہیں۔ بینڈ آف ہوپ خاصی ترقی کر رہا ہے۔ پچھلے ہفتے ماسٹر لکشمن پرشاد صاحب ایم اے نے نہایت موثر سائنٹیفک تجربات کئے۔

بینڈ آف ہوپ۔ نہایت افسوس ہے کہ ایک ماسٹر صاحب اسلامیہ سکول امرتسر نے ۱۳ فروری ۱۹۰۵ء کو بینڈ آف ہوپ کے دو تین ممبروں کو (جو انکے سکول میں پڑھتے ہیں) صرف اسلئے نہایت بیرحمی کے ساتھ زدوکوب کی کہ وہ بینڈ آف ہوپ کے ممبر کیوں ہوئے۔ اور اس بات کی بالکل تحقیق نہیں کی کہ جو خیالات آپکے دماغ عالی میں چکر لگا رہے ہیں وہ کس حد تک درست ہیں۔ اور ثابت کریں کہ بینڈ آف ہوپ میں کیا نقص ہے۔ نہ یہ کہ "نزلہ بر عضو ضعیف میریزد" کے مصداق اُٹھے اور لڑکوں کو کسی کے بھڑکانے پر مارنا شروع کر دیا۔ اور معتبر ذرایع سے سُنا گیا ہے کہ ماسٹر صاحب موصوف نے امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی۔ بینڈ آف ہوپ۔ اور معاونان بینڈ آف ہوپ کو بازاری آدمیوں کی طرح ایسی فحش اور ناشائستہ گالیاں دیں جنکی ایک مہذب۔ تعلیم یافتہ اور شائستہ آدمی سے کبھی اُمید نہیں ہو سکتی۔ حیرت ہے کہ جب اسلامیہ سکول کے سیکنڈ ماسٹر بابو منوہر لعل صاحب بی اے قریبا بینڈ آف کی ہر ایک میٹنگ میں شامل ہو کر طلبا کو اپنے مفید سبق اور نصایح سے مستفید کرتے ہیں اور ماسٹر لکشمن پرشاد صاحب ایم اے پروفیسر خالصہ کالج اسکے سپرنٹنڈنٹ مقرر ہیں۔ اُنہوں نے اسمیں کوئی نقص نہیں دیکھا بلکہ بینڈ آف ہوپ سے دلی ہمدردی رکھتے ہیں۔ اگر ماسٹر صاحب گھر بیٹھے ہی ایسے خواب دیکھکر لڑکوں پر ہاتھ صاف کرنے لگیں اور اُن کو مفید مجلس کی شمولیت سے بجبر و تعدی باز رکھنے کی کوشش کریں تو یہ ایک ناگوار فعل ہے۔ اور ماسٹر صاحب کی ذاتی قابلیت کا اس سے اندازہ نہیں لگ سکتا؟ ہیڈ ماسٹر صاحب اور انجمن اسلامیہ کو اس کارروائی پر نوٹس لینا ضروری ہے۔ اور اس کے متعلق ہمارے پاس چٹھیاں بھی آچکی ہیں ؛

جہلم۔ میں پنڈت بشن نرائن صاحب اپنے پوتر اور منوہر خیالات سے باشندگان جہلم کو فائدہ پہنچا رہے ہیں اور مقاصد ٹمپرنس کی اشاعت میں ہمہ تن مصروف ہیں۔

منٹگمری کے پنڈت بشمبر ناتھ صاحب اور پنڈت جگل کشور صاحب منشیات کے برخلاف خوب کوشش کرتے ہیں۔

کراچی۔ میں پنڈت جگل کشور صاحب نے ٹمپرنس پر لکچر دیا۔ لوگوں نے خوب شوق سے سنا۔ خدا آپکو ہمت دے۔

پٹیالہ میں ڈاکٹر گنگا بشن صاحب ٹمپرنس کام کے شیدائی ہیں۔ اُنہوں نے جالندھر میں بھی سناتن دھرم سبھا کے جلسہ پر مقاصد ٹمپرنس پر لیکچر دیا۔ ایسے اصحاب کی ضرورت ہے جو آپکی طرح کمر ہمت باندھیں۔

منٹگمری میں بھائی ہرنام سنگھ جی نے گورو گوبند سنگھ جی کے جنم دن پر سنگھ سبھا کے جلسہ میں ٹمپرنس لیکچر دیا ۔ دس خالصہ صاحبان نے گرنتھ صاحب کے سامنے اقرار کیا کہ وہ کبھی آئندہ شراب و دیگر منشیات کا استعمال نہ کرینگے ۔ ارداس کرائی گئی ۔

کوئٹہ میں سردار بسنت سنگھ صاحب رسالدار نے گورو گوبند سنگھ جی مہاراج کے جنم دن کے جلسہ میں جہاں کہ رسالہ ۳۵ و ۱۲۶ پلٹن نمبر ۱۴ امیول کورز کے سکھ صاحبان دوسرے شہر کے لوگ تشریف فرما تھے مسکرات کی برائیوں پر لیکچر دیا ۔ کل حالات عروج و تنزلی کے سناکر خالصہ قوم سے اپیل کی کہ منشیات کا استعمال ترک کیا جائے ۔ بڑی خوشی کی بات ہے ۔ کہ گورو گرنتھ صاحب کے سامنے بہت سے اصحاب نے منشیات کے ترک کرنیکا وعدہ کیا ۔ جنمیں جمعدار اجیٹن گوردت سنگھ صاحب پلٹن ۱۲۶ کے شامل تھے ۔ سردار بسنت سنگھ جی کے لیکچر کے بعد سکرٹری سبھا پریم سنگھ جی اور اوپدیشک بھائی اجیت سنگھ جی نے بسنت سنگھ جی کے لیکچر کی تائید کی اور بتلایا کہ سکھوں کیواسطے گرنتھ صاحب منشیات کے استعمال کی اجازت نہیں دیتا ۔ پرماتما انکو برکت دے ۔

نارووال ۔ میں ریورنڈ آرایم واعظ صاحب ٹمپرنس پرچار کرتے ہیں ۔ اور پلیج لینے میں مصروف ہیں ۔ خدا مدد دے ۔

لائل پور ۔ میں لالہ مادھورام صاحب (خلف لالہ دیویدیال صاحب ممبر اگزیکٹو کمیٹی امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی) نے مستعدی سے کام شروع کیا ہے ۔ ۹ فروری کو ٹمپرنس سوسائٹی کا جلسہ کیا ۔ لالہ رام چند وکیل اور ڈاکٹر سی آیل سنگھا نے لیکچر دیا ۔ اور لالہ مادھورام صاحب نے نظم پڑھی ۔ خلقت کا ہجوم کافی تھا ۔ بھجن بھی ہوئے ۔ پرمیشور مدد کرے ۔

ڈیرہ بابا نانک میں پادری جے چارلس صاحب ٹمپرنس پلیج لینے میں مشغول ہیں ۔ چنانچہ انہوں نے پچھلے مہینہ میں تقریباً ۲۶ پلیج لئے ۔ اگر اسی طرح سب صاحب کوشش کریں تو کامیابی یقینی ہے ۔ آفرین ۔

سیالکوٹ ۔ سردار چڑت سنگھ صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کے صاحبزادہ کی شادی پر سکرٹری معہ پنڈت گھنشام داس گیا ۔ ٹمپرنس بھجن ہوئے نہایت خوشی کی بات ہے کہ سردار صاحب نے جہاں دیگر سبھاؤں وغیرہ اس موقعہ پر امداد کی امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی کو بھی ۲۵ روپے دینے کا وعدہ فرمایا ۔ آفرین باد !

ھریانہ میں رائے صاحب فقیر چند مرحوم کے صاحبزادہ کی شادی پر سکرٹری معہ بھجون کی ۲۷ جنوری کو گیا ۔ وہاں اینگلو سنسکرت سکول میں ماسٹر گوبرل و دیگر کارکنان سکول و کمار سبھا کی کوشش سے ایک ٹمپرنس جلسہ ہوا ۔ پنڈت لکھن لعل صاحب چیرمین ہوئے شروع میں موہن لعل اور جمیت رائے ممبران بینڈ آف ہوپ اور نند لعل نے بھجن گائے ۔ اور بعد میں سکرٹری ٹمپرنس سوسائٹی نے منشیات کے برخلاف لیکچر دیا ۔ ایک گھنٹہ کے قریب لیکچر دیا حاضرین ازحد محظوظ ہوئے ۔

امرتسر ۔ لالہ رام لعل صاحب ہیڈ کلارک دفتر نہر ممبر ٹمپرنس سوسائٹی امرتسر کی دختر نیک اختر کی شادی بڑی ٹمپرنسی اصولوں کی پوری تقلید ہوئی ۔ باوجودیکہ لالہ صاحب کائستھ ہیں ۔ مگر انہوں نے خوب کیا کسی کو شراب نہیں دی ۔ مکان ٹمپرنس موٹوز اور ٹمپرنسی تصاویر سے سجایا گیا ۔ اس سعید موقعہ پر لالہ صاحب نے ٹمپرنس سوسائٹی کو ۵ روپے دینے کا اقرار کیا ۔ کاش سب ٹمپرنسی لالہ صاحب کی تقلید کریں ۔

بابو سندر سنگھ صاحب سوپرنیومریری انسپکٹر ڈاکخانہ جات دل سے ٹمپرنس کی ترقی چاہتے ہیں۔ اور امرت سر ٹمپرنس سوسائٹی سے اُنہوں نے پلیج بک منگوائی ہے۔ پلیج لینے شروع کر دیئے ہیں پرماتما برکت دیوے۔

امرت سر میں اجلاس آنریری مجسٹریٹان میں ایک ذیلدار (موضع تکھو) کو بدمستی کی وجہ سے ۱۰ روپے۔ اور ایک نمبردار کے لڑکے کو اسی علّت میں ۴ روپے جرمانہ کی سزا ہوئی۔ افسوس! لوگ شراب کی خرابیاں دیکھتے ہوئے بھی اسے دل سے نہیں ہٹاتے۔ لوگوں میں بے عزتی۔ صحت کا نقصان۔ دولت کی تباہی۔ دین و دنیا میں روسیاہی۔ گوارا کرتے ہیں۔ لیکن اس سے پرہیز نہیں کرتے۔ اور کسی نہ کسی بہانے سے بادہ خواری کی ترکیب نکال ہی لیتے ہیں افسوس! چند روز کا ذکر ہے کہ سکرٹری امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی کو (جبکہ اتوار کی میٹنگ ہو رہی تھی) ایک صاحب نے اطلاع دی کہ ریل کے پل کے پاس کوئی شخص بدمست پڑا ہے۔ سکرٹری معہ ایک شخص کے وہاں پہنچا۔ اور اسکو دین و دنیا سے بے خبر پڑا دیکھکر سپاہی کو بلایا۔ اور ایک ببو کارٹ پر لٹا کر اسکو تھانہ صدر میں لیگئے۔ چونکہ وہ نہایت بیہوش تھا وہاں سے ہسپتال لیجایا گیا۔ ہسپتال میں اس پر کمبل وغیرہ ڈالے گئے۔ اور رات وہیں بسر کی۔ سکرٹری پھر صبح وہاں گیا۔ وہ شخص نوجوان اور اچھا سفید پوش تھا۔ سکرٹری نے اُس سے بات چیت کی فرمایا کہ "سردی کے باعث شراب پی تھی"۔ خوب! اگر ہسپتال میں نہ لیجایا جاتا تو شمشان بھومی کی آگ سے سردی کافور ہوتی۔ اسکا نام چونی لعل اور جنڈیالہ میں افیون وغیرہ کا ٹھیکہ دار ہے۔

ممبران دیو سماج۔ کی حسن کوشش سے رائے پور (ضلع انبالہ) کلیان سکھا (تحصیل موگہ) چک کھڑک سنگھ والا (ریاست پٹیالہ) بھراجوالا (تحصیل فاضلکا) اور شہزادپور (ضلع انبالہ) میں شراب کی دوکانیں بند ہو گئیں۔ یہ ہے عملی کام!

پنجاب سوشل ورکس کے متعلق جو اجمالی رپورٹ پروفیسر روچی رام صاحب نے لکھی تھی اُسمیں سے ٹمپرنس مشن کا حصہ ترجمہ کرکے آخر میں ایک نوٹ دیا گیا تھا کہ رپورٹ بہت ہی مختصر ہے۔ اس مفہوم کے متعلق آپنے ایک نوازش نامہ میں لکھا ہے۔ "اس میں میرا کچھ قصور نہیں یہ سب اُن سوسائٹیوں کا قصور ہے جو باوجود وقت پر یاد دلانے کے خاموش رہتے ہیں۔" یہ امر قابل تسلیم ہے کہ اکثر سوسائٹیوں کے سکرٹری باوجود یاد دہانی کے وقت پر "کچھ ہاں نہیں" سے کام نہیں لیتے۔ اس لئے اگر انہیں ذرا اس قدر موقعہ دیدیا جایا کرے کہ وہ اچھی طرح رپورٹیں تیار کر سکیں تو چنداں مضائقہ نہیں

لالہ لکھشمن پرشاد صاحب ایم اے پروفیسر سائنس خالصہ کالج امرتسر) پچھلے دنوں جب ایک برات کی تقریب پر وطن تشریف لے گئے تو آپنے اس خیال سے کہ جن سمدھیوں نے برات لیکے آنا ہے انہیں کا بیتھوں سے بھی بڑھکر شراب پی پی کر گلے صاف کئے جاتے ہیں۔ آپنے اس موقعہ پر مسکرات۔ فضول اخراجات۔ ناچ اور ناجائز کھیلوں کے متعلق چھوٹے چھوٹے بچوں سے کچھ تقریریں وغیرہ کرائیں۔ بعد میں آپنے بھی مختصر کہا۔ اور بینڈ آف ہوپ (امرتسر) کا بھی ذکر کیا۔ ماسٹر صاحب موصوف کی ہمت قابل تحسین ہے۔

حکّام کا قاعدہ ہے

حکام کا یہ اکثر قاعدہ ہے کہ جب کسی کی کسی زمرہ کی کوئی رپورٹ تیار ہوتی ہے تو اُسکے آخر میں چند ایک ایسی باتیں بھی تحریر کی جاتی ہیں جو قابل اصلاح سمجھکر آئندہ سال کے لئے چھوڑی جاتی ہیں۔ پچھلے سال کی رپورٹ آبکاری میں کسی قدر وضاحت سے ناجایز طور پر شراب کے نکالے جانے کا ذکر تھا۔ چنانچہ جن اصحاب نے نومبر کے مہینہ میں اس سرکاری رپورٹ کے متعلق کچھ اپنے مطلب کے نوٹ والا مضمون پڑھا ہوگا۔ اُنہیں اچھّی طرح یاد ہوگا کہ ناجایز کشید کرنے والوں نے کس کس طریق سے اور کن کن مقامات پر اسباب کشید ناجایز چھپا کے رکھے تھے۔ اب اِس ناجایز کشید کا قرار واقعی انتظام کرنے کیلئے پچھلے دنوں کمشنر صاحب آبکاری کے پرسنل اسسٹنٹ ہمارے ضلع کی تحصیل ترنتارن میں بھی پہنچے تھے اور اکثر لوگوں سے یہ دریافت کرتے تھے۔ کہ

"اگر شراب سستی کردی جائے اور بوتلوں میں خالص فروخت ہوا کرے۔ اور لوگوں کو اِسے بیاہ شادیوں میں پہنچانے کے لئے پانچ گیلن تک کا پاس دیا جایا کرے اور سہولیّت کیلئے ایسے پاس دیہات میں نمبرداروں یا ذیلداروں کے پاس رکھے جائیں: تاکہ تحصیل میں جاکر سوال دینے کی بھی تکلیف نہ ہو۔ تو کیا لوگ ناجایز کشید بند کردیں گے"

یہ بھی سُنا گیا ہے۔ کہ اِسکے علاوہ آپ وہ آبادی کی مردم شماری بھی دریافت کرتے تھے۔ جس سے زیادہ تر یہی معلوم ہوتا تھا" جہاں زیادہ جٹ سکھ آباد ہیں وہاں اِس جدید قاعدہ کا جاری کرنا زیادہ ضروری سمجھا گیا ہے" اگرچہ اِس طریق سے ناجایز کشید کاری کا انتظام ہو رہیگا۔ اور جس بھاؤ سے انہیں ناجایز کشید گردہ پڑتی ہے۔ اُسی نرخ سے سرکاری شراب بھی مل رہے گی۔ مگر ڈر یہ ہے کہ اِس طریق سے لوگ پہلے کی نسبت زیادہ تباہ ہوں۔ اور جہاں اب سزا کے خوف سے شراب بالکل نہیں جاتی۔ یا اسکے حاصل کرنے میں دقتیں ہوتی ہیں۔ جب اپنے ہر گاؤں کے نمبردار اور ذیلداروں کی معرفت ملنے لگیگی۔ تو اُس صورت میں رہی سہی بات جاتی رہیگی۔ بہت ڈر ہے الٰہی خیر کرنا۔

اس کی امید ہمیں قبلۂ حاجات نہ تھی
یوں بھلایا ہمیں گویا کہ کوئی بات نہ تھی

اس تغافل کے کیا کہنے؟ آخر! انتظار کب تک؟ پورے دس مہینے راہ تکنے کے بعد
اپنے مطلب کی بات کہتی ہیں دیکھئے کیا جواب ملتا ہے

جن

عنایت فرماؤں۔ معاونوں۔ سرپرستوں۔ خریداروں۔

کا

زرچندہ سالانہ

اب تک دفتر ٹمپرنس گائیڈ میں موصول نہیں ہوا۔ ان کے نام پر

مارچ سنہ ۱۹۰۵ء کا رسالہ

بصیغۂ قیمت طلب پیکٹ بھیجا جائیگا۔

مگر

نیازمند کی یہ دلی تمنا ہے کہ آپ اس وقت سے پہلے ہی رقم بھیجدیں۔
تاکہ پارسل کا زائد خرچ نہ پڑے
درحضرت کریم تقاضا چہ حاجت است

ٹمپرنس پوسٹ کارڈ

یہ دیکھ کے کہ اب ڈاکخانہ والوں نے سرکاری معیاد سے بڑے قد کے کارڈوں کی اجازت دے دی ہے۔ اور عوام الناس نے مختلف اقسام کے تصویردار۔ بیلدار اور قسم قسم کے کارڈ جاری کر دیئے ہیں جن پر ایک پیسہ کا ٹکٹ لگا کر ڈاک میں ڈالا جاتا ہے۔ ایسے موقعہ پر اگر ٹمپرنس کارڈ کے حامی خاموش رہتے تو بات نہ تھی۔ لہذا ٹمپرنس کارڈ نکالے گئے ہیں۔ ان کارڈوں میں خصوصیت کیا ہے؟ سنئے۔ مختلف مذاہب کے مقدس نوشتے۔ جنکی اشاعت ہر ایک ٹمپرنس کے لئے فرض ہے۔ صرف ۳۰ر کے ایک سو رنگا رنگی بھیجے جاتے ہیں۔ آپ ضرور مینیجر ٹمپرنس گائیڈ امرتسر سے طلب کریں۔